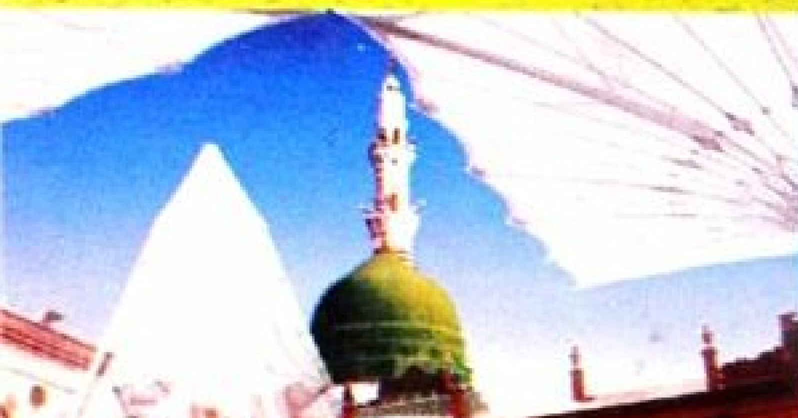
۱۲ ریال

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شریف

تاریخ، آداب، فضائل

ڈاکٹر محمد الیاس عبد الغنی







بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسجد نبوی شریف

تاریخ، آداب، فضائل

ڈاکٹر محمد الیاس عبد الغنی

کتابی دنیا، دہلی

Masjid-e- Nabvi Shareef

Tareekh- Aadab-Fazail

By

Dr. Mohammad Ilyas Abdul Ghani

Year of Edition 2001

ISBN-81-87666-08-0

Price. Rs. 60/=

نام کتاب--------------------مسجدِ نبوی شریف(تاریخ، آداب، فضائل)

مرتب-----------------------ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی

سن اشاعت------------------۲۰۰۱ء

قیمت-------------------------۶۰ روپے

مطبع-------------------------کاک پرنٹرس، دہلی

Published by:

Kitabi Duniya

1955 T.Gate, Delhi-6

E -mail kitabiduniya@rediffmail.com



كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

مسجد نبوی شریف

تاریخ ، آداب ، فضائل

إن الله وملائكته يصلون على النبي

بسم الله الرحمن الرحيم

يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم
إنك حميد مجيد

اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد
كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم
إنك حميد مجيد

صفحہ نمبر	عنوان
5	مقدمہ
7	**مسجد نبوی شریف کے فضائل**
8	مسجد نبوی کی بنیاد تقوے پر
8	مسجد نبوی میں تعلیم کی فضیلت
9	مسجد نبوی میں نماز کی ادائیگی
9	توسیعی حصہ میں نماز کی حیثیت
10	مسجد نبوی کے صحن میں نماز
11	مسجد نبوی میں نوافل
11	مسجد نبوی میں مستورات کی نماز
12	مستورات کا مسجد جانا
13	مسجد نبوی میں چالیس نمازیں
17	**آداب مسجد نبوی شریف**
18	مسجد میں جانے کی تیاری
19	بحالت بدبو مسجد جانے کی ممانعت
19	مسجد میں جلدی پہنچنا
20	مسجد میں داخلے کا مسنون طریقہ
20	مسجد میں بھاگ دوڑ کی ممانعت
21	مسجد میں بلند آوازی کی ممانعت
24	اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت
24	مسجد میں تھوکنے کی ممانعت
25	نمازی کے سامنے گذرنے کی ممانعت
25	تحیۃ المسجد
26	بارگاہ نبوی میں صلاۃ و سلام
29	دعا کے آداب

صفحہ نمبر	عنوان
29	قبر شریف کو سجدے کی ممانعت
30	جالیوں کو چومنے کا مسئلہ
31	حجرہ شریفہ کے طواف سے ممانعت
33	**مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع**
34	عہد نبوی میں تعمیر و توسیع
36	خلافت صدیقی میں مسجد نبوی
37	خلافت فاروقی میں توسیع مسجد
38	خلافت عثمانی میں توسیع مسجد
39	خلافت علوی میں مسجد نبوی
39	خلافت اموی میں توسیع مسجد
40	خلافت مہدی عباسی میں توسیع
41	پہلی آتشزدگی اور تعمیر
41	دوسری آتشزدگی اور تعمیر
42	خلافت عثمانی ترکی میں تعمیر
43	پتھر کی تلاش اور دریافت
46	ترکی تعمیر کے مختلف مراحل
48	محراب اور باب السلام کا قبہ
48	اصلی مسجد کی علامت
49	مسجد نبوی میں خطاطی
50	پتھر پر حدیث شریف کی کتابت
51	تکمیل اور اخراجات
51	مسجد کی چھت تاریخ کے آئینے میں
52	حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع
54	وصف تعمیر

مضامین

صفحہ نمبر	عنوان
56	مسجد کے مغربی سائبان
56	دوسری سعودی توسیع
58	سنگ بنیاد اور تکمیل
58	عمومی وصف
60	گراؤنڈ فلور
60	عظیم توسیع، اعداد و شمار
61	مستورات کیلئے نماز کی جگہ
61	دروازوں کا مختصر تعارف
66	متحرک گنبد
69	توسیعی حصہ کی چھت
70	الیکٹرک سیڑھیاں، عام سیڑھیاں
70	مینار، بلندی، وصف
71	دیواریں، سجاوٹیں
73	مسجد کے بیرونی صحن
74	تہ خانہ، نظام کنٹرول
75	منفرد ائر کنڈیشنڈ نظام
79	کارپارکنگ
81	سعودی دور میں ترکی عمارت
82	حجرہ شریفہ کے نوادرات
82	صحن مسجد میں چھتریاں
83	جنوبی مقصورہ اور اس کا استعمال
84	**مسجد کے محراب اور صفہ**
84	تحویل قبلہ سے پہلے نماز کی جگہ
84	محراب نبویؐ
86	محراب عثمانی
87	محراب تہجد
88	محراب فاطمہؓ
89	محراب حنفی
90	مقام صفہ واہل صفہ
91	**ریاض الجنۃ، منبر، ستون**
92	ریاض الجنۃ، رقبہ، علامت
93	منبر، فضیلت، تاریخ
97	ستون حنانہ، آہ و بکا، فضیلت
99	ستون عائشہؓ، وجہ تسمیہ
100	ستون ابو لبابہؓ واقعہ توبہ
102	ستون سریر
102	ستون حرس
103	ستون وفود
104	ستون جبریل
104	تمام ستونوں کی فضیلت
107	**قدیم مسجد نبوی کے دروازے**
108	چند حقائق
109	باب جبرئیل
110	باب نساء
110	باب رحمت، بارش کا واقعہ
111	خوخۃ ابو بکر صدیقؓ
113	باب السلام
113	باب مجیدی

صفحہ نمبر	عنوان
113	باب عبد العزیزؒ
114	باب عثمان بن عفانؓ
114	باب عمر فاروقؓ
114	باب سعودؒ
115	**مسجد نبوی کے مینار**
116	مینار اور اذان، چبوترہ
117	صدر مینار
118	مینار باب السلام
119	**حجرہ شریفہ**
121	تمہید
121	حضرت عائشہؓ کا خواب اور وصال نبوی
122	لحد کی تیاری
123	وفات ابو بکرؓ اور تدفین
123	حضرت عمرؓ کی دعا
124	شہادت، اجازت، تدفین
125	حضرت عائشہؓ کا پردہ
126	قبروں کی ترتیب
126	قبور شریفہ کی بیرونی کیفیت
127	چوتھی قبر کی جگہ، تدفین عیسیٰؑ
129	تعمیر حجرہ شریفہ کے ادوار
129	پاؤں ظاہر ہونے کا واقعہ
130	تجدید دیوار حجرہ بعہد قایتبائی
131	پانچ کونی دیوار

صفحہ نمبر	عنوان
132	**دشمنان اسلام کی سازشیں**
134	جسم مبارک چرانے کی پہلی سازش
135	دوسری سازش
135	تیسری سازش
138	سیسہ پلائی دیوار
138	چوتھی سازش
139	پانچویں سازش
141	درس عبرت
142	**مقصورہ شریفہ (جالیاں)**
143	مقصورہ کے دروازے
144	گنبد خضراء، مختلف ادوار
144	گنبد سے پہلے، نشاندہی
145	عہد قایتبائی
146	دور سلطان محمود ترکی
146	سبز رنگ
147	حجرہ شریفہ۔ اندرونی گنبد
147	دونوں گنبدوں میں سوراخ
148	عام گنبد، ضروری تنبیہ
149	**تراویح، چودہ سو سالہ تاریخ**
149	تراویح عہد نبوی میں
149	عہد صدیقی، فاروقی
150	عہد عثمانی، علوی
150	حرم مکی شریف میں تراویح
151	مسجد نبوی شریف میں تراویح
157	فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی، اسی طرح بعض اوقات اور بعض مقامات کو دوسرے اوقات و مقامات پر فضیلت عطا فرمائی، اسی پس منظر میں درج ذیل تین مسجدیں دنیا کی تمام مساجد سے افضل ہیں: مسجد حرام، مسجد نبوی شریف اور مسجد اقصیٰ۔

نبی اسلام ﷺ کی تشریف آوری سے یثرب کو مدینہ منورہ کا عنوان ملا، اور آپ کی نسبت سے ہر اس مقام کو اعلیٰ مقام ملا جہاں سے آپؐ گذر گئے یا قیام فرمایا۔ اس مسجد کی عظمت و رفعت کے کیا کہنے جس نے آپ کی زندگی کی دس بہاریں دیکھیں جو تاریخ انسانی کی حسین ترین یادیں ہیں۔ جن کا تذکرہ رہتی دنیا تک ملتِ اسلامیہ کیلئے سرچشمہ ہدایت ہے۔ زیر نظر کتاب انہی دس بہاروں کے بعض پہلوؤں کا تذکرہ ہے۔ وہ کتنا حسین منظر تھا جب آقا آئے تو بنو نجار کی بچیاں طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ کا ترانہ پیش کر رہی ہیں جاں نثار صحابہؓ آنکھیں بچھائے کھڑے ہیں ہر سمت مرحبا مرحبا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، ہر شخص کی تمنا ہے کہ آقا اس کے گھر جلوہ افروز ہوں۔ آپؐ فرما رہے ہیں: خَلُّوْھَا فَاِنَّھَا مَاْمُوْرَۃٌ قصواء اونٹنی وہاں بیٹھی جہاں آج منبر نبوی شریف ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا نصیب کہ آقا انکے گھر میں جلوہ افروز ہوئے۔ مسجد کیلئے جگہ پسند فرمائی جس کی قیمت ادا کرنے کا شرف حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ملا، اشارۂ ابرو پر جان قربان کر دینے والے صحابہؓ مسجد تعمیر کرنے لگے تو آقا نے ان کے ہمراہ پتھر اٹھائے ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یہ پتھر مجھے دیدیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا محتاج ہوں جیسے تم محتاج ہو۔ جس کے قدموں میں شاہوں کے خزانے تھے اس نے انتہائی سادہ مسجد بنائی، لیکن اس کو نمازیوں سے ایسا آباد کیا کہ مسجد تنگ ہو گئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: جو یہ جگہ خرید کر مسجد میں شامل کر دے میں اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے یہ جگہ خرید کر آقا کی خدمت میں پیش کر دی۔ نمازیوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ کے پیش نظر بعد میں اسکی توسیع ہوتی رہی۔ آقا نے ڈیڑھ سال تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی تحویل قبلہ کا حکم آیا تو آپ کا مصلیٰ ستون حنانہ کے قریب منتقل ہو گیا جس کی ٹیک لگا کر آپؐ کھڑے ہوتے۔ جب آپ کیلئے منبر تیار کیا گیا تو کھجور کا یہ تنا آپ کی جدائی میں سسکیاں لیکر رونے لگا، زندگی کے آخری سالوں میں وعظ کا سلسلہ اسی منبر پر جاری رہا، یہیں ریاض الجنۃ ہے اس میں مختلف ستون ہیں جن سے بہت سی تاریخی یادیں وابستہ ہیں، مسجد کی مشرقی سمت وہ کچے حجرے ہیں جن میں شاہ عرب و عجم کے شب و روز گذرے، وفات ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں دفن ہوئے نویں صدی ہجری میں اس کے گرد جالیاں لگا کر اوپر گنبد بنا دیا گیا، مسجد کی شمالی سمت اسلامی تاریخ کی پہلی درسگاہ تھی

جس کے طلبہ اصحاب صفہ کہلائے حضرت جبریل امین بارہا وحی لیکراس مسجد میں آئے۔

مدینہ پہنچ کر عجب جستجو ہے　　　وہی عہد رفتہ مرے روبرو ہے

حبیبِ خدا کا جو دولت کدہ تھا　　　میں وہ خوشنما بام ودر ڈھونڈ تا ہوں　(ولی)

ہر مسلمان خصوصاً زائر حرم ان مختلف پہلوؤں کی تاریخ وتفصیل جاننے کا متمنی ہے زیر نظر کتاب انہی مضامین کا تعارف ہے جس کا آغاز مسجد نبوی شریف کے فضائل و آداب سے ہوتا ہے اور اس کے آخر میں آنحضور ﷺ کے جسم اقدس کو قبور شریفہ سے منتقل کرنے کی گھناؤنی سازشوں کا تذکرہ ہے یہ کتاب راقم کی عربی تالیف "تاریخ المسجد النبوی الشریف" کا اردو ترجمہ ہے، جو پاکستان کے مشہور عالم مولانا سید محمد طیب ہمدانیؒ نے کیا ہے، میں ان کا شکر گزار ہوں۔

اس کتاب کی تالیف میں علم تفسیر، حدیث اور تاریخ کی ایک سو سے زائد کتب سے استفادہ کیا گیا۔ جہاں کہیں مؤرخین کا باہمی اختلاف ہوا ہے وہاں قارئین کو اسکی تفصیل میں اُلجھانے کی بجائے راجح اور قوی رائے کو ذکر کیا ہے۔

مضامین کی مناسبت سے بہت سی نادر تصاویر اور نقشوں کو شامل کتاب کیا گیا ہے، عربی کتاب کا اکثر حصہ مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور اس ترجمہ کے بیشتر حصے پر نظر ثانی بھی مسجد نبوی شریف میں کی۔ **والحمدلله علی ذلك۔**

تاریخ مدینہ سے متعلق مزید دو کتابیں جو کہ عربی میں چھپ چکی ہیں، انشاء اللہ عنقریب اردو قارئین کی خدمت میں پیش کی جائینگی جن میں مسجد نبوی شریف کے گرد صحابہؓ کے پچاس مکانات اور مدینہ منورہ کی پینتیس تاریخی مساجد کا تذکرہ ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے ناچیز کو اس کام کی توفیق عطا فرمائی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اور فاضل مترجمؒ کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، جن حضرات نے کسی بھی انداز میں اس مبارک کام میں تعاون کیا انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے اور اپنے محبوب ﷺ کی خصوصی شفاعت اور جام کوثر نصیب فرمائے۔ اور بقول حضرت سید نفیس :

ہو نصیب جام کوثر یہ نفیس کی دعا ہے
مگر اک حسیں تمنا کہ حضورؐ خود پلائیں

محمد الیاس فیصل ص۔ب 447 المدینۃ المنورۃ

یہ سطور ۱۹ صفر ۱۴۱۹ھ۔ ۱۳ مئی ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ صبح ۱۵۔۶ ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر لکھی گئیں۔

مسجد نبویؐ شریف کے فضائل

(۱) مسجد نبویؐ کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی۔

(۲) مسجد نبویؐ میں پڑھنے پڑھانے کی فضیلت۔

(۳) مسجد نبویؐ میں نماز کی ادائیگی کی فضیلت۔

(۴) موجودہ توسیعات میں نماز کی ادائیگی کی حیثیت۔

(۵) مسجد کے ارد گرد میدان اور صحن میں نماز۔

(۶) مسجد میں نوافل کی ادائیگی۔

(۷) مسجد میں مستورات کا نماز ادا کرنا۔

(۸) مستورات کا مسجد جانا۔

(۹) مسجد نبویؐ میں چالیس نمازوں کا ادا کرنا۔

① مسجد نبوی کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی

مسجد نبوی اُن مساجد میں سے ہے جن کی بنیاد تقوے پر رکھی گئی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور آنحضور ﷺ نے اپنی حدیث، میں دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ، فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ ❶

(ترجمہ) پہلے روز سے ہی جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس کا زیادہ حق ہے کہ آپ اس میں قیام کریں، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد مسجد نبوی ہے ❷

جسکی بنیاد تقوے پہ رکھی گئی

مسجد نبوی اس کا عنوان ہے

اس آیت کی تفسیر میں وارد دیگر احادیث نبویہ و آثار صحابہؓ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد قباء اور مسجد نبوی دونوں اس آیت کا مصداق ہیں۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری (ج ۷ ص ۲۴۵) اور علامہ سمہودی نے وفاء الوفا (ج ۲ ص ۴۱۵) اور ابن الجوزی نے زادالمسیر فی علم التفسیر (ج ۳ ص ۴۱۵) میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے۔

② مسجد نبوی میں پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

حصول علم عبادت ہے اور قرب خداوندی کا باعث ہے لیکن جب اس کا تعلق مسجد نبوی سے ہو تو یہ افضل ترین عبادت ہے۔ سنن ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" جو میری مسجد میں نیکی کی تعلیم دینے یا لینے آئے اور اس کا اس کے سوا کوئی اور مقصد نہ ہو تو اس کا مقام اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے برابر ہوگا اور جو کسی اور کام کیلئے آئے تو ایسا ہوگا جیسے وہ کسی دوسرے کے مال کو تاک رہا ہو" حضرت ابو امامہ باہلیؓ کی روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ

❶ سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۸ ❷ صحیح مسلم کتاب الحج حدیث نمبر ۱۵۔۱۳۹۸

نے فرمایا: جو صبح سویرے مسجد میں آئے اور پڑھنے پڑھانے کے سوا اس کا کوئی اور مقصد نہ ہو تو اسے کامل حج کا ثواب ملے گا۔ علامہ ہیثمی نے اس کے سب راویوں کو قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ ❶

(۳) مسجد نبوی میں نماز ادا کرنیکی فضیلت

سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے (یہ روایت ضعیف ہے)

واضح رہے کہ بعض محدثین فضائل کے سلسلہ میں وارد ضعیف روایت کو بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ لہٰذا بارگاہ الٰہی سے یہ امید ہے کہ وہ اپنے خاص فضل و کرم سے مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر عطا فرمائینگے۔

دیگر روایات کے مطابق عام مساجد میں نماز ادا کرنے کا جتنا ثواب ہے مسجد نبوی میں اس سے ایک ہزار گنا زیادہ ہے۔ گویا مسجد نبوی میں نماز کا ثواب دوسری عام مسجدوں میں چھ ماہ کی نمازوں سے زیادہ ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نمازوں سے زیادہ افضل ہے علاوہ مسجد حرام کے"۔ علماء نے اس حدیث پر بہت لمبی بحثیں کی ہیں تاہم ایک بات ذہن میں رہے کہ اس میں نماز کی تعداد بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ ثواب بیان کرنا ہے، یعنی ایک نماز کا ثواب ہزار نماز سے زیادہ ہوگا۔ گویا اگر ایک نماز قضا کی نیت سے پڑھی تو وہ ایک ہی نماز کی قضا شمار ہوگی نہ کہ ایک ہزار نماز کی۔ ❷

(۴) مسجد نبوی کی توسیعات (Extantion) میں نماز کا درجہ

نبی اکرم ﷺ کے بعد جتنی بھی توسیعات ہوئی ہیں ان میں نماز کی ادائیگی کا وہی ثواب ہوگا جو آپ ﷺ کے مبارک دور کی مسجد میں تھا۔ جمہور علماء امت کا اس پر اتفاق ہے۔ مشہور مورخ محبّ طبری نے لکھا ہے کہ جس مسجد میں نماز کا ثواب ایک ہزار گنا سے زیادہ ہے اس سے مراد مسجد کا وہ حصہ ہے جو آپ ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ اور بعد میں جو توسیع کی گئی ہے اس کا بھی وہی حکم ہے۔ اس بارے میں بہت سی

---

❶ سنن ابن ماجہ۔ مقدمہ۔ حدیث نمبر ۲۲۷۔ معجم کبیر طبرانی ج ۸ ص ۱۱۱ حدیث نمبر ۷۴۷۳۔ مجمع الزوائد ج ۱۔ ص ۱۲۳

❷ صحیح بخاری۔ فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ والمدینہ۔ نمبر ۲۰ : ۱۱۹۰ صحیح مسلم کتاب الحج فضل الصلوۃ بمسجدی مکۃ والمدینہ۔ حدیث نمبر ۱۵ : ۱۳۹۵

احادیث و آثار موجود ہیں۔ علامہ زین الدین بن رجب فرماتے ہیں کہ فضیلت میں توسیع کا وہی حکم ہے جو اصل مسجد کا ہے۔ لہٰذا مسجد حرام یا مسجد نبوی میں جو بھی توسیع کی گئی ہے وہ ساری ہی مسجد شمار ہو گی اور فضیلت واجر میں اس کے برابر شمار ہو گی۔ ❶

۵ مسجد نبوی کے مضافات میں نماز کا ثواب

نماز جمعہ و عیدین، ماہ رمضان اور زمانہ حج میں سخت بھیڑ اور اژدحام ہو جاتا ہے اور مسجد کے اندر نمازی سما نہیں سکتے اور صفیں مسجد کے بیرونی صحن، بازاروں اور گلی کوچوں تک پھیل جاتی ہیں ان حالات میں مسجد سے باہر والی صفیں مسجد نبوی والے ثواب کی مستحق ہوں گی یا نہیں ؟

بعض علماء کا خیال ہے کہ بیرونِ مسجد نماز ادا کرنے والے باجماعت ثواب کے تو مستحق ہیں۔ لیکن مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کی فضیلت انہیں حاصل نہ ہو گی، دوسرے علما کی رائے یہ ہے کہ وہ بھی مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے والے شمار ہوں گے کیونکہ ان کی صفیں ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ مشہور مفسر علامہ شنقیطی لکھتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف میں ثواب کی زیادتی اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے اور نمازی کیلئے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مسجد کے اندر ہو دوسرا باہر ہو اور ان کا کندھے سے کندھا ملا ہوا ہو اور اجر و ثواب مختلف ہو۔ ❷

واضح رہے کہ آخری سعودی توسیع میں مسجد کے شمال مشرق اور مغرب میں بڑا وسیع ٹھنڈے فرش کا صحن ہے اور اسے بناتے وقت صفوں کی ترتیب کو مد نظر رکھا گیا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ مذکورہ صحن مسجد نبوی کا حصہ ہے، اور اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد نبوی کا ثواب ملیگا۔ بشرطیکہ صفیں مسجد سے ملی ہوئی ہوں۔

تنبیہ : باجماعت نماز میں جو شخص امام سے آگے ہو اس کی نماز نہیں ہوتی، لہٰذا مسجد نبوی شریف کے مشرقی اور مغربی صحن میں نماز پڑھنے والے امام سے آگے صفیں نہ بنائیں، واضح رہے کہ اس بیرونی صحن میں سفید سنگ مرمر والا حصہ نماز کیلئے خاص ہے اور امام سے پیچھے ہے جبکہ کالے پتھر والا حصہ امام سے آگے ہے، رش کے دنوں میں یہاں باقاعدہ بورڈ نصب کر دیئے جاتے ہیں جس پر مختلف زبانوں میں یہ مضمون لکھا ہوتا ہے :امام سے آگے نہ بڑھیں ورنہ آپ کی نماز باطل ہو جائے گی۔

---

❶ وفاء الوفاج ا ص ۳۵۷ تحفة الراکع والساجد ص ۱۳۳ فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۶ ص ۱۴۶ المجموع للنووی ج ۸ ص ۲۷۷ التحفة اللطیفة ج ۱ ص ۴۷

❷ (تفسیر أضواء البیان ج ۸ ص ۳۶۶)

(٦) نوافل کی ادائیگی مسجد میں افضل ہے یا گھر میں ؟

مسجد نبوی شریف میں فرض نماز کی ادائیگی عام مساجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ یہ متفقہ مسئلہ ہے اس سلسلہ میں صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن ابن ماجہ کی روایات بیان ہو چکیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ نوافل کی ادائیگی گھر میں افضل ہے یا مسجد نبویؐ میں۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ نماز کی یہ فضیلت فرض و نفل دونوں صورتوں میں ہے جبکہ دیگر علما کی رائے ہے کہ نفل گھر میں ادا کرنے افضل ہیں۔ انکی دلیل نبی اکرم ﷺ کا درج ذیل ارشاد گرامی اور آپؐ کا عمل ہے : عبداللہ بن سعدؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں گھر میں نفل نماز ادا کروں یا مسجد میں، کیسے افضل ہے ؟ فرمایا تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد کے کتنا قریب ہے اس کے باوجود میں فرض نماز کے علاوہ دوسری نمازیں گھر میں ادا کرنی پسند کرتا ہوں۔ نیز آپ ﷺ تہجد اور سنتِ فجر گھر میں ہی ادا فرماتے تھے۔ مسجد میں نوافل کی ادائیگی آپؐ سے بہت کم ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں نوافل کی ادائیگی افضل ہے۔

شیخ عطیہ محمد سالمؒ کہتے ہیں کہ ہزار نماز والی فضیلت میں تو کسی کو اختلاف نہیں خواہ نفل ہو یا فرض، تاہم گھر میں نوافل کی ادائیگی مسجد میں ادائیگی سے بہتر ہے اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ مسجد کے قریب ہونے کے باوجود نوافل گھر میں ہی ادا فرماتے تھے۔ ❶

(٧) عورت کا مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا بہتر ہے یا گھر میں ؟

احادیث نبویہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کیلئے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا ضروری ہے اور عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا بہتر ہے۔ مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت کا جب ذکر ہوا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کیلئے افضل صورت کا ذکر کر دیا جائے اس سلسلہ میں ام حمیدؓ کی حدیث فیصلہ کن ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا : یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا : میں جانتا ہوں کہ تجھے میری اقتدا میں نماز ادا کرنا بڑا پسند ہے لیکن اپنے خصوصی حجرہ میں تیرا نماز ادا کرنا اپنے عمومی حجرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے اور اپنے حجرے میں نماز کی ادائیگی صحن میں ادائیگی سے بہتر ہے اور گھر

❶ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ماجاء فی التطوع فی البیت۔ حدیث نمبر ۱۳۷۸:۵ تفسیر اضواء البیان ج۸ ص ۵۶۱)

میں ادائیگی محلّہ کی مسجد سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد میں نماز کی ادائیگی میری مسجد میں ادائیگی سے بہتر ہے۔ اس کے بعد ام حمیدؓ نے اپنے مکان کے ایک اندھیرے کونے میں نماز کی جگہ منتخب کر لی اور مرتے دم تک اس پر کاربند رہیں۔ ❶

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں عورتوں کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اب عام شہروں کی خواتین مسجد کی بجائے گھر میں نماز کی ادائیگی اور اس کی فضیلت واہمیت کو بخوبی سمجھ سکتی ہیں۔

(۸) عورت کیلئے مسجد میں جانے کے ضروری آداب

یہ تو واضح ہو گیا کہ مستورات کے لئے گھر میں نماز کی ادائیگی افضل ہے۔ اس کے باوجود مسجد میں نماز کی ادائیگی چند آداب و شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

ا: خاوند سے اجازت لے۔ حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو جب وہ تم سے اجازت طلب کریں۔ بخاری کے الفاظ ہیں کہ جب عورت مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو اسے نہ روکو۔ ابوداؤد میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو جبکہ گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔

ب: خوشبو کا استعمال اور زیب وزینت کر کے نہ نکلے جیسا کہ حضرت زینب روجہ عبداللہؓ سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مسجد میں جاؤ تو خوشبو نہ لگاؤ۔ صاحب تفسیر اضواء البیان لکھتے ہیں کہ حدیث سے معلوم ہو گیا کہ خوشبو لگا کر عورت کا مسجد میں جانا ممنوع ہے تاکہ مردوں کی توجہ ادھر مبذول نہ ہو۔ اسلئے علماء نے ہر اس صورت کو ممنوع قرار دیا جو مردوں کی توجہ ان کی طرف مبذول کرے۔ ان شرائط و آداب کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہری لباس بھڑکیلا نہ ہو اور نہ ہی ایسا زیور پہنے جس سے آواز پیدا ہو۔ مردوں سے اختلاط نہ ہو اور ایسے رستہ سے بھی پہلو تہی کرے جہاں فساد کا اندیشہ ہو۔ مناسب ہے کہ مسلمان عورت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد پر غور کرے: وہ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ ہمارے اس دور کو پالیتے تو عورتوں کو مسجد جانے سے منع فرمادیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کے لئے ممانعت کر دی گئی تھی۔ ❷

ام المومنینؓ کا یہ خیال اس دور میں تھا جسے خیر القرون کہتے ہیں اب جبکہ پندرہویں صدی آگئی

❶ مسند احمد ج ٦ ص ٣٧١ صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ١٦٨٩

❷ صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب خروج النساء الی المساجد (٤٤٢/٤ـ٤٤٣) صحیح بخاری کتاب الاذان۔ استئذان المرأۃ زوجھا۔ حدیث نمبر (٨٧٣/١٠ـ٨٦٩) سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب خروج النساء الی المساجد حدیث نمبر (٥٦٧/٢)

اور یورپین ثقافت نے امت مسلمہ کو تباہ وبرباد کر دیا ہے تو مسلمان عورت کیلئے گھر سے باہر قدم رکھنا کیسے مناسب ہوگا؟

الغرض عورت کیلئے مسجد میں باجماعت نماز سے گھر میں تنہا نماز ادا کرنا بہتر ہے۔ البتہ شرائط و آداب کی پابندی سے مسجد میں جانا جائز ہے۔ مسلم خواتین کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ جب سجد میں نماز باجماعت کیلئے پردہ اور دیگر شرائط و آداب کی رعایت ضروری ہے تو خرید و فروخت تعلیم و تدریس سیر وسیاحت، میل ملاقات، ملازمت اور دیگر معاملات میں ان شرائط و آداب کی رعایت کس قدر ضروری ہوگی۔

۹ مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی ادائیگی

واضح رہے کہ مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی ادائیگی حج و عمرہ کا رکن نہیں کہ ان کے ادا نہ کرنے سے حج و عمرہ میں کوئی کمی یا نقص واقع ہو۔ یہ قدیم دستور چلا آتا ہے کہ جو لوگ حج یا عمرہ کیلئے آتے ہیں مدینہ طیبہ میں زیارت کیلئے بھی حاضری دیتے ہیں اور احادیث میں وارد فضیلت کی وجہ سے مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اگرچہ یہ زیارت کا حصہ نہیں چونکہ زیارت تو صرف دو رکعت تحیۃ المسجد کے بعد بارگاہ نبوی ﷺ اور صاحبین حضرت ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہما کی خدمت میں صلاۃ و سلام عرض کرنے اور اپنے اور مسلمانوں کیلئے دعا کرنیکو کہتے ہیں۔ جیسے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ آئے اسے مسجد نبوی میں حاضر ہو کر دو رکعت ادا کر کے بارگاہ نبوی و صاحبین میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنا چاہیے۔ ❶

چونکہ اکثر حجاج و زائرین چالیس نمازوں کی فضیلت حاصل کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں اس لئے حکومت بھی ہر حج و عمرہ کرنے والے کو اتنا موقع مہیا کر دیتی ہے جس سے وہ یہ فضیلت حاصل کر سکے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور اس سے کوئی نماز نہ چھوٹے تو اسکے لئے آگ سے براءت عذاب سے نجات اور نفاق سے دوری لازمی کر دی جائیگی۔ علامہ ہیثمی نے یہ حدیث لکھ کر احمد اور طبرانی کا حوالہ دیا ہے اور اسکے راویوں کو قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ حافظ منذری نے اس حدیث کو مسند احمد کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ اس کے راوی صحاح والے ہیں۔ طبرانی اوسط اور ترمذی میں الفاظ مختلف

❶ فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۶ ص ۱۳۶۔

ہیں۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے ایک راوی نبیط بن عمر کا ابن حبان نے ذکر کر کے اسے قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ اس سب کے باوجود عصر حاضر کے ایک عالم البانی کی رائے میں یہ حدیث راوی نبیط کیوجہ سے ضعیف ہے۔ ❶

مدینہ منورہ کے قاضی اور مسجد نبوی کے مدرس شیخ عطیہ محمد سالمؒ نے البانی کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابن حبان منذری بیہقی اور ابن حجر جیسے اکابر تو نبیط کو قابل اعتماد قرار دیتے ہیں اور ان جیسی کسی بڑی شخصیت نے اس پر ردو قدح نہیں کی ایسے میں آج کسی کو حق نہیں کہ اُن ائمہ جرح و تعدیل کی مخالفت کرے۔ اور بالفرض اگر ہم اس روایت کو ضعیف بھی تسلیم کر لیں تو اس میں کسی حلال و حرام کا معاملہ تو ہے نہیں اور نہ اس کا کسی عقیدے سے تعلق ہے۔ یہ تو فضائل اعمال سے ہے جبکہ فضائل اعمال میں ضعیف روایت پر اعتماد ہو سکتا ہے، اور علماء حدیث ایسے مسائل میں زیادہ شدت نہیں برتتے ❷

امام احمد اور طبرانی نے مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی جو روایت نقل کی ہے اسی طرح کی ایک روایت ترمذی نے بھی نقل کی ہے، جس کے مطابق مسجد نبوی کے علاوہ دوسری مساجد میں چالیس روز باقاعدگی سے نماز ادا کرنے کی ایسی ہی فضیلت لکھی ہے اور اس حدیث کو البانی نے بھی سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ج ۴ ص ۶۲۸۔۶۳۱ میں حدیث حسن لکھا ہے۔

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی ادائیگی یا دوسری مساجد میں چالیس روز تکبیر اُولیٰ میں شمولیت پر عذاب اور نفاق سے برأت کی حکمت کیا ہے؟ شیخ عطیہ محمد سالمؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں تاہم اس میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص اس فضیلت کے حصول کیلئے آٹھ روز میں چالیس نمازیں ادا کرنے کا اہتمام کرے گا کہ ہر نماز کی تکبیر اُولیٰ میں شمولیت ہو اس کا دل ہر وقت مسجد کی حاضری پر متوجہ رہے گا نماز باجماعت کا اس میں اہتمام پیدا ہو جائیگا اور اس کی کوئی نماز بھی بلا عذر فوت نہ ہو گی پھر جب وہ زیارت مسجد نبوی شریف سے فارغ ہو کر اپنے وطن واپس پہنچے گا تو نماز باجماعت کی اچھی عادت لے کر واپس ہو گا۔ یہی صورت اپنے علاقہ کی مسجد میں چالیس روز نماز باجماعت اہتمام سے ادا کرنے کی ہو گی۔ مسجد نبوی میں نماز کی تعداد چالیس ہے جو چالیس ہزار نماز

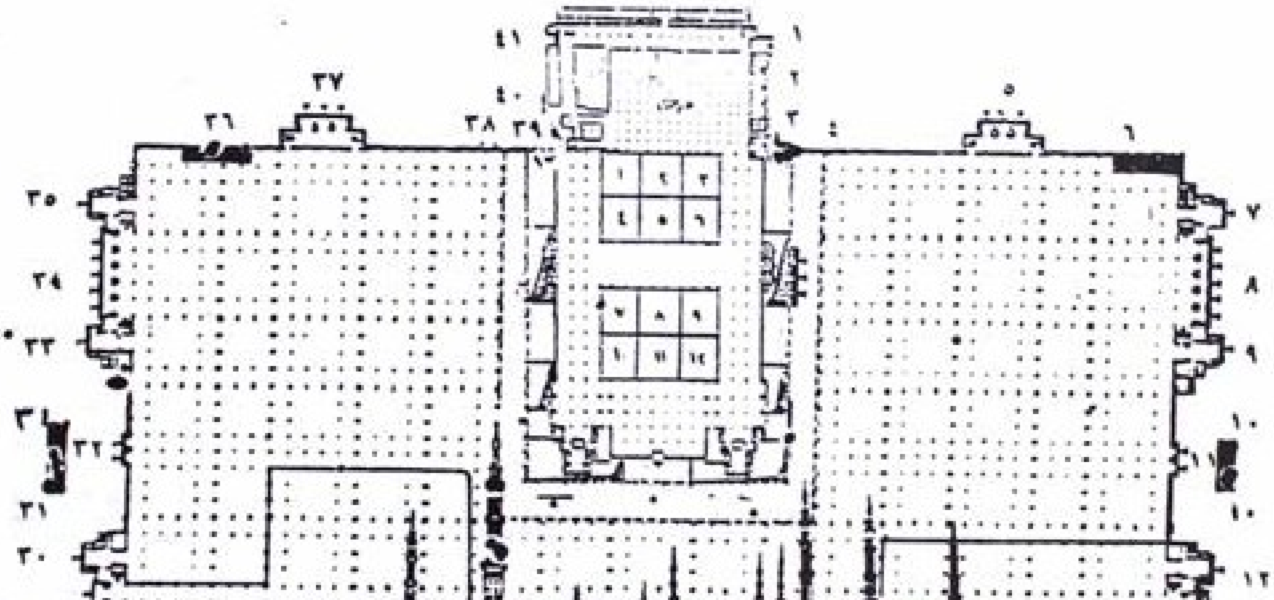
❶ مسند احمد ج ۳، ص ۱۵۴، مجمع الزوائد ج ۴، ص ۸ ترغیب وترہیب ج ۲، ص ۲۱۵، السلسلۃ الضعیفۃ ۱ ص ۳۶۶۔

❷ تفسیر اضواء البیان ج ۸ ص ۵۷۳۔

کے برابر ہو گئی اور جب اسے باجماعت نماز سے جو پچیس درجہ افضل ہوتی ہے شمار کیا جائے تو وہ پانچ سو سال کی نمازوں کے برابر ہو گی۔ یعنی اجر وثواب میں نہ کہ تعداد میں۔ اللہ تعالیٰ اس فضیلت کے حصول کی توفیق عطا فرمادیں۔ الغرض اس حدیث کا مقصد لوگوں کو نماز اور جماعت کا عادی بنانا ہے پھر بھی اگر کوئی شخص مدینہ منورہ سے واپس اپنے گھر میں پہنچ کر نماز کی ادئیگی میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرے تو اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہو گی ؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی کیفیت سے بچائے رکھے۔ ❶

عمل میں بھی عکس آپکے چاہتا ہوں
نئی اِک مسافت مرے سامنے ہے
حرم سے نئے ولولے لا رہا ہوں
طریقِ اطاعت میرے سامنے ہے (تائب)

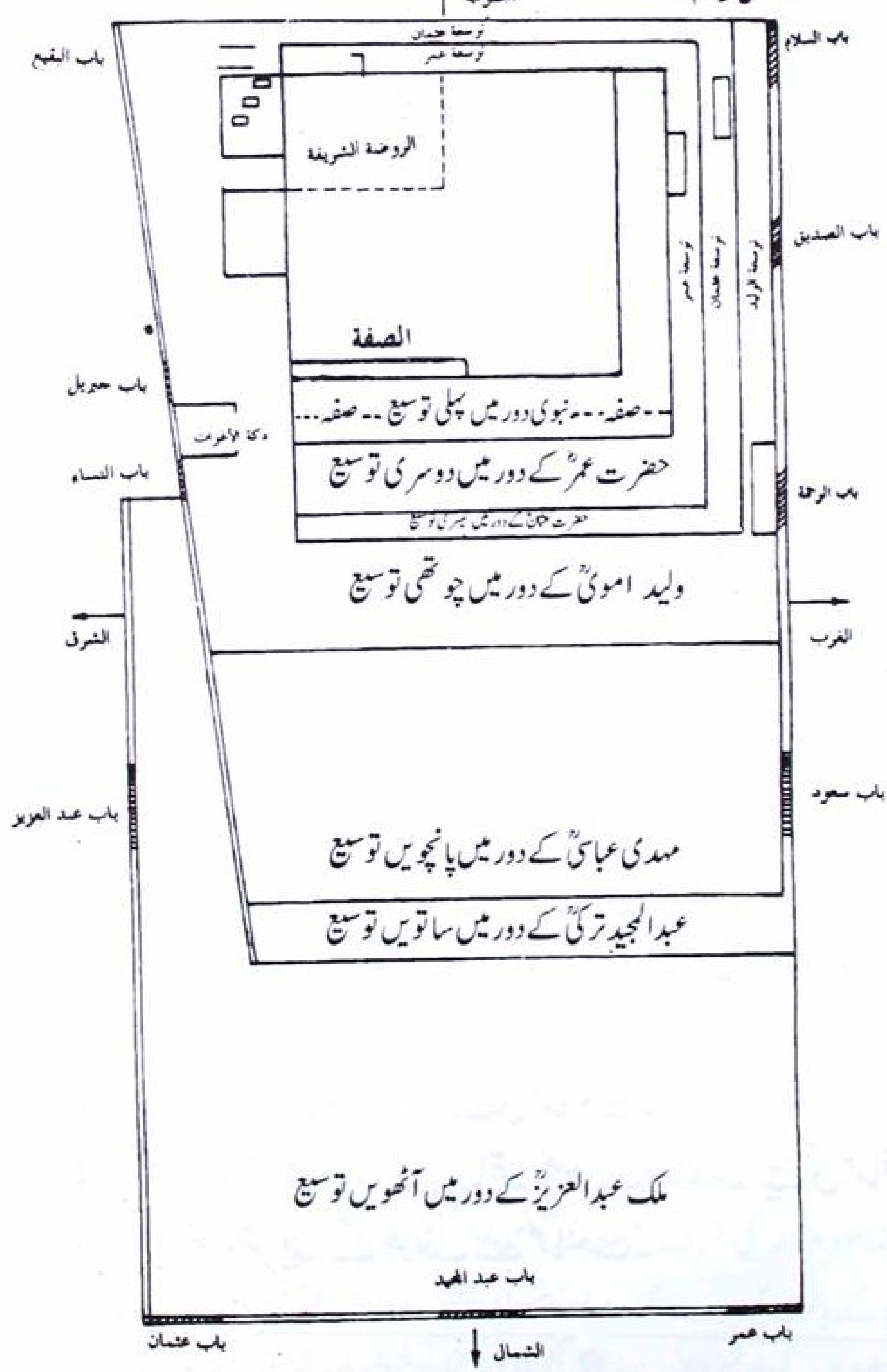
☆☆☆☆☆



❶ سنن ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی فضل التکبیرۃ الاولی۔ السلسلۃ الصحیحۃ ج ۴ ص ۶۲۸ تفسیر اضواء البیان ج ۸ ص ۵۷۴

١٣٩٥ھ تک مسجد نبوی کی توسیعات کا نقشہ

شکل رقم ٥



آدابِ مسجد نبوی ؐشریف

(۱) مسجد میں جانے کی تیاری۔
(۲) مسجد میں بحالت بدبو جانے کی ممانعت۔
(۳) مسجد میں جلدی پہنچنا۔
(۴) مسجد میں داخلے کا مسنون طریقہ۔
(۵) مسجد میں بھاگ دوڑ کی ممانعت۔
(۶) مسجد میں بلند آوازی کی ممانعت۔
(۷) اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت۔
(۸) مسجد میں تھوک پھینکنے کی ممانعت۔
(۹) نمازی کے سامنے سے گزرنے کی ممانعت۔
(۱۰) تحیۃ المسجد۔
(۱۱) بارگاہِ نبوی ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام۔
(۱۲) دعا کے آداب۔
(۱۳) قبر شریف کو سجدہ کرنے کی ممانعت۔
(۱۴) حجرہ شریفہ کی جالیوں پر ہاتھ پھیرنے اور بوسہ لینے کی ممانعت۔
(۱۵) حجرہ شریفہ کے طواف سے ممانعت۔

عام مساجد کے مقابلہ میں مسجد نبوی کی فضیلت واضح ہو چکی، جس کی حاضری ہر مسلمان کیلئے ایک عظیم سعادت و خوش بختی ہے۔ اس لئے زائر کو ہر قسم کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ہو گا۔ یعنی حاضری سے پہلے مسواک کرے، غسل کرے، صاف ستھرا لباس پہنے، بڑے آرام و سکون سے روانہ ہو، مسجد میں داخل ہوتے وقت داہنا پاؤں رکھتے ہوئے بسم اللہ اور درود شریف پڑھے اور اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ کی دعا کرے، داخل ہو کر دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے، اپنے اور سب مسلمانوں کیلئے دعا کرے پھر مواجہہ شریفہ پر حاضر ہو کر صلاۃ و سلام عرض کرے۔ پہلے بارگاہ نبوت ﷺ میں پھر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرے۔ یاد رہے کہ حاضری میں وہی آداب ہوں جیسے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بارگاہ نبوت میں اختیار کرتے تھے، نگاہیں نیچی رکھیں اور پست آواز میں سلام عرض کریں، یہاں اونچی آواز نکالنا بے ادبی اور سب کیے کرائے پر پانی پھیرنے کے مترادف ہو گی۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ۔

۱ مسجد میں حاضری کی تیاری

جھکے ہیں جانبِ ارضِ حرم لرزیدہ لرزیدہ
چشم نم دیدہ نم دیدہ قدم لغزیدہ لغزیدہ

مسجد جاتے وقت اور خصوصاً جمعہ عیدین کے موقع پر صاف ستھرے لباس سے آراستہ ہونا ارشاد الٰہی کی تعمیل ہے ﴿یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ....﴾ ❶

اے اولاد آدم ہر نماز کے وقت زیب و زینت اختیار کرو۔ حضرت سلمان فارسیؓ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے روز اچھی طرح نہا دھو کر پاک صاف ہو پھر تیل خوشبو کا استعمال کرے اور مسجد کو جائے اور پہلے سے بیٹھنے والوں کے درمیان نہ گھسے اور جو اس پر فرض نماز ہے ادا کرے امام کے خطبہ کے وقت چپ بیٹھا رہے تو اس جمعہ سے آئندہ جمعہ تک اس کی مغفرت ہو جائیگی ❷

ارشاد نبوی ﷺ میں "اچھی طرح نہا دھو کر صاف ستھرا ہو" کے الفاظ سے صفائی پاکیزگی میں اہتمام و مبالغہ کی طرف اشارہ ہے ناخن اور لبیں کاٹے، زیر ناف بالوں کی صفائی کرے، سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کرے اور مسواک کرے۔ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ جمعہ سے جمعہ تک

❶ سورۃ الأعراف۔ آیت نمبر ۳۱ ❷ صحیح بخاری۔ کتاب الجمعۃ۔ باب الدہن للجمعۃ حدیث نمبر (۸۸۳/۱)

گناہوں کی مغفرت صفائی اور پاکیزگی سے مشروط ہے خوشبو لگانے تیل استعمال کرنے اچھا لباس پہننے سکون سے چلنے اور لوگوں کے کندھوں کے اوپر سے نہ گذرنے اور دو شخصوں کے درمیان نہ گھسنے، کسی کو تکلیف نہ دینے، خاموشی اختیار کرنے اور لغویات سے بچنے کے ساتھ مشروط ہے ❶

۲ مسجد میں بحالت بدبو جانے کی ممانعت

مسجد نیکی کے لئے جمع ہونے کا ایک مثالی نمونہ ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ ایسے اجتماعات میں دوسروں کے احساسات کا خیال رکھا جائے۔ لہذا کچے لہسن و پیاز کھا کر یا ایسی چیزوں کے استعمال کے بعد جو ناپسندیدہ بو کا باعث ہوں مسجد میں نہ جایا جائے۔ اس سے مسجد میں موجود انسانوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص لہسن اور پیاز کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے اور گھر بیٹھا رہے) ❷

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ جو شخص پیاز لہسن اور گندنا کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لئے کہ فرشتے بھی اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے ❸

حدیث میں لہسن و پیاز کھانے کے بعد مسجد میں جانے کی ممانعت آئی ہے اور وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ اس سے مسلمانوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح ہر بدبودار چیز کا استعمال کر کے مسجد جانا ممنوع ہوگا۔ مثلاً مولی کھانے کے بعد ڈکار آرہے ہوں یا سگریٹ تمباکو کا استعمال کیا ہوا ہو، یا غسل نہ کرنیکی وجہ سے پسینہ کی بدبو پھیل رہی ہو، وغیرہ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کے نزدیک یہ ممانعت عام مساجد کے لئے بھی ہے اس لئے کہ بعض احادیث میں "مسجدنا" کے لفظ کی بجائے مساجدنا کے الفاظ ہیں ❹ یعنی جو لہسن اور پیاز کھائے وہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے۔

واضح رہے کہ اگر لہسن و پیاز کو پکا کر یا سرکہ وغیرہ سے دھو کر استعمال کیا جائے کہ اس کی بو جاتی رہے تو پھر اسے کھا کر مسجد جانے میں کوئی حرج نہیں۔

۳ مسجد میں جلدی پہنچنا

نمازوں کی صفوں میں کس طرح بڑھ بڑھ کے ملتے ہیں
بہم سو شرقی و غربی بہم گرویدہ گرویدہ

❶ فتح الباری ج۲ ص ۳۸۲ ❷ صحیح بخاری کتاب الاذان باب ماجاء فی الثوم...... حدیث نمبر (۱۰: ۸۵۵)
❸ صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من أکل ثوما عن حضور المسجد۔ حدیث نمبر (۵: ۵۶۴) ❹ شرح مسلم للنووی ج۵ ص ۴۸

زائر کے لئے مناسب ہے کہ مسجد شریف میں حاضری کیلئے قبل از وقت پہنچنے کی کوشش کرے تاکہ بلا تکلف پہلی صف میں جگہ مل سکے یا ریاض الجنۃ میں جگہ پا سکے۔ اگر دیر ہو جائے تو جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ لوگوں کے اوپر سے نہ گذرے۔ نیز دروازوں اور گزرگاہوں سے ہٹ کر بیٹھے تاکہ آنے جانے والوں کیلئے رکاوٹ نہ ہو۔ حضرت بسر بن ارطاۃؓ راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کے اوپر سے گذر کر آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیٹھ جا، تو تکلیف دے رہا ہے جبکہ خود دیر سے آیا ہے۔ ❶ اگرچہ اس حدیث میں خطبہ کا ذکر ہے تاہم باقی نمازوں اور علمی مجالس کے لیے بھی یہی آداب ہیں۔

(۴) مسجد میں داخلے کا مسنون طریقہ

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ کر کہے، بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔ لیکن مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھے اور کہے بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ۔ سنن ابی داود اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو حمیدؓ سے یہی روایت ہے ❷

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ داخل ہوتے وقت طلب رحمت اور نکلتے وقت طلب فضل میں نکتہ ہے کہ داخل ہو کر چونکہ حصول ثواب میں مشغول ہونا ہوتا ہے اس لئے رحمت الٰہیہ کا طلب کرنا مناسب ہے اور مسجد سے نکل کر چونکہ کاروبار زندگی میں مشغول ہونا ہوتا ہے اس لئے اسے فضل خداوندی کی طلب کرنی چاہیے ❸ جیسے قرآن مجید میں ہے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللهِ ❹ نماز کے بعد زمین میں نکلو اور اللہ کے فضل کی تلاش شروع کر دو۔

(۵) مسجد میں داخل ہوتے وقت جلدبازی کی ممانعت

صبح اذان کے وقت جب مسجد نبوی شریف کے دروازے کھلتے ہیں تو عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ دروازوں پر جمع ہو جاتے ہیں اور دروازہ کھلتے ہی دوڑ لگا دیتے ہیں تاکہ صفِ اول یا ریاض الجنۃ میں جگہ مل سکے اس بھاگ دوڑ میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مسجد شریف کی بے ادبی اور اس

❶ سنن ابی داود کتاب الصلاۃ۔ باب تخطی رقاب الناس ❷ ملاحظہ ہو سنن ابی داود کتاب الصلاۃ۔ باب مایقول الرجل عند دخولہ المسجد۔ حدیث نمبر (۲:۴۶۵) ❸ مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۱۹۸ ❹ سورۃ جمعہ آیت نمبر ۱۰

مقام مقدس کی شان سے لاپروائی۔ بعض دفعہ اس دھکم پیل میں جھگڑا اور ایک دوسرے کو انتہائی نامناسب الفاظ سے خطاب کیا جاتا ہے، نیز یہ صورت حال عمر رسیدہ اور کمزور افراد کی ایذا کا سبب بنتی ہے یہ سب کچھ بڑی بدبختی اور رحمت الٰہیہ سے دوری کا باعث ہے۔ اس مقام کے تقدس کا تقاضا یہ ہے کہ انتہائی سکون اور وقار سے حاضری ہو اپنی حقیقت واصلیت بھی نگاہ میں ہو اور اس مقام کی عظمت وہیبت بھی پیش نظر ہو۔ بھاگ دوڑ اور دھکم پیل کی ایسی ہی صورتحال اس وقت بھی سامنے آتی ہے جب خواتین کے صلاۃ وسلام عرض کرنے کا وقت شروع ہوتا ہے اور ان کیلئے مسجد کے دروازے کھولے جاتے ہیں لہٰذا انہیں بھی مسجد کے احترام اور اپنے وقار کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب اقامت سنو تو نماز کیلئے چل پڑو، سکون اور وقار کو لازم پکڑو، جلدی نہ کرو جتنی نماز مل جائے ادا کرلو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کرلو [1] یہ روایت صحیح بخاری ومسلم کی ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جلدبازی کرنیوالے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ تکبیر اولیٰ کی فضیلت پائے لیکن جلدبازی کی ممانعت کردی گئی ہے۔ جو شخص اقامت سے پہلے موجود ہے اسے تو جلدبازی کی ضرورت نہیں جب اسے جلدبازی سے منع کر دیا گیا ہے تو بعد میں آنے والے کیلئے جلدبازی بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگی۔ اور جب مسجد سے باہر اس کی ممانعت ہے تو مسجد کے اندر سخت خلاف ادب ہوگی۔ نماز کیلئے آنے والے کو جب حکم ہے کہ مسجد کے باہر بھی اس کی رفتار میں سکون اور وقار ہو تو مسجد کے اندر سکون ووقار بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیے [2]

اے نسیم سر کو جھکا کے چل یہ ادب کی جا ہے ذرا سنبھل
جہاں عظمتیں ہیں جھکی ہوئی یہ انہیں کا پاک دیار ہے
جہاں سطوتیں ہیں خمیدہ سر جہاں رفعتیں ہیں شکستہ پر
جہاں جبرئیل ہیں دم بخود یہ میرے نبی کا وقار ہے (تائب)

(۶) بلند آوازی کی ممانعت

مسجد نبوی شریف کے ہر حصہ میں اور خصوصاً مزار نبوی کے پاس بلند آوازی جائز نہیں خواہ صلاۃ وسلام کی صورت میں ہو یا ذکر وتلاوت کی شکل میں۔ نیز صلاۃ وسلام کے وقت آپ کا نام مبارک

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب لایسعی إلی الصلاۃ حدیث نمبر (۱۰: ۶۳۶) [2] فتح الباری ج ۲ ص ۱۱۷

لیکر خطاب کرنا انتہائی خلاف ادب ہے ارشاد ربانی ہے ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴾ ❶ (ترجمہ) اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر۔ اور اس سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر بھی نہ ہو جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے پرہیز گاری کے واسطے ان کیلئے معافی ہے اور ثواب بڑا۔ جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو حجروں کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اعلیٰ ادب واحترام کی تعلیم دی ہے، اور بارگاہ نبویؐ میں خطاب کی صورت ہو یا کوئی اور اسمیں بلند آوازی کی ممانعت فرمائی ہے۔ بلند آوازی سے احترام میں کمی آجاتی ہے۔ اور وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ سے ہر قسم کی انفرادی واجتماعی بلند آوازی سے منع فرمایا ہے۔

حضرتؐ کا زائر لَا تَرْفَعُوْا آیۂ مظہر ہے
میں سایہ کے گنبدِ خضریٰ صورت ہے کی عقیدت

اور سورۃ نور میں ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا﴾ ❷ فرما کر یہ ادب سکھایا کہ جیسے تم ایک دوسرے کو نام لے کر مخاطب کرتے ہو درود و سلام میں اس طرح یا محمد اور یا احمد کہہ کر مخاطب نہ کرو بلکہ ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ پست اور نرم آواز سے القاب کے ساتھ خطاب کرو یعنی حاضری کے دوران درود و سلام پیش کرتے ہوئے یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اور یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جیسے القاب سے سلام پیش کرو پھر اللہ تعالیٰ نے اونچی آواز سے روکنے کی وجہ بیان کی ہے کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پست اور نرم آواز سے بات کرتے ہیں اور انہیں بخشش اور عظیم اجر کی

❶ سورۃ حجرات آیت نمبر ۲،۳،۴ ❷ سورۂ نور آیت نمبر ۶۳

خوشخبری دی۔ اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ والی آیت میں ان لوگوں کو بے عقل قرار دیا ہے جو گھر سے باہر بلند آواز سے آپ کو پکارتے ہیں ان ارشادات سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ یہ آداب جیسا کہ آپ کی حیات طیبہ میں لازم تھے اسی طرح بعد از وصال بھی لازمی ہیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے بلند آوازی کسی بھی حال میں درست نہیں خواہ حیات طیبہ کا دور ہو یا بعد از وصال کا ❶

امام مالکؒ مسجد نبوی میں اونچی آواز سے گفتگو نہ فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے کہ نبی اکرم ﷺ کا احترام حیات مبارکہ اور بعد از وصال برابر ہے۔ ❷

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید وبا یزید اینجا

اسلئے ہر زائر پر لازم ہے کہ مسجد نبوی اور مواجہہ شریفہ میں بلند آوازی سے اجتناب کرے خواہ صلاۃ وسلام عرض کر رہا ہو یا نعتیہ اشعار پڑھ رہا ہو یا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہو یا ذکر و تسبیح میں مشغول ہو تاکہ ارشاد خداوندی کی تعمیل ہو سکے اور سرور کائنات ﷺ کا احترام باقی رہے اور سلام پیش کرنے والے حاضرین اور عبادت میں مصروف دوسرے لوگوں کی توجہ منتشر نہ ہو۔

ذہن میں رکھ آیۂ لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَکُمْ
بات کر طبعِ پیمبرؐ کی نفاست دیکھ کر (تائب)

زائر کے لئے ضروری ہے کہ صلاۃ وسلام عرض کرتے وقت ادب ملحوظ خاطر رہے اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللهِ، یَا نَبِیَّ اللهِ، یَا خَیْرَ خَلْقِ اللهِ، یَا اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ ، یَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ، یَاخَاتَمَ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وغیرہ القاب سے سلام عرض کیا جائے ان آداب کی یاددہانی کیلئے مواجہہ شریفہ کی جالیوں کے اوپر کی جانب یہ آیت لکھی ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ ❸ اور یہ ادب ساری مسجد میں قائم ودائم ہے جیسا کہ بخاریؒ نے سائب بن یزیدؓ سے روایت کی ہے کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری، دیکھا تو وہ امیر المومنین عمر بن خطاب

❶ (وفاء الوفا، ج ۲ ص ۵۵۹) ❷ (تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۳۷۰) ❸ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۳

تھا اور فرمارہے تھے کہ ان دو شخصوں کو میرے پاس لیکر آؤ۔ جب میں انہیں لیکر آیا تو آپؓ نے فرمایا تم دونوں کون ہو یا کہاں سے ہو ؟ انہوں نے کہا طائف سے ۔ فرمایا : اگر تم مدینہ کے شہری ہوتے تو تمہیں اس کی سزا دیتا کہ تم مسجد نبوی میں آواز بلند کر رہے ہو ❶

حضرت محمد بن مسلمہؓ فرماتے ہیں کہ ایسی آواز جس سے نمازیوں کی توجہ منتشر ہو جائے مسجد نبوی میں جائز نہیں۔ ❷

۷ اذان کے بعد مسجد نبوی سے نکلنے کی ممانعت

احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے بعد مسجد سے بلا ضرورت نکلنا منع ہے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان کے بعد میری مسجد سے بغیر ضرورت کے نکلے اور واپسی کا ارادہ بھی نہ ہو تو وہ منافق ہے۔ اس روایت کو منذری نے بحوالہ طبرانی بیان کیا ہے ❸

سنن ابن ماجہ کتاب الاذان میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : جسے مسجد میں اذان ہو جائے پھر وہ بلا ضرورت نکلے اور اس کا واپسی کا ارادہ بھی نہیں تو وہ منافق ہے۔ ❹

۸ مسجد میں تھوک پھینکنے کی ممانعت

صفائی و پاکیزگی تعلیمات اسلامیہ کا طرۂ امتیاز ہے اور مسجد چونکہ اسلامی اجتماعات کا مرکز ہے اس لئے ہر وہ شخص جو مسجد میں حاضری دے مسجد کی نظافت و نفاست کا خیال رکھے اور ایسی صورت سے اجتناب کرے جس سے دوسرے حاضرین کو تکلیف ہو۔ اسی بناء پر نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں تھوکنے کی ممانعت فرمادی اور جسے مجبوراً تھوکنے کی ضرورت محسوس ہو وہ کسی رومال یا کپڑے میں تھوک لے۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : مسجد میں تھوکنا غلطی ہے جس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کر دے ❺ علامہ نووی نے اس حدیث کی شرح میں لکھاہے کہ دفن کا مطلب ہے کہ اسے مسجد کی مٹی ریت یا کنکروں میں چھپادے اگر وہاں پختہ فرش نہ ہو جیساکہ دور نبویؐ میں تھا اور اگر کسی سے پختہ فرش پر تھوکنے کی غلطی سرزد ہو گئی تو اسے کپڑے

❶ صحیح بخاری ، کتاب الصلاۃ۔ باب رفع الصوت فی المسجد۔ حدیث نمبر (۸ : ۴۷۰)

❷ الشفاء قاضی عیاض ج ۲ ص ۶۸۰ ❸ ترغیب وترہیب ج ۱ ص ۱۸۹ ❹ سنن ابن ماجہ ، کتاب الاذان باب إذا أذن وأنت فی المسجد ، حدیث نمبر (۳ : ۷۳۴) ❺ صحیح بخاری حدیث نمبر (۸ : ۴۱۵) صحیح مسلم حدیث نمبر (۵ : ۵۵۲)

وغیرہ سے صاف کر دے یا دھو ڈالے۔

مسجد نبوی شریف کے تعمیر شدہ حصہ کے چاروں طرف وسیع و عریض صحن چونکہ نماز کیلئے مختص ہیں لہٰذا وہاں بھی تھوکنے سے گریز کیا جائے۔

الغرض مسجد کی نظافت وطہارت کا خوب خیال رکھا جائے۔

۹ نمازی کے سامنے سے گزرنے کی ممانعت

عام لوگوں کا خیال ہے کہ مسجد نبوی شریف میں نمازی کے سامنے سے گذرنے کی شرعی گنجائش ہے۔ اس لیے وہ انکے سامنے سے بے دھڑک گذرتے ہیں۔ آئندہ سطور میں اس مسئلہ کے اہم پہلوؤں کا بیان ہے۔

(ا) : باجماعت نماز کے دوران مقتدیوں کے سامنے سے گذرنے کی گنجائش ہے۔

(ب) : اکیلے نماز پڑھنے والے کی سجدے کی جگہ سے گذرنا منع ہے البتہ سجدہ کی جگہ چھوڑ کر اگلی صف میں سے گذرنا جائز ہے صحیح بخاری و مسلم میں ارشاد نبوی ہے : اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو اس کی سزا معلوم ہو جائے تو وہ چالیس تک ٹھہرا رہنے کو بہتر سمجھے۔ (اس حدیث کے ایک راوی کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ ﷺ نے چالیس دن، چالیس مہینے یا چالیس سال فرمایا)

الغرض مسجد نبوی شریف میں بھی نمازی کے سامنے سے گذرنا منع ہے اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں، بس لوگوں نے یونہی مشہور کر رکھا ہے لہٰذا اگر کسی نے نماز کے بعد جلدی نکلنا ہو تو نماز ایسی جگہ ادا کرے جہاں سے نکلتے ہوئے دوسرے نمازیوں کے سامنے سے گزر نہ ہو۔

۱۰ تحیۃ المسجد۔ مسجد میں داخل ہو کر دو نفل پڑھنا

ہر حاضری دینے والے کیلئے مناسب و مستحب ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے اگر جگہ میسر آجائے تو ریاض الجنۃ میں ادا کرے بصورت دیگر جہاں بھی جگہ مل جائے ادا کرے۔ اور اس نعمت غیر مترقبہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، اپنے لئے اور جس کیلئے چاہے دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے زیارت کی قبولیت کی درخواست کرے۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو قتادہؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : جو شخص مسجد میں داخل ہو اسے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کرنی چاہیے (۱) جمہور علماء کے نزدیک یہ دو رکعت نفل ہے۔ حدیث میں حکم استحباب کیلئے ہے (۲)

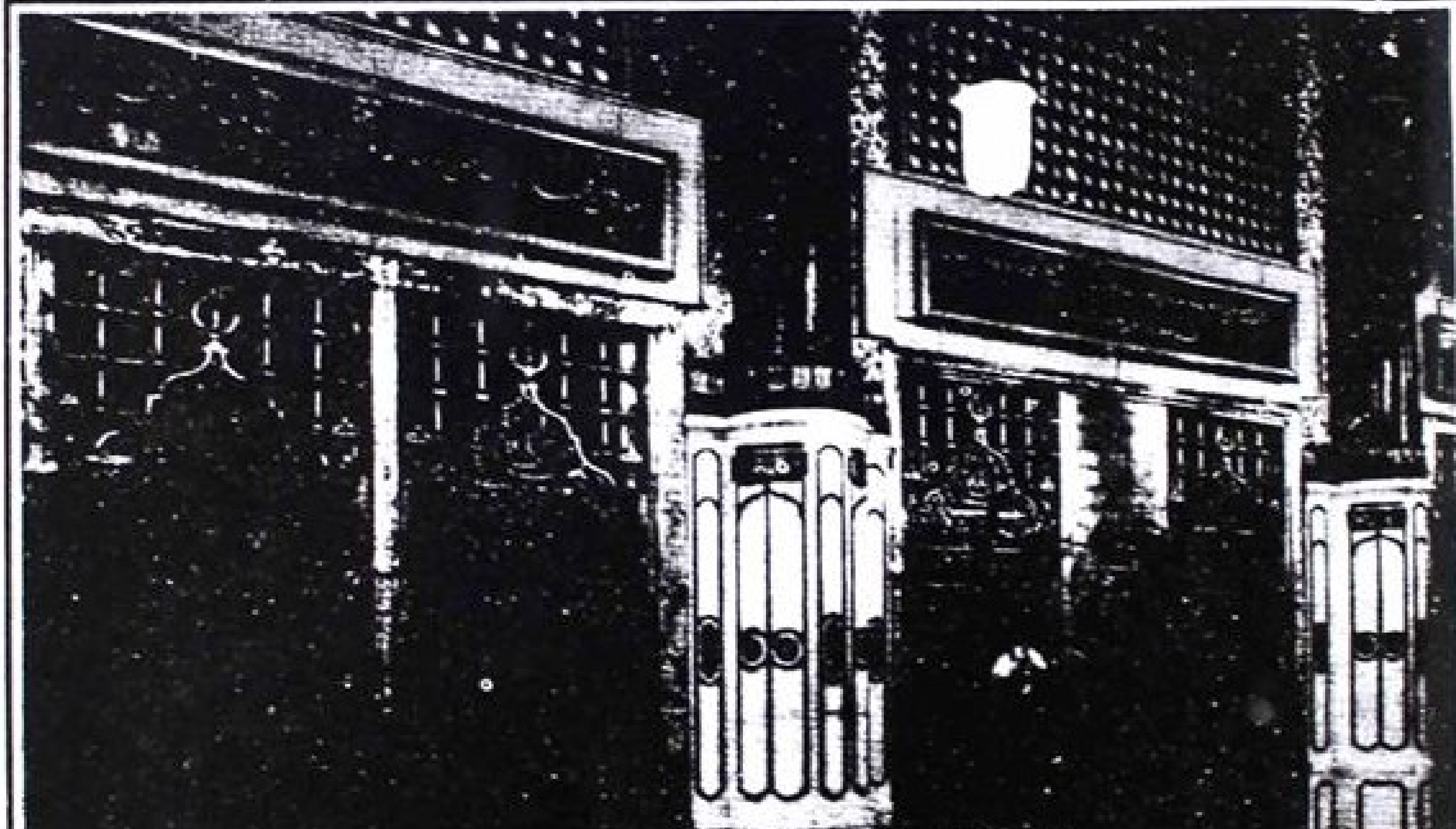
---

(۱) صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین۔ باب استحباب تحیۃ المسجد حدیث نمبر (۶ : ۱۴۷) (۲) الفتح الربانی فی ترتیب مسند احمد ۵، ص ۴۵

باغ جنت میں جا کے خدا کیلئے سجدۂ شکر میں سر جھکا آئینگے
پھر کلیم خدا کو درود و سلام جا کے با چشم تر ہم سنا آئینگے (فیصل)

واضح رہے کہ یہ تحیۃ المسجد مسجد نبوی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر مسجد میں داخل ہو کر ان کی ادائیگی مستحب ہے، ہاں اگر کوئی شخص بیٹھنے سے پہلے کسی بھی نماز کی سنتیں ادا کرے اور ان میں تحیۃ المسجد کی نیت بھی کر لے تو اس کو اس کا ثواب بھی ملے گا۔

۱۱ بارگاہ نبوت اور صاحبین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام



مواجہ شریفہ

تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنے کے بعد مسجد نبوی شریف کے جنوب مشرقی حصہ میں آئے جہاں گنبد خضرا ہے۔

نماز پڑھ کے جالیوں کے پاس فرط شوق میں
پہنچ گئے حدیثِ دل کو بعد ازاں لیے ہوئے

یہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا حجرہ ہے، جسے یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں نبی رحمت ﷺ کی قبر ہے، اور آپؐ کے قریب خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبر ہے۔ اس حجرہ شریفہ کا جنوبی مقام مواجہہ شریفہ کہلاتا ہے۔ ویسے تو حجرہ شریفہ کے چاروں طرف کسی بھی جگہ کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پیش کر سکتے ہیں لیکن مواجہہ شریفہ کی طرف سے سلام پیش کرنا زیادہ مناسب ہے۔

موسم حج ورمضان میں زائرین کی تعداد بڑھ جاتی ہے، لہذا نمازوں کے فوراً بعد اکثر لوگ صلاۃ وسلام کیلئے مواجہہ شریفہ پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس
صورتحال میں اژدحام سے بچنے کی بہتر تدبیر مناسب وقت کا انتخاب ہے۔

آجکل خواتین کیلئے زیارت کے اوقات متعین ہیں تاکہ وہ قریب پہنچ کر صلاۃ وسلام پیش کر سکیں اور ریاض الجنۃ میں نوافل ادا کر سکیں۔

صلاۃ و سلام پیش کرتے وقت نگاہ نیچی رکھے اس مقام کی عظمت و جلال روبرو ہو۔ دنیاوی خیالات کو ذہن سے جھٹک دے دل میں آپؐ کی عظمت وہیبت جاگزین ہو۔ باادب پست آواز سے صلاۃ وسلام عرض کرے ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ❶

بلاشبہ اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش کرتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی درخواست کرتے ہیں، مومنو تم بھی نبی ﷺ کیلئے رحمت کی دعا کرو اور خوب سلام کہو۔ قاضی ابوبکر بن بجیر کہتے ہیں کہ یہ آیت نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کریں بعد میں آنے والوں کیلئے بھی حکم ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں صلاۃ و سلام پیش کریں ❷

اس آیت شریفہ کے بارے امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی سلام میں یہ الفاظ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، يَا خِيْرَةَ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهٖ، يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ عَلٰى رَبِّهٖ، يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ، تو یہ سب آپ ﷺ کی صفات ہیں ہمارے ماں باپ بھی آپ پر قربان۔ سلام کے ساتھ صلاۃ بھی ہو تو یہی صورت ہے جس میں باری تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ممکن ہے۔ ❸

❶ سورۂ احزاب آیت نمبر ۵۶ ❷ الشفاء للقاضی عیاض ج ۲ ص ۶۲۶ ❸ فتاوی ابن تیمیہ ج ۶ ص ۱۴۶

حضرت عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں: میں نے دیکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اور حضرت ابوبکر و عمرؓ کی خدمت میں صلوۃ و سلام پیش کرتے ❶ حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے سو مرتبہ سے بھی زیادہ بار ابن عمرؓ کو سلام پیش کرتے دیکھا ہے وہ آ کر قبر کے پاس کھڑے ہو جاتے اور کہتے السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی یہ کہہ کر وہاں سے ہٹ جاتے۔ ❷

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ سب ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہما کی زیارت کے وقت انکی خدمت میں سلام کرے۔ اس لئے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب بھی مجھے کوئی شخص سلام کہے گا تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرمائیگے اور میں اس کے سلام کا جواب دوں گا ابن تیمیہ نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے ❸ اور البانی نے حسن قرار دیا ہے ❹

اگر زائر کو کسی شخص نے بارگاہ نبوی ﷺ میں سلام عرض کرنے کو کہا ہے تو عرض کر دے السلام علیک یارسول اللہ منجانب فلاں بن فلاں یا یہ کہے کہ یارسول اللہ فلاں بن فلاں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ پیغام بھیجا کرتے تھے اور ملک شام سے (جو اس وقت دارالحکومت تھا) ایلچی بھیجا کرتے تھے کہ ان کی طرف سے بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں سلام پیش کرے۔ ❺

یزید بن ابو سعید ہروی کا بیان ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں گئے۔ رخصتی کے وقت انہوں نے فرمایا مجھے آپ سے ایک کام ہے جب مدینہ طیبہ پہنچو اور رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری ہو تو میری طرف سے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کر دینا۔ ❻

بارگاہ نبوت میں سلام عرض کرنے کے بعد دائیں جانب ایک قدم ہٹ کر حضرت ابوبکرؓ کے خدمت میں سلام عرض کرے اسلئے کہ ان کا سر نبی کریم ﷺ کے شانوں کے قریب ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کی روایت گزر چکی ہے کہ وہ بارگاہ نبوت میں سلام عرض کرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو سلام پیش

❶ موطا امام مالک باب ماجاء فی الصلاۃ علی النبی ﷺ ❷ الشفاء ج ۲ ص ۶۷۱ ❸ فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۷ ص ۱۱۶
❹ صحیح سنن ابی داؤد کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، حدیث نمبر (۲۰۴۲:۴)
❺ فتح القدیر لابن ہمام ج ۲ ص ۸۱ ❻ فتح القدیر لابن ہمام ج ۲ ص ۶۷۰

کرتے تھے پھر دائیں طرف مزید ایک قدم ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کرتے تھے۔ اسلئے کہ حضرت عمرؓ کا سر مبارک حضرت ابو بکرؓ سے اتنا ہی ہٹ کر ہے جتنا ابو بکرؓ کا رسول اللہ ﷺ سے ہٹ کر ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ حضرت انسؓ وغیرہ صحابہؓ کا معمول تھا کہ بارگاہ نبوت میں سلام کے بعد صاحبین کی خدمت میں سلام کہتے تھے ❶ یاد رہے سلام پیش کرتے وقت آواز پست رکھی جائے جیسے کہ آیات واحادیث سے بارگاہ نبوی ﷺ اور مسجد نبوی میں آواز پست رکھنے کا حکم ہے جو تفصیلاً بیان کی جاچکی ہیں۔

(۱۲) دعاء کے آداب

زائر جب چاہے اپنے اور عزیز واقارب کے لئے دعا کرے۔ ریاض الجنۃ میں یا مسجد نبوی میں جہاں اس کا دل چاہے۔ مواجہہ شریفہ میں سلام عرض کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا کرے۔ علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ زیارت سے فارغ ہو جائے تو ریاض الجنہ میں آکر درود شریف اور دعا کثرت سے کرے۔ ❷ علامہ نووی نے صلاۃ وسلام کی کیفیت بیان کر کے لکھا ہے کہ پھر قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے، اور اپنے لئے والدین کیلئے احباب واقارب، اساتذہ اور سب مسلمانوں کے لئے خوب دعا کرے ❸ دیگر علماء بھی یہی فرماتے ہیں کہ صلاۃ وسلام پیش کرنے کے بعد دعا کرتے وقت قبلہ رو ہو جائے اور قبر کی طرف منہ کر کے دعا نہ کرے۔ ❹

(۱۳) قبر شریف کو سجدے کی ممانعت

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضور ﷺ کے جاں نثار اور سچے عاشق رسول تھے، عشق و محبت کے ان پیکروں نے اپنے محبوب آقا کی خدمت میں عرض کیا: عجمی بادشاہوں کے دربار میں آنے والے انہیں سجدہ کر کے آداب بجالاتے ہیں، اگر اجازت ہو تو ہم بھی آپ کو سجدہ کر لیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کی گنجائش ہوتی تو میں ہر بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ صحیح بخاری و مسلم میں صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے وفات سے کچھ پہلے فرمایا: لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ...

❶ فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۷ ص ۲۶
❷ فتح القدیر ج ۲ ص ۱۸۲
❸ المجموع ج ۸ ص ۲۷۵
❹ فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۷ ص ۳۰

اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

انہی ارشادات کے پیش نظر حضرات صحابہؓ نے اپنے محبوب آقایاان کی قبر کو کبھی سجدہ نہیں کیا لہٰذا ہر وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت رکھتا ہے اسے ان تعلیمات کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہئے، پھر بھی جو کوئی نبی ہادی ﷺ کی قبر شریف کو سجدہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہو گا چاہے وہ اپنی زبان سے عشق و محبت کے کتنے ہی دعوے کرتا ہو۔

سجدہ روا جے ہوندا اللہ دے ماسوا نوں
اَصحابؓ سجدہ کر دے محبوب کبریا نوں

اس تحقیق سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اگر نبی اکرم ﷺ کی ذات یا ان کی قبر کو سجدہ کرنا منع ہے تو پھر کسی زندہ پیر یا مردہ ولی کی قبر کو سجدہ کرنا کیونکر جائز ہو گا؟ نیز اگر نبیؐ کی قبر کو سجدہ کرنا لعنت کا باعث ہے تو پھر کسی ولی کی قبر کو سجدہ کرنا رحمت کا باعث کیونکر ہو گا؟

(۱۴) حجرہ شریفہ پر تبرکاً ہاتھ پھیرنے یا اسے بوسہ دینے کی ممانعت

حجرہ شریفہ کی جالیوں پر ہاتھ پھیرنا انہیں بوسہ دینا ان سے سینہ اور پیٹ لگا کر چمٹنا جائز نہیں۔ شریعت اسلامیہ اسے تسلیم نہیں کرتی۔ مشہور ولی حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں۔ ہدایت کے رستوں پر چلو اور سالکین کی کمی سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ گمراہی کے رستوں سے بچو اور برباد ہونے والوں کی کثرت سے دھوکہ میں نہ پڑو۔ جس کے دل میں یہ بات ہے کہ قبر وغیرہ پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ برکت حاصل ہو گی تو یہ اس کی جہالت و غفلت ہے، چونکہ برکت تو اس کام میں ہے جو شریعت محمدیہ کے مطابق ہو۔ بڑی واضح بات ہے کہ صحیح کام کی مخالفت میں برکت کیسے ہو سکتی ہے ❶ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں اہل علم کو کبھی بھی قبر شریف کو ہاتھ لگاتے ہوئے نہیں دیکھا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسے نہ کرتے تھے ❷ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی زیارت کیلئے جب کوئی حاضر ہو تو مواجہہ شریفہ میں اس طرح سے کھڑا ہو جیسے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوتا۔ اگر نبی اکرم ﷺ کے سامنے حاضر ہوتا تو

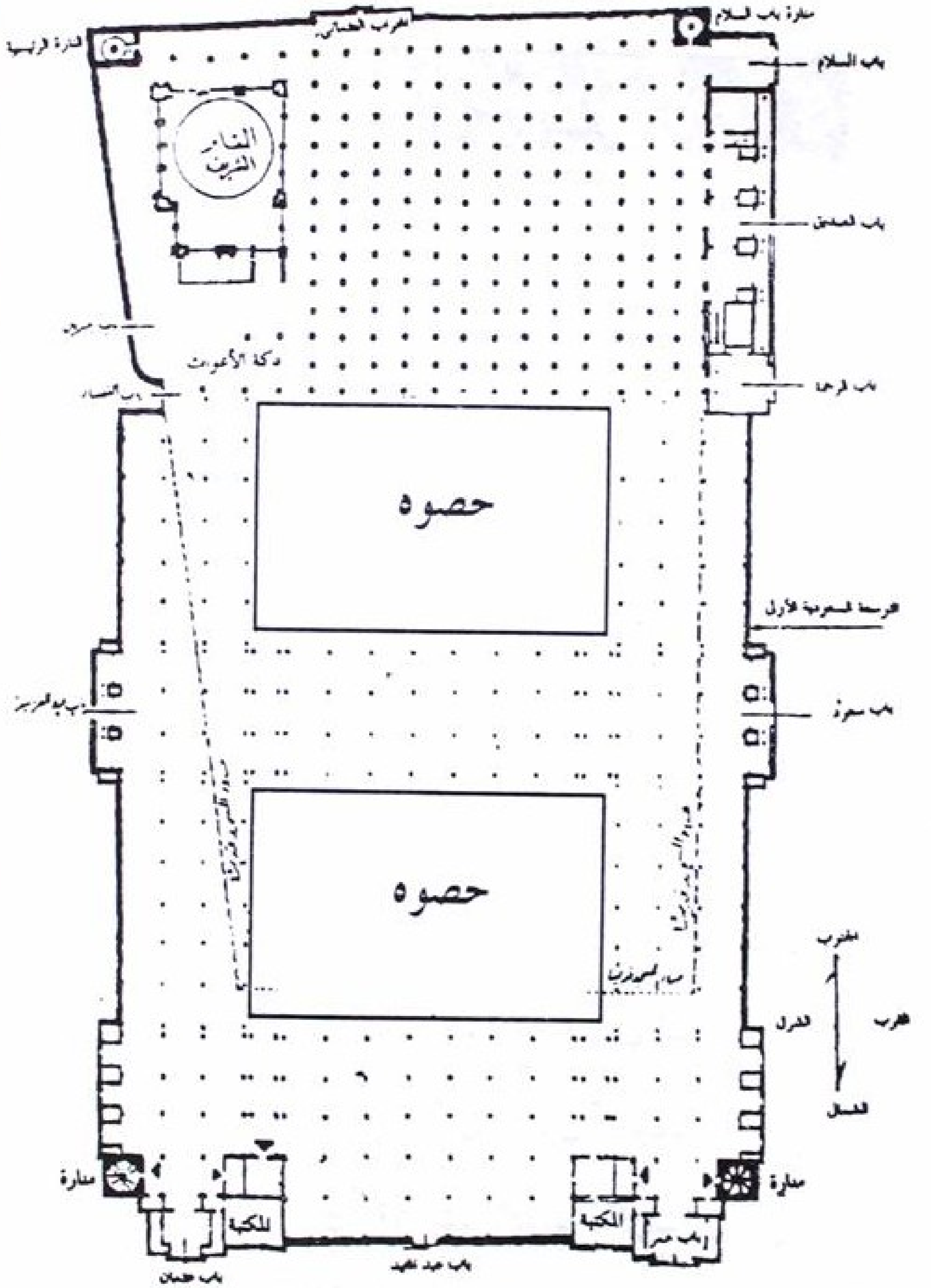
❶ المجموع للنووی ج ۸ ص ۲۷۵ ❷ حاشیہ ہیتمی علی الایضاح ص ۴۵۴

کیا اتنا قریب جاتا جتنا کہ اب قریب جانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اسوقت تو اسے جرأت نہ ہوتی کہ آپ کے جسم مبارک کو ہاتھ لگائے یا بوسہ دے۔ لہذا اسے بارگاہ نبوت میں ادب سے کھڑا ہونا چاہیے واضح رہے کہ قبروں اور حجروں پر ہاتھ پھیرنا اور بوسہ دینا تو یہودیوں اور عیسائیوں کا طریقہ ہے ❶ زعفرانی کہتے ہیں کہ قبروں کو چومنا چاٹنا ایسی بدعت ہے جو شرعاً ناپسندیدہ ہے ❷ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص بھی روضۂ رسول ﷺ یا دوسرے انبیاء و صالحین صحابہؓ اور اہل بیت کی قبور کی زیارت کرے وہ انہیں نہ تو ہاتھ لگائے اور نہ بوسہ دے۔ چونکہ ساری دنیا میں حجر اسود کے سوا جمادات میں کوئی اور نہیں جس کا شریعت مقدسہ میں بوسہ لینا جائز ہو۔ صحیحین میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا: بخدا میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ تو کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے اور نہ ہی سنوار سکتا ہے اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے دیکھا نہ ہوتا تو کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا ❸

(۱۵) حجرہ شریفہ کے طواف کی ممانعت

طواف ایک عبادت ہے جو صرف کعبۃ اللہ کے لئے مخصوص ہے ارشاد ربانی ہے ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ ❹ بیت عتیق سے مراد کعبۃ اللہ ہے۔ کعبہ کے سوا کسی عمارت کا طواف شریعت مقدسہ میں جائز نہیں۔ چونکہ کعبہ کے علاوہ کسی اور چیز کا طواف کرنا یوں ہے جیسے کعبہ کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا۔ لہٰذا حجرہ شریفہ کا طواف کرنا باتفاق علماء امت ناجائز ہے اور جب سید البشر و خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قبر کا طواف کرنا منع ہے تو کسی اور ولی کی قبر کا طواف کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ مشہور محدّث و فقیہ ملا علی قاریؒ کی کتاب المناسک کی شرح میں ہے: **ولايطوف أي لايدور حول البقعة الشريفة لأن الطواف من مختصات الكعبة المنيفة فيحرم حول قبور الأنبياء والأولياء ولاعبرة بمايفعله العامة الجهلة ولو كانوا في صورة المشايخ والعلماء** .(حجرہ مبارکہ کا طواف نہ کرے، چونکہ طواف صرف کعبۃ شریفہ کیساتھ خاص ہے، لہذا کسی نبی یا ولی کی قبر کا طواف کرنا حرام ہے اور جو جاہل قسم کے لوگ ایسا کرتے ہیں انکا کوئی اعتبار نہیں چاہے وہ مشائخ و علماء کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہوں۔ ❺

❶ احیاء علوم الدین ج ۳، ص ۱۰۳ ❷ حاشیہ ہیثمی کی ص ۴۵۴
❸ فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۷ ص ۷۹ ❹ سورۃ حج آیت نمبر ۲۹ ❺ ارشاد الساری ص ۳۴۲



پہلی سعودی توسیع کے بعد دروازوں کا منظر

مسجد نبویؐ شریف کی تعمیر و توسیع

مبحث اول۔ مسجد نبوی کی جگہ، تعمیر، توسیع بہ زمانہ نبویؐ

مبحث دوم۔ مسجد نبویؐ بہ زمانہ خلفائے راشدین۔ اور ابو بکر صدیقؓ۔
توسیع بہ زمانہ فاروق اعظمؓ۔ توسیع بہ زمانہ عثمان غنیؓ۔ اور علی مرتضیٰؓ۔

مبحث سوم۔ توسیع بہ زمانہ ولید بن عبد الملک اموی۔

مبحث چھارم۔ توسیع بہ زمانہ مہدی عباسی۔

مبحث پنجم۔ پہلی آتشزدگی اور تعمیر۔

مبحث ششم۔ دوسری آتشزدگی اور تعمیر بہ زمانہ قایتبائی۔

مبحث ھفتم۔ توسیع و عمارت مجیدی (ترکی)۔

مبحث ھشتم۔ مختلف ادوار میں مسجد کی چھت۔

مبحث نھم۔ توسیع و عمارت سعودیہ اولین۔

مبحث دھم۔ توسیع و عمارت سعودیہ دوم۔

مبحث یازدھم۔ سعودی ردوبدل در عمارت مجیدی۔

دور نبوی سے اب تک متعدد بار مسجد نبوی شریف کی توسیع ہوئی ہے۔ اگلے صفحات میں اس کا تفصیلی تذکرہ ہوگا۔

توسیعات کے طول و عرض کی تجدید میں بعض اختلافات ضرور ہیں لیکن اس کتاب میں صرف راجح قول کو ذکر کیا گیا ہے۔ ترکی تعمیر اور شاہ فہد کے دور میں ہونیوالی تعمیر و توسیع کو ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ قاری ان معلومات کا عملی مشاہدہ کر سکتا ہے۔

مسجد نبوی کی جگہ۔ تعمیر۔ توسیع (دور نبویؐ)

تجلیِ حسن نو بنو سے کچھ ایسے مدہوش ہو رہے ہیں
کہ رنگ و بو کے تمام جلوے نظر سے روپوش ہو رہے ہیں
یہ نکہتِ روضہ پیمبرؐ فضا معطر ہوا معطر
ہمارا اب پوچھنا ہی کیا ہے چمن درآغوش ہو رہے ہیں

رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے حضرت مصعب بن عمیرؓ مہاجرین و انصار کو مسجد نبوی کی جگہ پر نماز پڑھایا کرتے تھے ان کی غیر موجودگی میں حضرت اسعد بن زرارہؓ نماز کی امامت کرتے۔ اور جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ نے بھی یہیں نماز ادا کی اور اس کی تعمیر کی۔ ابن سعد نے زہری سے روایت کی ہے کہ مسجد نبوی کی جگہ پر نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی تھی یہیں مسلمان نماز ادا کرتے تھے ان دنوں یہ جگہ دو انصاری یتیموں سہل و سہیل کی ملکیت تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے دونوں کو بلا کر اس جگہ کی قیمت پوچھی تاکہ مسجد تعمیر کی جائے۔ انہوں نے آپؐ کو بلا قیمت پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا اور دس دینار کا سودا کر کے حضرت ابوبکرؓ کو قیمت ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت یہ صرف بغیر چھت کے چار دیواری تھی اور بیت المقدس کی طرف قبلہ تھا۔ جسے نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے حضرت اسعد بن زرارہؓ نے بنایا تھا یہاں وہ مسلمانوں کو نماز اور جمعہ پڑھاتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے بخاری نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو قبیلہ بنو عمرو کی بستی قباء میں قیام فرمایا۔ چودہ روز وہاں قیام فرما کر آپؐ نے بنو نجار کو روانگی کی اطلاع بھیجی تو وہ گلے میں تلواریں سجائے آگئے وہ کتنا حسین منظر ہے جب نبی اکرم ﷺ اونٹنی پر سوار ہیں اور آپؐ کے پیچھے حضرت ابوبکرؓ سوار ہیں اور بنو نجار کے لوگ آپ کے اردگرد چلے آرہے ہیں تاکہ آپؐ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر کے باہر اتر پڑے اس

دوران جہاں موقع بنتا نماز ادا کر لیتے۔ مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو بنو نجار کو بلا کر فرمایا کہ مجھ سے اپنی اس جگہ کی قیمت مقرر کر لو۔ انہوں نے کہا خدا ہم اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے ہی وصول کریں گے۔ فرمایا: پھر اس میں وہی ہو گا جو میں کہوں گا۔ اس جگہ میں چند مشرکوں کی قبریں، کھنڈر اور کھجوروں کے درخت تھے، آپؐ نے حکم دیا تو قبروں کو اکھاڑ دیا گیا اور کھنڈر کو برابر کر کے کھجوروں کو کاٹ دیا گیا۔ اور قبلہ کی جانب گاڑ دیا گیا۔ گذرگاہ کے دونوں بازؤں کو پتھر سے بنایا گیا سب لوگ پتھر لے جا رہے تھے رسول اکرم ﷺ بھی ساتھ تھے سب یہ پڑھ رہے تھے اَللّٰھُمَّ لَاخَیْرَ اِلَّاخَیْرَ الْآخِرَۃ. فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ رسول اکرم ﷺ کی مدینہ طیبہ تشریف آوری کے بعد ماہ ربیع الاول ۱ھ مطابق ۶۲۲ء کو آپؐ کے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ مسجد کی لمبائی ۷۰ ہاتھ اور چوڑائی ساٹھ ہاتھ تھی جو تقریباً ۳۵×۳۰ میٹر بنتی ہے۔ جس کا رقبہ ساڑھے دس سو مربع میٹر ہوتا ہے چھت کی بلندی پانچ ہاتھ، بنیادیں پتھر کی اور دیواریں کچی اینٹوں کی، ستون کھجور کے تنوں کے اور چھت کھجور کی شاخوں کی بنائی گئی آپ ﷺ بنفسِ نفیس تعمیر میں شامل ہوتے اور اینٹ پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ مسجد کے تین دروازے رکھے گئے، ان میں سے ایک مسجد کی جنوبی طرف تھا۔ تحویل قبلہ کے بعد اس دروازے کو بند کر دیا گیا اور اس کے بالمقابل شمالی دروازہ بنا دیا گیا دوسرے دو دروازوں میں سے ایک باب الرحمۃ اور دوسرا باب جبریل تھا۔ قبلہ بیت المقدس کی جانب رکھا گیا۔ دالان تین رو پر مشتمل تھا باقی حصہ صحن تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے اسی سادہ تعمیر کو باقی رکھا اسکا سبب یہ نہیں کہ مال و دولت کی کمی تھی چونکہ ایک دفعہ صحابہؓ مال جمع کر کے لائے کہ اس سے مسجد کی عالیشان تعمیر کی جائے۔ لیکن آپؐ نے انکار کر دیا۔ جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ انصار مال جمع کر کے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس سے مسجد تعمیر کر کے اسے مزین کر دیا جائے۔ ہم کب تک اس چھپر تلے نماز ادا کرینگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے بھائی موسیٰ (علیہ السلام) سے مختلف نہیں ہونا چاہتا۔ موسیٰ علیہ السلام کے چھپر جیسا چھپر ہی درست ہے۔ حضرت حسنؓ موسی علیہ السلام کے چھپر کے متعلق بتلایا کرتے کہ ہاتھ اونچا کیا جاتا تو اس کی چھت کو لگ جاتا تھا [1]

[1] طبقات کبری لابن سعد ج۱ ص۲۳۹ صحیح بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب مقدم النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۹۳۴: ۶۳ اخبار مدینۃ الرسول ﷺ لابن نجار ص ۶۹ دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲ ص ۵۴۴

الغرض آپؐ نے اس سادہ سی مسجد کو آباد کرنے پر بھرپور توجہ دی کہ کچھ ہی عرصہ بعد اس کی توسیع کی ضرورت محسوس ہونے لگی اس کے برعکس ہماری آج کی مسجدیں دیکھنے میں عالیشان ہیں لیکن نمازیوں سے ویران ہیں۔ یہ صورتحال ہم سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

پہلی توسیع ۷ھ غزوہ خیبر سے واپسی کے بعد

جب نبی اکرمؐ غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے تو مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو جانے پر آپؐ نے محرم ۷ھ میں مسجد کی توسیع کرتے ہوئے چوڑائی میں بیس میٹر اور لمبائی میں پندرہ میٹر اضافہ فرمایا۔ اب مسجد مربع ہوگئی اور اس کی پیمائش ۵۰×۵۰ میٹر ہوگئی اور رقبہ ۲۵۰۰ مربع میٹر ہو گیا۔ قبلہ کی جانب کسی قسم کی توسیع نہ کی گئی۔ شمالی جانب اس کی حدود وہاں تک ہو گئی جہاں آجکل ترکی تعمیر والا حصہ ہے۔ مغرب کی جانب منبر سے پانچویں ستون تک۔ جہاں سبز ڈاٹ پر "حد مسجد النبی ﷺ" لکھا ہوا ہے اب بھی بنیادیں پتھر کی اور دیواریں کچی اینٹوں سے استوار کی گئیں اور ستون کھجور کے تنوں سے اور چھت کھجور کی ٹہنیوں کی بنائی گئی۔ اب چھت سات ہاتھ اونچی کر دی گئی یہ حصہ جو اضافہ کیا گیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید کر پیش کیا تھا۔ ترمذی میں حضرت ثمامہ قشیریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کا جب باغیوں نے محاصرہ کر لیا تو آپ نے انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں قسم دلا کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی تنگ ہو گئی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا شخص ہے جو فلاں کی زمین خرید کر مسجد میں توسیع کر دے اور اس کے بدلے جنت میں جگہ بنا لے تو میں نے اپنے ذاتی مال سے وہ جگہ خرید کر مسجد میں شامل کی تھی۔ اور آج تم ہو کہ مجھے اس میں دو رکعت نماز بھی ادا کرنے نہیں دیتے [1]

مسجد نبوی خلفاء راشدین کے دور میں

(۱) دور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

رسول اکرم اللہ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ بہت سے قبائل اسلام سے باغی ہو گئے لہذا آپؓ بغاوت کو فرو کرنے میں مشغول ہو گئے اور مسجد میں توسیع نہ کر سکے بعض روایات سے معلوم

[1] سنن ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عثمان۔ حدیث نمبر (۵: ۳۷۰۳)

ہوتا ہے کہ اس دوران بعض ستون بوسیدہ ہو گئے تھے جنہیں آپ نے تبدیل کرادیا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں مسجد کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے اور کھجور کی ٹہنیوں کا سایہ تھا۔ جو خلافت ابو بکر میں بوسیدہ ہو گئے لہٰذا آپؓ نے انہیں تبدیل کرادیا اور دوسرے تنے کھڑے کر کے اسی طرح کھجور کی ٹہنیوں کا چھپر ڈال دیا۔ ❶

۲ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں مسجد کی توسیع ۱۷ھ / ۶۳۸ء

خلیفۂ دوم حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں آبادی زیادہ ہو گئی تو لوگوں نے مسجد کی توسیع کی درخواست کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ہماری مسجد بڑھے گی تو میں اس میں کبھی توسیع نہ کرتا۔ لہٰذا ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے پختہ پتھر سے بنیادیں اور دیواریں قد آدم استوار کیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں مسجد اینٹوں اور شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ستون کھجور کے تنوں کے تھے حضرت ابو بکرؓ نے کوئی توسیع نہ کی۔ حضرت عمرؓ نے توسیع کی اور سابقہ تعمیر کی طرح اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے تعمیر کی۔ اور اس کے ستون لکڑی کے تھے ❷ آپؓ نے قبلہ کی طرف پانچ میٹر توسیع کر دی اور شمال کی طرف پندرہ میٹر اور مغرب کی جانب دو ستون زیادہ کر دیے اور مشرق کی جانب کوئی توسیع نہ کی۔ اس طرح شمال سے جنوب کی طرف لمبائی ستر میٹر ہو گئی اور چوڑائی ساٹھ میٹر ہو گئی۔ چھت گیارہ ہاتھ بلند کر دی گئی۔ اور مغربی دیوار کے شروع میں جنوب کی جانب ایک دروازہ باب السلام بڑھادیا گیا۔ اور مشرقی دیوار میں عورتوں کیلئے علیحدہ دروازہ بنادیا گیا۔ اور وادی عقیق سے کنکریاں لا کر مسجد میں بچھادی گئیں۔

تھلہ (البطیحاء) چونکہ مسجد نبوی میں بلند آوازی اور دنیاوی باتیں ممنوع اور خلاف ادب ہیں، اور حضرت عمرؓ آداب مسجد کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے تاکہ لوگ پورے خشوع و خضوع سے عبادت میں مشغول رہ سکیں، اسلئے جب حضرت عمرؓ نے مسجد کی توسیع کی تو مسجد کے باہر تھلہ بنادیا، جسے بطیحاء کہا جاتا تھا۔ ابن شبہ نے اس جگہ کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مسجد کی مشرقی جانب حضرت خالد بن ولیدؓ کے گھر کے ساتھ تھی۔ ابن شبہ نے سالم بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ

❶ دلائل النبوۃ بیہقی ج ۲ ص ۵۴۱ ❷ سنن ابی داود۔ کتاب الصلوۃ باب فی بناء المساجد حدیث نمبر (۲:۴۴۹)

حضرت عمرؓ نے مسجد کے ایک طرف ایک جگہ متعین کر دی جسے بطیحاء کہا جاتا تھا اور فرمایا: جسے شور کرنا اور گپیں ہانکنی ہوں یا شعر کہنے ہوں وہ اس جگہ چلا جائے۔ ❶

دور عثمانی میں توسیع (تیسری توسیع ۲۹ھ / ۶۴۹ء) شہید مظلوم خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ نے قبلہ کی طرف شمال اور مغرب کی طرف مسجد نبویؐ کی توسیع کی۔ قبلہ کی طرف ستونوں کی ایک رو بڑھا کر دیوار قبلہ تعمیر کی۔ واضح رہے کہ آج تک قبلہ کی دیوار وہیں ہے اور اس طرف پھر کوئی توسیع نہیں کی گئی۔ مغرب کی طرف بھی ستونوں کی ایک رو کا اضافہ کیا اور وہ منبر سے آٹھویں ستون تک ہے۔ اس طرح ہر سہ اطراف تقریباً پانچ پانچ میٹر کی توسیع کر دی۔ ساری عمارت منقش پتھروں اور چونے سے تعمیر کی اور ساگوان کی لکڑی سے چھت بنوائی۔ ستون بھی منقش پتھروں سے بنوائے جو اندر سے خالی تھے ان میں لوہے کی سلاخیں اور سکہ ڈالا گیا۔ اپنی نماز کی جگہ مقصورہ بنایا جس میں کھڑکیاں تھیں، لوگ اس سے امام کو دیکھ سکتے تھے۔ آپ اسی کے اندر نماز پڑھاتے۔ مقصورہ اس لئے بنایا کہ کہیں حضرت عمرؓ کی طرح ان پر بھی قاتلانہ حملہ نہ ہو جائے۔ حضرت عثمانؓ خود تعمیر کی نگہداشت کرتے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سفینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ کے پاس چونا لایا جاتا تھا جب وہ مسجد نبوی کی تعمیر کروا رہے تھے۔ کام کرنے والے تعمیر میں مشغول ہوتے اور آپ کھڑے نگرانی کرتے رہتے نماز کا وقت آجاتا تو نماز پڑھاتے۔ گھر جا کر آرام کرتے پھر آجاتے اور بعض دفعہ تو مسجد میں ہی سو جاتے ❷

تنبیہ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ خلفاء راشدین حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اپنی تعمیرات میں جانب مشرق کوئی توسیع نہیں کی اسلئے کہ ادھر نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کی رہائش تھی۔ لیکن عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت سے پہلے سب ازواج مطہرات کا انتقال ہو چکا تھا۔ حجرے تاحال موجود تھے اور ان کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے اور جمعہ کے روز حاضرین کی تعداد بڑھ جاتی تھی لہٰذا کچھ لوگ ان حجرات میں داخل ہو کر نماز ادا کر لیتے تھے۔ تاآنکہ ولید بن عبد الملک نے ۸۸ھ / ۷۰۷ء میں مسجد نبوی کو از سر نو تعمیر کروایا تو امہات المومنینؓ کے حجرے مسجد میں شامل کر لیے گئے ❸

❶ وفاء الوفاج ۲ ص ۴۹۸ ❷ تحقیق النصرة ص ۷۴ عمدة لأخبار ص ۱۰۸ ❸ وفاء الوفاج ۲ ص ۵۱۷

دور علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ حضرت عثمانؓ تعمیر مسجد کے تھوڑا عرصہ بعد شہید کر دیئے گئے وہ اتنی مضبوط تعمیر کر گئے تھے کہ سر دست کسی ردوبدل یا مزید تعمیر کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضٰیؓ کے زمانہ میں کوئی توسیع نہ کی گئی۔

ولید بن عبد الملک کے دور حکومت میں توسیع ۹۱ھ / ۷۱۰ء

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ مدینہ طیبہ کے گورنر تھے جبکہ ۸۸ھ میں انہوں نے خلیفۂ وقت ولید بن عبد الملک اموی کے حکم سے مسجد کی تعمیر و توسیع شروع کی۔ جو ۸۸ھ سے ۹۱ھ / ۷۱۰ء تک جاری رہی، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ تعمیر کی خود نگرانی کرتے رہے۔ آپ نے مغرب میں دو ستونوں کی رو کا اضافہ کیا۔ یعنی دس میٹر توسیع کر دی جس پر مغرب میں مزید توسیع کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس تعمیر و توسیع میں امہات المومنین کے حجروں کو بھی شامل مسجد کر لیا گیا اور مشرق کی طرف تین ستونوں کی رو کا اضافہ ہو گیا یعنی مشرقی جانب توسیع پندرہ میٹر ہو گئی۔ شمال کی طرف بھی توسیع کی گئی۔ ساری عمارت منقش پتھروں سے تعمیر کی گئی۔ ستون بھی منقش تھے اور درمیان سے خالی تھے جن میں لوہے کی سلاخیں اور سیسہ بھرا ہوا تھا۔ مسجد کی چھت دوہری بنائی گئی نچلی چھت ساگوان سے بنائی گئی جس کی بلندی ۱۲،۵ میٹر تھی غالباً اس دہری چھت کا مقصد سخت سردی اور سخت گرمی کے اثرات سے نمازیوں کو محفوظ کرنا تھا نیز اس توسیع کا امتیاز یہ تھا کہ اس کے چاروں کونوں پر مینار بنائے گئے اور مسجد کی دیواروں کے اندرونی حصہ پر سنگ مرمر لگایا گیا جس میں رنگین پتھروں کے ٹکڑے اور سونا استعمال کیا گیا۔ چھت اور ستونوں کے اوپر کی جانب بھی سونا لگایا گیا۔ چوکھٹوں پر بھی سونا چڑھایا گیا۔ اس عمارت کا امتیاز یہ بھی تھا کہ مشرق کی جانب توسیع کی گئی۔ چھت ڈبل بنائی گئی اور مسجد کے بیس دروازے بنائے گئے [1]

نوٹ ولید بن عبد الملک نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو مسجد کی توسیع کا حکم دیا تو انہوں نے امہات المومنینؓ کے حجرے و دیگر عمارات جو مسجد سے متصل تھیں خرید کیں جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے توسیع کے وقت متصل عمارات خرید کر مسجد میں شامل کیں تھیں۔

[1] اخبار مدینۃ الرسولؐ وغیرہ

یہ سوال شاید ذہن میں آئے کہ آخر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے حجرات امہات المومنین کو کیوں مسجد میں شامل کیا جبکہ خلفاء راشدین نے توسیع کے وقت ان کو شامل مسجد نہ کیا؟ در حقیقت خلفائے راشدین کی توسیع ۱۷ھ اور ۳۰ھ کے وقت امہات المومنینؓ ان حجروں میں رہائش پذیر تھیں جبکہ دور ولید ۸۸ھ میں ان سب کا وصال ہو چکا تھا اور کوئی ایک بھی بقید حیات نہ تھی۔ آخری اُم المومنین کی وفات ۵۹ھ یا ۶۱ھ میں ہوئی لہٰذا ۸۸ھ میں از سر نو تعمیر کے وقت ان حجرات کو شامل مسجد کیا گیا۔ امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ ولید بن عبد الملک نے نائب مدینہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو لکھا کہ امہات المومنین کے حجرے ان کے ورثا سے خرید کر مسجد نبوی میں شامل کر دیے جائیں اس لئے کہ سب امہات کا انتقال ہو چکا ہے۔ تو انہوں نے سب حجرے خرید کر مسجد میں شامل کر دیے۔ صرف حضرت عائشہؓ کا حجرہ رہ گیا جو بند تھا❶ (اور اس میں رسول اکرم ﷺ اور صاحبینؓ کی قبور تھیں)

ان حجرات کو مسجد میں شامل کرنے کا دوسرا اہم سبب یہ تھا کہ محراب نبویؐ سے دائیں طرف (مغربی جانب) تین دفعہ توسیع ہو چکی تھی جبکہ محراب سے بائیں طرف (مشرقی جانب) کوئی توسیع نہ ہوئی تھی، لہٰذا محراب کو ممکنہ حد تک مسجد کے درمیان لانے کیلئے اس طرف توسیع کی گئی۔

توسیع مسجد بہ زمانہ مہدی عباسی (پانچویں توسیع ۱۶۱ھ تا ۱۶۵ھ)

عباسی خلیفہ مہدی حج کے لئے آیا۔ بعد میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ مسجد نبوی کی حالت دیکھ کر اس نے مسجد کی از سر نو تعمیر اور توسیع کا حکم دیا اور اس کی ذمہ داری عبد اللہ بن عاصم بن عمر بن عبد العزیز کے سپرد کر دی انہوں نے شمالی جانب توسیع کی۔ ۱۶۱ھ ۷۷۹ء میں یہ تعمیر شروع ہوئی اور ۱۶۵ھ ۷۸۲ء میں تکمیل کو پہنچی۔ اس چار سالہ تعمیر کے بعد ۸۸۶ھ ۱۴۸۱ء تک کسی قسم کی توسیع نہ کی گئی۔

عباسی خلفاء مسجد نبوی کی مرمت اور بعض دیواروں کی تجدید اور اصلاحات ضرور یہ اور خوبصورتی کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے اور خدمات سر انجام دیتے رہے ابنِ نجار نے اخبار مدینۃ الرسولؐ میں لکھا ہے کہ خلفا بنو عباس ہمیشہ مدینہ طیبہ کے گورنروں کو مالی مدد پہنچاتے رہے تا کہ مسجد کی مرمت اور تحسین کی جاتی رہے۔ دن رات مسجد کا خیال رکھا جاتا اور کہیں ایک انچ جگہ میں بھی کوئی نقص نظر نہ آتا۔ صالح لمعی کہتے ہیں پھر کسی قسم کی تعمیر و توسیع کی ضرورت نہ پڑی تا کہ ۶۵۴ھ میں آگ نے عمارت کو ختم کر دیا۔❷

❶ فتاویٰ ابن تیمیہ ج۲ ص ۳۲۳ ❷ وفاء الوفا ج۲ ص ۵۳۶ المدینۃ المنورۃ تطورھا العمرانی ص ۵۷ اخبار مدینۃ الرسولؐ ص ۱۱۰

پہلی آتشزدگی اور تعمیر مسجد نبوی میں دو مرتبہ آتشزدگی ہوئی پہلی آتش زدگی کا واقعہ جسے سمہودی نے بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے یکم رمضان شب جمعہ ۶۵۴ھ ۱۲۵۶ء کو مسجد نبوی نذر آتش ہو گئی۔ خادم مسجد نبوی ابو بکر بن اوحد ستور میں قندیلیں نکالنے کیلئے داخل ہوا تاکہ میناروں پر روشنی کی جا سکے اور جلتی مشعل قندیل کے پنجرے کے اندر چھوڑ گیا جس سے آگ بھڑک اٹھی وہ اسے بجھا نہ سکا اور پردوں وغیرہ کو لگ گئی جس سے شعلے بلند ہو گئے اور جلد ہی چھت نے آگ کو پکڑ لیا۔ امیر مدینہ سمیت سب لوگ اسے بجھانے کی کوشش کرتے رہے لیکن آگ بجھ نہ سکی اور مسجد کی ساری چھت منبر، دروازے، محافظ خانے، مقصورے، صندوق دیکھتے ہی دیکھتے نذر آتش ہو گئے۔

۶۵۵ھ ۱۲۵۷ء میں مستعصم باللہ عباسی کے دور میں تعمیر شروع ہوئی لیکن مکمل نہ ہو سکی اسلئے کہ تاتاریوں نے حملہ آور ہو کر عباسی خلافت کو تہ وبالا کر کے بغداد پر قبضہ کر لیا تھا۔ بعد میں سلطان مصر و یمن نے تعمیر مکمل کرنے کی کوشش کی۔ سلطان ظاہر رکن الدین بیبرس کی اس سلسلہ میں خدمات قابل قدر ہیں جس نے پہلے کی طرح دُہری چھت تعمیر کر دی۔

قسطلانی فرماتے ہیں بظاہر اس آتشزدگی میں حکمت الٰہیہ یہ تھی کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت قہر و عظمت ہر بڑے چھوٹے پر غالب ہے۔ جس حجاز کی آگ سے نبی اکرم ﷺ نے ڈرایا وہ واقع ہو چکی تھی اور اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ کے علاقہ کو اس سے بچا لیا تھا لوگوں کی آہ وزاری کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت سے نوازا کہ حرم نبوی تک پہنچنے سے پہلے وہ بجھ گئی جس سے خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ جیسے حرم کے پڑوس کی برکت سے وہ اس آگ سے بچ گئے ہیں اس طرح اپنی نافرمانیوں کے باوجود قیامت میں بھی محفوظ رہیں گے۔ لیکن زبان حال سے اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرما دی ❶

دوبارہ آتشزدگی، تعمیر (چھٹی توسیع ۸۸۶ھ ۱۴۸۱ء۔ ۸۸۸ھ / ۱۴۸۳ء)

۶۵۶ھ میں جب خلافت عباسی ختم ہو گئی تو مدینہ منورہ کے معاملات شاہان مصر کے قبضہ میں آ گئے مسجد نبوی شریف کی تعمیر و دیکھ بھال کا اہتمام مصر کے بادشاہ ہی کرتے رہے۔ خصوصاً سلطان اشرف قایتبائی نے اس سلسلہ میں بہت خدمت کی۔ علامہ سخاوی نے لکھا ہے کہ مسجد نبوی کی خدمت سارے ہی خلفاء و سلاطین اپنے اپنے وقت پر کرتے رہے اور مسجد کی چھت، ستونوں کی تجدید پر ہمیشہ

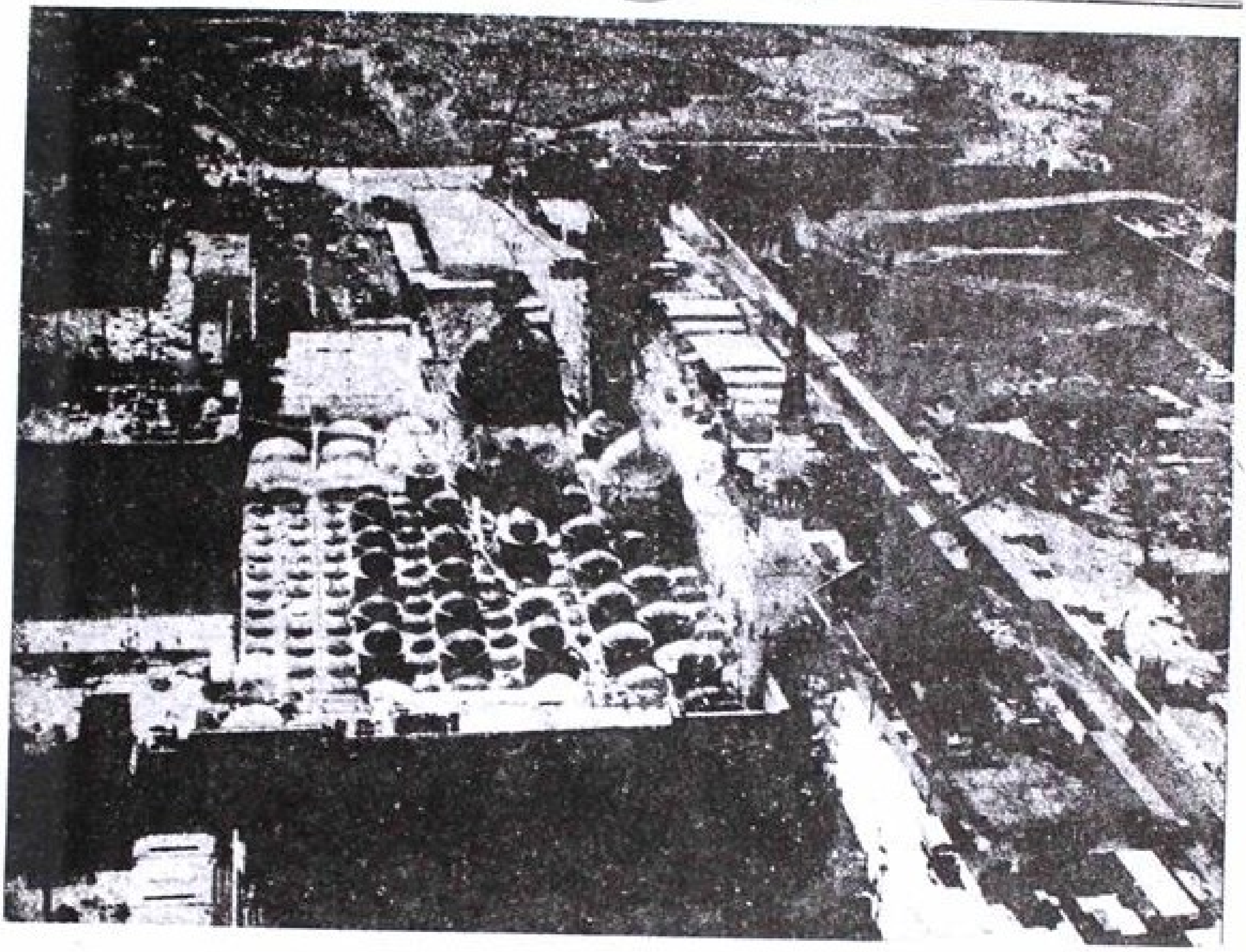
❶ خلاصۃ الوفا ج ۱ ص ۳۱۷

خرچ کرتے رہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے سلطان اشرف قایتبائی کو توفیق بخشی کہ دوسری آتشزدگی سے پہلے اور اس کے بعد اس نے ہر قسم کی تعمیری خدمات میں بہت زیادہ خرچ کیا۔

دوسری آتشزدگی کا قصہ کچھ یوں ہے ۱۳ ار مضان المبارک ۸۸۶ھ میں دوبارہ مسجد نبوی نذر آتش ہوگئی۔ ہوا یوں کہ صدر مؤذن شمس الدین بن خطیب دوسرے مؤذنین کے ساتھ تیرہویں رمضان کی رات کے آخر میں منارہ رئیسیہ پر تہلیل میں مشغول تھے۔ بادل چاروں طرف سے آرہے تھے اور بجلی کڑک رہی تھی کہ ایک دم بجلی گری اور مینارہ رئیسیہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آگ کے شعلہ بلند ہوئے مینار پھٹ گیا، صدر مؤذن فوت ہو گیا اور آگ نے مسجد کی چھت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مسجد کے دروازے کھول دیے گئے۔ مسجد کو آگ لگنے کا شور مچ گیا۔ جس پر اہل مدینہ امیر مدینہ سمیت جمع ہو گئے باہمت لوگوں نے پانی لا کر آگ بجھانے کی کوشش کی لیکن شمال مغرب کی طرف شعلے بلند ہوتے گئے، اور آگ بجھ نہ سکی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آگ عوام کو بھی جلا ڈالے گی۔ بالآخر آگ نے مسجد کی ساری چھت بھسم کر دی۔ کتب خانے وغیرہ خاکستر ہو گئے صرف وہ کتابیں جنہیں جلدی سے مسجد سے نکال لیا گیا آگ سے محفوظ رہیں یا صحن کا گنبد۔ مسجد میں یہ حالت تھی کہ آگ کا سمندر ہو جس میں شعلے ٹھاٹھیں مار رہے ہوں۔ سلطان اشرف قایتبائی نے ۸۸۸ھ میں مسجد کو از سر نو تعمیر کیا۔ مشرقی جانب جالیوں سے متصل ایک میٹر سے کچھ زائد توسیع کی اور مسجد کی ایک ہی چھت بنائی جو قریباً گیارہ میٹر لمبی تھی۔

تعمیر مجیدی (ترکی) ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۸ء۔ ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۱ء

۹۲۳ھ میں شاہانِ مصر کے خاتمہ کے بعد عثمانی خلفاء نے مسجد نبوی کی طرف توجہ دی۔ بعض دیواروں اور ستونوں پر پتھر لگایا۔ بعض دروازوں اور دیواروں کی تجدید کی۔ گنبد خضراء کی تعمیر اور دیگر اصلاحات کیں۔ سلطان قایتبائی کی عمارت کو تین سو ستتر برس گذر چکے تھے۔ اسلئے مسجد کے بعض حصوں میں بوسیدگی محسوس کی گئی۔ شیخ الحرم داؤد پاشا نے سلطان عبدالمجید عثمانی کو اس کی اطلاع دی اور مسجد کی ضروریات سے مطلع کیا۔ اور مسجد کی از سر نو تعمیر کی طرف توجہ دی۔ جس پر سلطان نے دو انجینئر رمزی آفندی اور عثمان آفندی کو بھیجا کہ مسجد کی توسیع و تعمیر کے لئے عمارتی ضروریات معلوم کر کے اطلاع دیں۔ ۱۲۶۵ھ ۱۸۴۸ء میں وہ آئے اور مسجد نبوی کی ضروریات اور تعمیر و توسیع کے

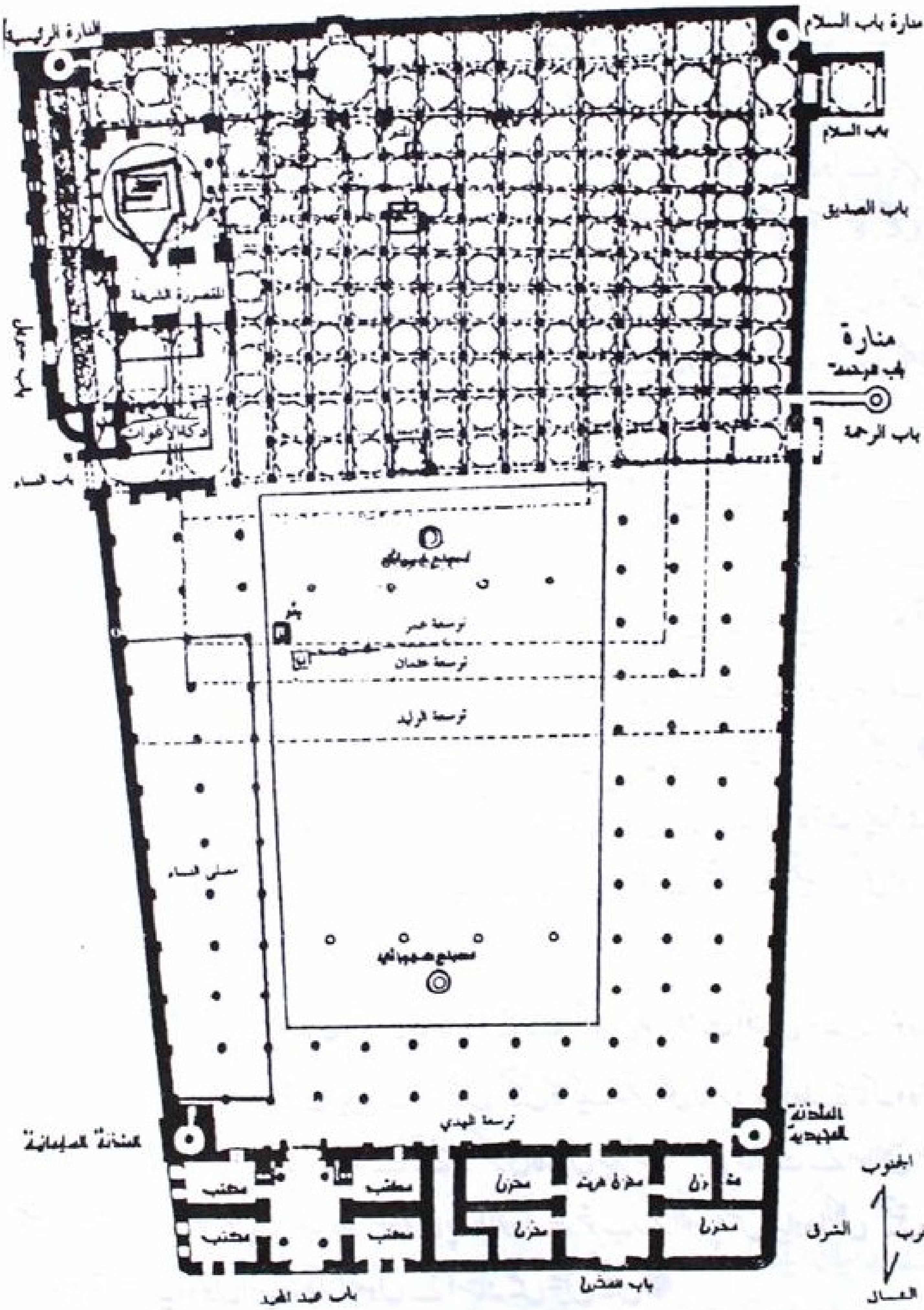


گنبد خضراء، ترکی تعمیر اور پارکنگ کیلئے کھدائی کا فضائی منظر

بارے میں اہل مدینہ سے مشورہ کیا۔ اور آستانہ واپس جاکر سلطان کو مسجد کی تعمیر و توسیع کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ سلطان نے حلیم آفندی کو ناظم تعمیرات بنا کر مدینہ طیبہ بھیج دیا۔ ضروری آلات، نقدی نگران سنگتراش اور کاریگر بھی روانہ کر دیئے [1]

پتھر کی تلاش نگران جب سمندر کے کنارے ینبع اترے تو انہوں نے سنگتراشوں کے سردار ابراہیم آغا کو دوسرے سنگتراشوں کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ اس علاقہ میں پتھر اور سنگ مرمر کی کانیں تلاش کریں لیکن تعمیر کے لئے مناسب پتھر انہیں نہ مل سکا۔ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچے تو اس کے ارد گرد پہاڑوں کی کئی روز چھان بین کرتے رہے بالآخر ابیار علی کے پاس وادی عقیق کے علاقہ میں ایک بہت بڑا پہاڑ مل گیا جو ایک سرخ رنگ کی عقیق جیسی پتھر کی کان تھی۔ اب پہاڑ کے دامن میں سنگتراشوں کے خیمے نصب کر دیے گئے۔ وہ لوگ ہتھوڑے و دیگر آلات لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور اللہ کا نام

[1] مرآۃ الحرمین الشریفین ج ۱ ص ۴۶۵



ترکی تعمیر کے بعد مسجد نبوی شریف کا خوبصورت نقشہ

لے کر پہاڑ کی چوٹی سے پتھر لڑھکانے شروع کر دیے اور سارے ردی پتھر سے اسے صاف کر دیا تاکہ ایک عظیم کان واضح ہو گئی۔ پتھر کے کاریگروں نے اسے کاٹنا شروع کر دیا اور پتھر کے بڑے بڑے ٹکڑے نکالے اور انہیں وہاں سے لیجانے کیلئے خچروں اور گدھوں کا انتظام کیا مسجد کے شمالی علاقہ میں دار الضیافہ کے نام سے عمارات تعمیر کی گئیں تاکہ وہاں کاتب، سنگتراش وغیرہ کام کرنے والے پتھروں پر کھدائی کریں اور ستون وغیرہ تیار کریں۔ اور پہاڑ کے دامن میں مکان بنائے گئے تاکہ کاریگروں، آلات، جانوروں اور گاڑیوں کی حفاظت کی جا سکے۔ پانی کی ضروریات پوری کرنے کیلئے پچاس ہاتھ گہرا اور دس ہاتھ چوڑا کنواں کھودا گیا۔ اور شہر سے باہر کارخانے لگائے گئے جہاں چونا قلعی وغیرہ کی بھٹیاں اور اینٹوں کے بھٹے لگائے گئے۔

۱۲۷۷ھ ۱۸۶۱ء میں جب تعمیر تکمیل کے آخری مراحل میں تھی تو ناظم تعمیرات اسعد آفندی نے شیخ الحرم اور انکے نائب اور محافظ مدینہ، ملازمین اور امراءِ شہر کو پہاڑ دیکھنے کی دعوت دی عوام الناس بھی اسے دیکھنے نکل پڑے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑ دو حصوں میں بٹ چکا ہے اور اس کا قلب و جگر نکالا جا چکا ہے اور بائیں جانب پہاڑ کے ایک تختی نصب ہے "اس پہاڑ سے مسجد نبوی شریف کیلئے پتھر حاصل کیا گیا" کٹائی کی مشینیں بھی پہاڑ پر نصب کر دی گئیں جو اس کی علامت اور یادگار تھیں ❶

مسجد کے سارے ستون اور ڈاٹیں اسی پتھر سے بنائی گئیں اس لئے کہ کانٹ چھانٹ ان پتھروں کی آسان تھی اور سرخ رنگ بھی دیدہ زیب تھا۔ چار دیواری کالے پتھر سے تعمیر کی گئی جو سرخ پتھر سے سخت تھا۔

مسجد نبوی کا ماڈل سلطان عبد المجید خاں نے حافظ آفندی اور عزت آفندی کو مدینہ منورہ بھیجا تاکہ مسجد نبوی کا ماڈل بنا کر اسے پیش کیا جائے اور جبل عقیق کا ایک پتھر بھی لا کر دکھایا جائے تاکہ وہ اس کا رنگ معلوم کر سکے۔ تو انہوں نے بہت بڑے تختے پر لکڑی کا ماڈل تیار کیا۔ اصل عمارت کے مطابق ستون اور چھتیں بنائیں۔ اور پتھر کا ایک گنبد چار ستونوں پر بنایا اور اسے خوب رگڑا اور پالش کیا وہ بالکل عقیق جیسا معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ دونوں اشیاء بنا کر انہوں نے آستانہ میں پیش کیں ❷

❶ نزہۃ الناظرین ص ۲۳ ❷ نزہۃ الناظرین ص ۲۵

ایک قبے کا انہدام عمارت مجیدی شروع ہوئے دو سال ہی گذرے تھے کہ مواجہ شریفہ کے سامنے قدیم چھت کا ایک قبہ منہدم ہو گیا اور شیخ محمد اسکندری (جو علامہ صاوی کے شاگرد تھے کے سر پر آن گرا۔ جنہیں گھر لے جایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے انہیں بقیع میں دفن کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۲۶۷ھ کا ہے ❶

عمارت مجیدی کے مختلف مراحل عثمانی ترکوں نے مسجد نبوی کی تعمیر اس طرح مکمل کی کہ ایک حصہ کو منہدم کر کے اسے بنا لیتے پھر دوسرے حصہ کو منہدم کرتے تاکہ مسجد میں نماز باجماعت میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو اس سلسلہ میں پہلے انہوں نے شمالی چھتوں کو منہدم کیا جو مسجد کے صحن کے آخر میں تھیں۔ یہاں دو دالان تعمیر کئے جن میں سرخ پتھر استعمال کیا گیا اور ان کی چھتیں قبوں کی شکل میں اینٹوں سے تعمیر کیں جو تین ستونوں پر استوار تھے جن میں ایک بیرونی دیوار سے ملا ہوا تھا۔ ہر ستون کی لمبائی ساڑھے پانچ میٹر تھی۔ پھر مشرق کی جانب کی دیوار منہدم کی جو مینارہ رئیسیہ سے باب جبریل تک تھی۔ اس حصہ میں مسجد تنگ تھی اس لئے مسجد کے بیرونی میدان (جسے جنازگاہ کہا جاتا تھا) سے قریباً اڑھائی میٹر جگہ مسجد میں شامل کر لی گئی۔ اور بہت گہری بنیاد کھودی گئی اور کالے پتھروں سے یہ دیوار بنائی گئی اس میں بھی ستون کھڑے کیے گئے اور مینارہ رئیسیہ اور دیوار کے درمیان ایک چھوٹا سا کمرہ بنادیا گیا جس کا دروازہ مسجد کے اندر اور باہر تھا اس کے اوپر ایک اور چھوٹا سا کمرہ بنایا گیا جس پر چڑھنے کیلئے اندر ہی سیڑھیاں بنائی گئیں۔ اس میں حجرہ کا ضروری سامان رکھا جاتا۔ اس دیوار میں دروازوں جیسی بڑی بڑی کھڑکیاں رکھی گئیں جن کے اوپر گول روشندان بنائے گئے حجرہ شریفہ کے بالمقابل کھڑکی پر ایک پتھر لگایا جس پر لکھا ہوا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ❷

پھر باب النساء اور باب جبریل کے درمیانی حصہ کو گرا کر از سر نو تعمیر کیا اور ان دو دروازوں کے درمیان ایک کمرہ تعمیر کیا جس کی دو منزلیں ہیں اس میں بھی منقش سرخ پتھر استعمال کیا گیا الاغوات (خدام کے چبوترے) کے اطراف میں سرخ منقش پتھر سے گول سرے بنائے گئے جیسے خیموں کے ہوتے ہیں تاکہ ان میں پیتل کے جنگلے نصب کیے جائیں۔ پھر اس چبوترے کی جنوبی

❶ نزہۃ الناظرین ص ۲۵ ❷ سورۃ الأحزاب ۵۶

طرف ایک اور چھوٹا چبوترہ بنایا جس میں محراب تہجد تھا اس کے اطراف میں بھی پیتل کے جنگلے لگائے گئے اور محراب تہجد کی تجدید کی گئی۔ پھر مرکزی چھت کو منہدم کر کے لکڑی کی چھت کی بجائے قبے تعمیر کیے گئے۔ اور ستون اپنے اصلی جگہ پر تعمیر کیے گئے جن کے اوپر سرخ منقش پتھر کی ڈاٹیں بنائی گئیں اور ان پر قبے تعمیر کیے گئے۔ بہت سے قبوں میں روشندان اور جالیاں جو پیتل کی تھیں لگائی گئیں جن میں رنگین شیشے ہیں تاکہ مسجد کے اندر خاطر خواہ روشنی میسر آسکے۔ یہ قبے پختہ چوکور اینٹوں، صاف قلعی اور مصفی مٹی سے تعمیر کیے گئے۔ بعض قبوں کو ڈبل تعمیر کیا گیا۔ اور ان پر لکڑی کے چھپر ڈالے گئے تاکہ روشندانوں سے بارش کا پانی مسجد میں نہ آئے واضح رہے کہ اس تعمیر کے دوران آنحضور ﷺ کے زمانہ کی پوری مسجد پر چھت بنادی گئی۔

اس دوران جب ریاض الجنتہ کی تعمیر کی باری آئی تو چھت اور زمین کے درمیان لکڑی کے تختے لگادیئے گئے جو ستونوں کے اوپر کے حصے میں تھے تاکہ عمارت منہدم کرتے وقت شور نہ ہو اور اوپر سے مٹی نہ گرے۔ اور حجرہ شریفہ کی جالیوں کے چاروں طرف کپڑا لپیٹ دیا گیا تاکہ حجرہ شریفہ میں غبار نہ جائے۔ اور آقا حضورؐ کا ادب بہر حال قائم رہے یوں بغیر کسی سخت دھماکے کے چھت کو ختم کر دیا گیا۔ اور ریاض الجنتہ میں عبادت کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوئی قبلہ کی دیوار میں ستون نہیں بنائے بلکہ اس کے بیرونی طرف بڑی بڑی ڈاٹیں استوار کر دی گئیں۔ تاکہ صفوں کی درستی میں خلل نہ آئے۔ مغربی رکن میں چاروں ستونوں کو متولی راشد آفندی نے اسی طرح رہنے دیا لوگوں نے اعتراض کیا لیکن اس نے پرواہ نہ کی تو سلطان کی خدمت میں لکھا گیا وہاں سے حکم آیا کہ اسے روک کر ختم کر دیا جائے۔ لیکن محسوس کیا گیا کہ ختم کرنے میں مشقت اور فضول خرچی ہوگی پھر جب تک دیوار کو منہدم نہ کیا جائے اور دوبارہ نہ بنایا جائے ان کا ختم کرنا ممکن نہ ہوگا اور ان کے مسجد کے ایک طرف ہونے کی وجہ سے برا بھی نہ لگے گا تو اسے رہنے دینا ہی بہتر سمجھا گیا۔

منارہ رئیسیہ کی اندرونی جانب مواجہہ شریفہ کے سامنے جو ستون تھا اسے پرانی یادگار کے طور پر باقی رکھا گیا اگرچہ اس کا ختم کرنا بہتر تھا۔ مقصورہ شریفہ اور اس کے اندرونی حصہ، منبر شریف، مغربی دیوار، محراب نبوی، محراب عثمانی، محراب سلیمانی، اور منارہ رئیسیہ میں کسی قسم کا ردوبدل نہ کیا گیا اس لئے کہ ان کی تعمیر بڑی مضبوط اور حسین تھی۔ (1)

(1) نزہۃ الناظرین ص ۷ ۲، ۴۲ مرآۃ الحرمین الشریفین ج ۱ ص ۴۶۶

قبۂ محراب اور قبۂ باب السلام قبلہ کی دیوار کو از سر نو تعمیر کیا گیا۔ دیوار کے اوپر ڈاٹ تعمیر کی گئی تا کہ جو محراب عثمانی تعمیر کیا گیا تھا وہ مضبوط ہو جائے۔ اور ستونوں سے اسے تقویت دی گئی۔ قبے کو اوپر سے وسیع کر دیا گیا اور بڑی خوبصورتی سے تعمیر کیا گیا اسمیں بہت سی خوبصورت کھڑکیاں بنائی گئیں تعمیراتی نقطہ نظر سے یہ عمدہ اور خوبصورت قبہ شمار کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ گنبد سلطان قایتبائی نے سنہ ۸۸۸ء میں پہلی بار اس جگہ تعمیر کیا تھا۔

اس کے بعد باب السلام تعمیر کیا گیا اور اس پر بہت بڑی ڈاٹ تعمیر کی گئی۔ یہ مسجد کے اندرونی حصہ میں ہے اور دو بڑے پتھروں سے تیار کی گئی ہے۔ اس جیسی ڈاٹ دروازہ کے باہر کی جانب بھی بنائی گئی اس پر بھی بہت عمدہ گنبد بنایا گیا جو پہلے نہ تھا۔ کاریگروں نے اس میں اپنے فن کے کمالات دکھائے ہیں۔ ❶

اصلی مسجد کی علامت

نظر کے سامنے زہے نصیب وہ دیار ہے
لطافتوں پہ جس کی جانِ عاشقاں نثار ہے

(الف) مسجد کی زمین جو مغربی دیوار سے متصل تھی۔ نبی اکرم ﷺ کے دور کی مسجد سے اس کا فرش تھوڑا اونچا تھا اور یہ مسجد نبوی کی حد کا اظہار تھا۔ پھر سارے فرش برابر کر دیئے گئے اور ستونوں کے اوپر کے حصہ میں لکھ دیا "حد مسجد النبی علیہ السلام" علامہ سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) نے کہا ہے کہ مسجد نبوی کی حد منبر سے پانچویں ستون تک ہے جس پر چھت کے قریب ایک چوکھٹے میں واضح طور پر کھدا ہوا ہے کہ یہ مسجد نبوی کی حد آخر ہے۔

(ب) اور مسجد کے قبلہ کی جانب ایک ابھری ہوئی رکاوٹ سنگ سرخ سے بنائی گئی ہے جس پر پیتل کی جالی ہے اور دروازوں کی شکل میں رستے ہیں جو محراب نبوی کے دائیں طرف ہیں۔

(ج) دور نبوی میں مسجد کی شمالی حد موجودہ ترکی مسجد کے شمالی جانب کا چھتا ہوا حصہ ہے۔

(د) حجرہ سیدہ عائشہ اور اس کے برابر میں مسجد کی مشرقی حد ہے۔

❶ خلاصۃ الوفا ص ۳۲۵ نزہۃ الناظرین ص ۴۲

پتھر لگانا، روغن کرنا، سونا لگانا مسجد کے سارے فرش اور قبلہ کی دیوار کے نچلے نصف حصہ میں تعمیر مسجد کے بعد پتھر لگادیا گیا ستونوں کو صیقل کر کے پتھر کے رنگ کا ہی روغن کر دیا گیا۔ ستونوں کے سروں کو سنہری کر دیا گیا اور گنبدوں کے اندر پھول پتیوں کی نقاشی کی گئی۔ ریاض الجنۃ والے ستونوں پر سرخ اور سفید پتھر لگایا گیا قبلہ کی طرف کے حصہ کو بھی سرخ و سفید پتھر سے مزین کیا گیا اس طرح ریاض الجنۃ کی بہت نفیس ولطیف انداز میں حدود کی وضاحت ہو گئی۔ محراب نبوی، محراب عثمانی اور محراب سلیمانی کی از سر نو سجاوٹ اور میناکاری اور سونا کاری کی گئی [1]

مسجد میں کتابت (خطاطی) ترکی خلیفہ کے آستانہ عالیہ سے عبداللہ زہدی آفندی کاتب کو مدینہ طیبہ بھیجا گیا جس نے مسجد کے گنبدوں، دیواروں، ستونوں اور محرابوں پر ایسی نفیس اور خوبصورت کتابت کی جس کا مثل اس دور میں ناپید ہے اور یہ کتابت تین سال میں مکمل ہوئی۔ قبلہ کی دیوار پر آیات قرآنیہ اور اسماء نبویہ کی کتابت کی اور یہ کام چار سطروں میں مکمل کیا۔ پہلی سطر میں بخط ثلث لکھا﴿**بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ- تا- لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ**﴾ ودیگر آیات

دوسری سطر میں بخط عریض لکھا﴿ **وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللهُ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يَا اُولِى الْاَلْبَاب**﴾ ودیگر آیات

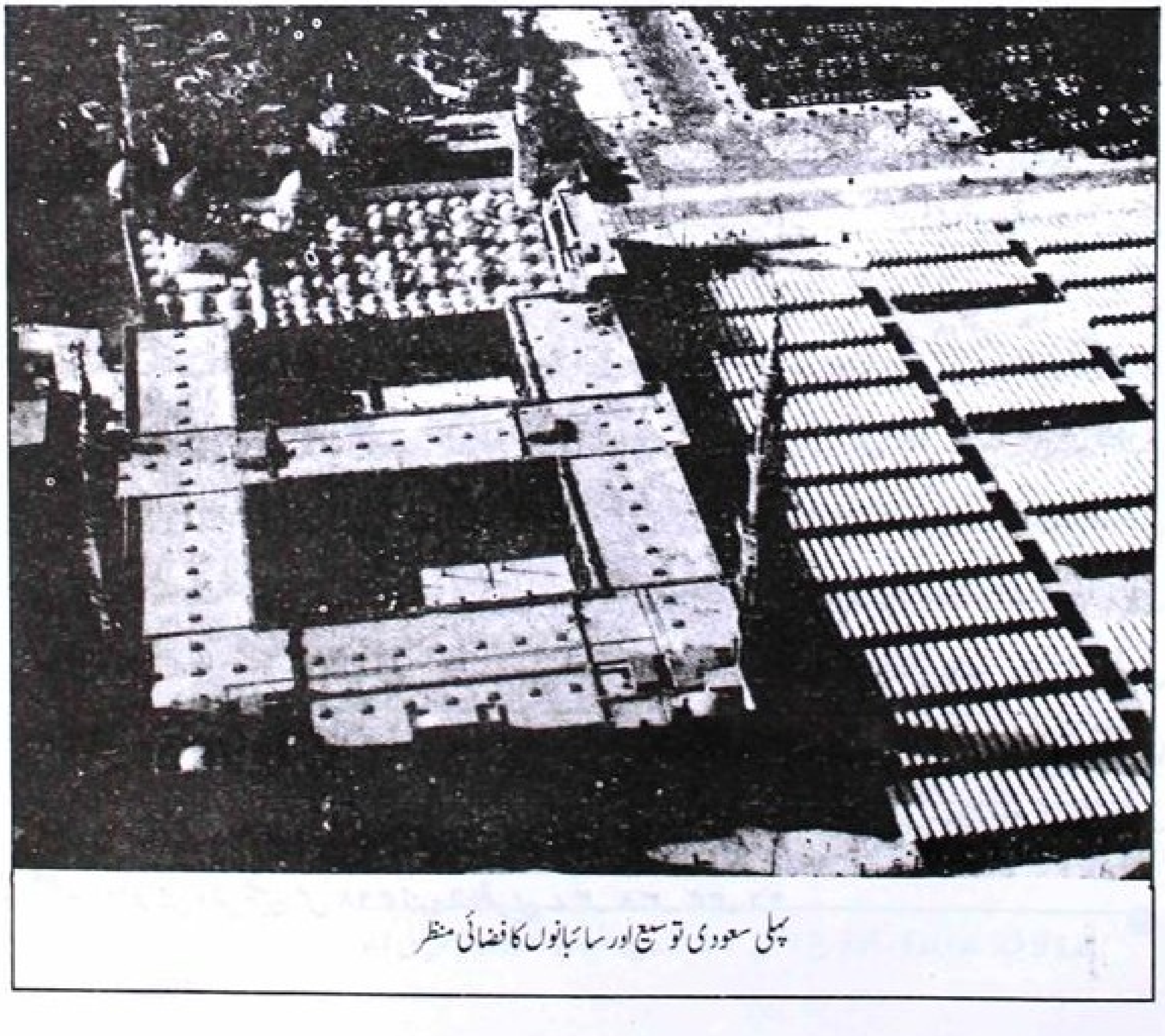
تیسری سطر میں﴿**بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ...**﴾ اور سورہ فتح کامل

چوتھی سطر میں اسماء وصفات نبویہ جن کی تعداد دو سو ایک ہے۔ تیسری سطر میں منارہ رئیسیہ کے دروازے پر داہنی طرف یہ عبارت لکھی **اللهم شفع هذا النبى الكريم لكاتب الحرم الشريف النبوى الفقير عبد الله زهدى من سلالة تميم الدارى رضى الله عنه ربه البارى**

چھت کے سارے قبے نباتاتی پھول پودوں کے نقوش سے مزین اور ان نقوش کے درمیان سفید پٹی لگا کر قرآنی آیات خط ثلث میں لکھی گئی ہیں۔

---
[1] نزہۃ الناظرین ص ۴۴

پتھر پر حدیث شریف کی کتابت جب عثمانیوں نے مسجد کی عمارت مکمل کر لی تو مسجد کے صحن کی طرف قبلہ رخ چھت پر سنگ سرخ کا ایک بہت بڑا تختہ لگایا معماروں کا خیال تھا کہ مسجد کی تعمیر کی تکمیل کی تاریخ اس پر لکھی جائے اور مدینہ منورہ کے شعراء کو منظوم تاریخ ترتیب دینے کو کہا جنہوں نے قطعات تاریخیہ ترتیب دیئے جن میں سلطان ترکی کی شان میں تعریفی کلمات بھی تھے۔ انتخاب کے لئے جب سلطان کی خدمت میں پیش کیے گئے تو انہوں نے مسجد نبوی میں اپنی تعریف پر مشتمل شعر لکھنے پسند نہ کئے اور اس مسئلہ پر غور و خوض کیلئے علماء و مشائخ کا اجلاس طلب کیا جس میں علامہ محمد رفیق آفندی نے پتھر کی اس تختی پر درج ذیل حدیث لکھنے کی تجویز دی جسے سب نے پسند کیا اور لکھنے کی منظوری دیدی "صلاة فی مسجدی هذا افضل من الف صلاة فیما سواه الاالمسجد الحرام" (ترجمہ) میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔



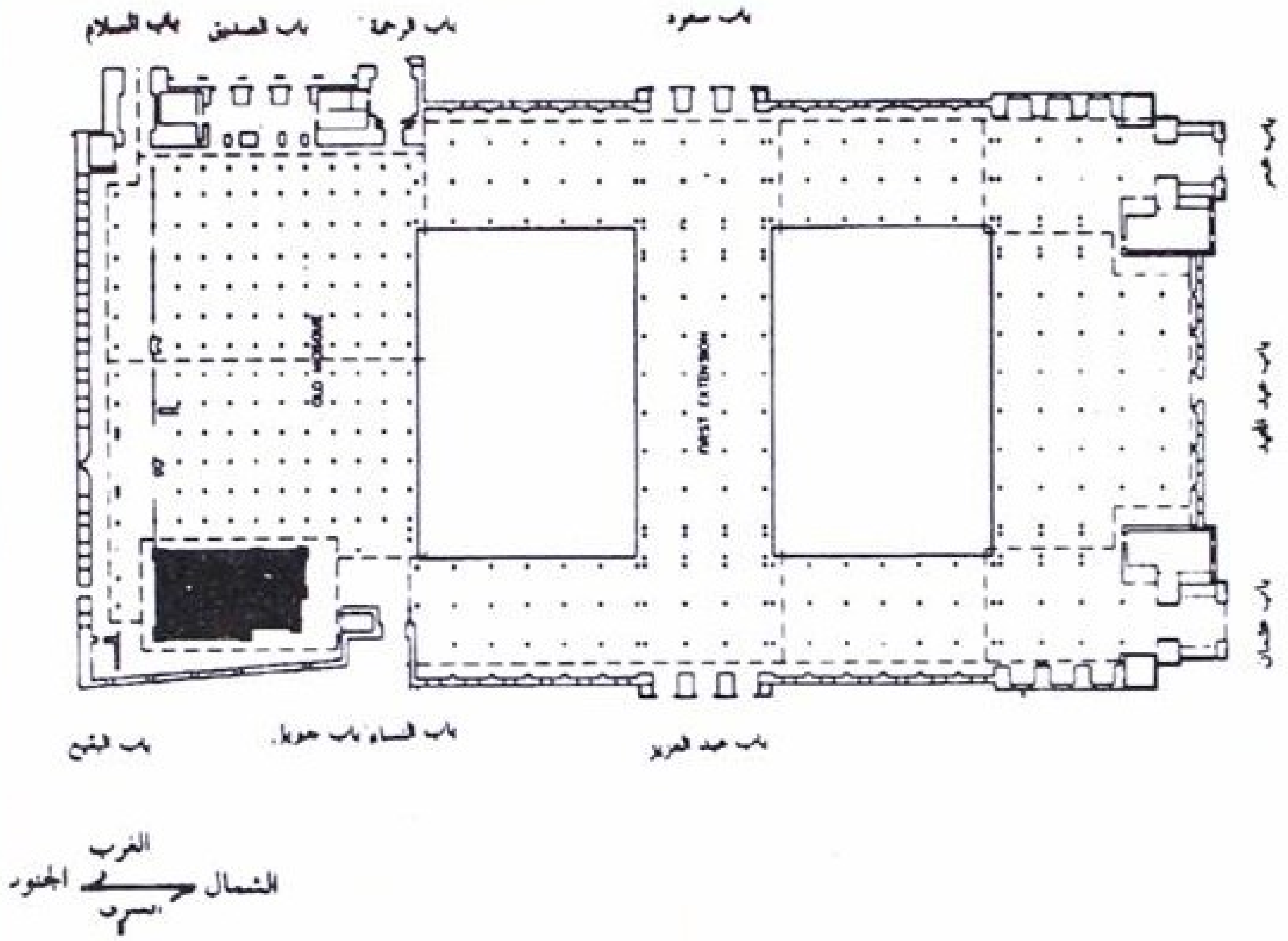
پہلی سعودی توسیع اور سائبانوں کا فضائی منظر

درسگاہیں باب مجیدی میں جب عمارت تعمیر ہو رہی تھی تو مسجد سے باہر چند عمارات خرید لی گئیں جن میں باب مجیدی کے دائیں بائیں اوپر نیچے کمرے بنا دیئے گئے جن میں بچے تعلیم حاصل کریں۔ ان کمروں کی کھڑکیاں مسجد کے اندرونی اور بیرونی طرف رکھی گئیں جن میں فولادی جالیاں لگا دی گئیں۔

تکمیل اور اخراجات ۱۲۷۷ھ ذی الحجہ میں یہ تعمیر ناظم تعمیرات اسعد آفندی کی زیر نگرانی مکمل ہو گئی اور سات لاکھ گنی مجیدی لاگت آئی اس میں وہ اخراجات شامل نہیں جو بری و بحری ذرائع سے لوہا، لکڑی، سکہ، پیتل اور روغن پر صرف ہوئے، کاتب، انجینئر اور ملازمین کے علاوہ ساڑھے تین سو سے زیادہ مزدور، معمار، سنگتراش، نقاش، ترکھان، لوہار، سنار خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ❶

مختلف ادوار میں مسجد نبوی کی چھت مسجد نبوی کی بعض توسیعات کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار میں مسجد کی چھت کیسی رہی، اسکی تفصیلات کا ذکر ہو جائے۔ سرور کائنات ﷺ کے دور میں تین دالان تھے اور ان کی چھت موسوی چھپر تھے۔ چھپر صرف پانچ ہاتھ (اڑھائی میٹر) بلند تھا اور ۷ھ کی توسیع کے بعد سات ہاتھ (ساڑھے تین میٹر) بلند کر دیا گیا۔ فاروق اعظمؓ نے قبلہ کی جانب ایک دالان اور مغرب کی جانب دو دالان کی توسیع کی لیکن چھت چھپر ہی رہی صرف اس کی بلندی گیارہ ہاتھ (ساڑھے پانچ میٹر) کر دی گئی۔ دور عثمانی میں قبلہ اور مغرب کی جانب ایک ایک دالان کی توسیع کی گئی اور ستون تراشے ہوئے پتھروں سے بنائے جن کے اندر خلا تھا اور اس میں لوہے کی سلاخیں اور سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا تھا اور چھت ساگوان کی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور گورنری میں مغرب کی طرف دو اور مشرق کی طرف تین دالانوں کی توسیع کی۔ اور پہلی مرتبہ ڈبل چھت بنوائی (تاکہ سردی و گرمی کی شدت میں مسجد کا اندرونی ماحول زیادہ متاثر نہ ہو) جس کی بلندی ساڑھے بارہ میٹر تھی۔ پہلی آتشزدگی کے بعد ۶۵۴ھ میں سلطان رکن الدین بیبرس نے پہلے کی طرح ڈبل چھت بنائی ۷۲۹ھ میں سلطان ناصر محمد قلاوون نے شمالی جانب دو دالانوں کی توسیع کی ۸۸۶ھ میں دوسری آتشزدگی کے بعد سلطان قایتبائی نے ایک ہی چھت بنائی۔ سلطان مراد خاں نے

❶ مرآۃ الحرمین الشریفین ص ۴۶۸ نزہۃ الناظرین ۳۷۔ ۳۸۔ ۴۴۔ ۴۶



پہلی سعودی توسیع کے بعد مسجد نبوی کا نقشہ

شمالی حصہ میں تین دالانوں کی توسیع کی لیکن پھر بھی اس طرف سے چھت آں حضورؐ کے زمانہ کی مسجد اصلی کی حد تک نہ پہنچ سکی۔ عمارت مجیدیہ میں دو دالانوں کی توسیع کی گئی اور چھت مسجد اصلی کے برابر کردی گئی ترکی تعمیر کے دوران چھت کو گنبدوں کی شکل دے دی تاکہ لکڑی کا استعمال نہ ہونے کی وجہ سے آتشزدگی سے ممکنہ بچاؤ رہے۔ اور گنبدوں پر سیسہ کی چادریں چسپاں کردی گئیں تاکہ بارش کا ان پر اثر نہ ہو۔ گنبدوں کی بلندی مختلف ہے سب سے بلند گنبد خضرا ہے۔ پھر گنبد محراب عثمانی اور پھر گنبد باب السلام، باقی گنبد ایک جیسے ہیں۔ کُل گنبد ایک سو ستر ہیں۔ پندرہویں صدی ہجری کی ابتدا میں ان گنبدوں کی مرمت کی گئی اور ان پر سیسہ کی نئی چادریں چسپاں کی گئیں۔ ❶

حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع (۱۳۶۸ھ تا ۱۳۷۵ھ ۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۵ء) حکومت سعودیہ روز اول سے ہی حرمین شریفین کی ترقی و توسیع، حفاظت، صفائی اور حجاج وزائرین کو آسائش پہنچانے

---

❶ عمدۃ الأخبار ۱۰۷ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۰۴ المدینہ المنورۃ تطورھا العمرانی ۷۱

کیلئے خصوصی دلچسپی لیتی چلی آئی ہے۔ مسجد نبوی کی توسیع وترقی کی جو بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں ان کا کچھ تذکرہ آئندہ اوراق میں ملاحظہ کیجئے گا۔

ملک عبدالعزیز آل سعود مسجد نبوی کی زیارت اور بارگاہ نبوت میں سلام عرض کرنے کیلئے آئے تو مسجد شریف کی زیارت کے بعد اس میں توسیع کی ضرورت محسوس کی خصوصا جب شرفاء مدینہ نے ایام حج میں سخت اژدحام کا تذکرہ کیا تو مسجد کی توسیع کا خیال پختہ ہوتا چلا گیا تا کہ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ میں شاہ عبدالعزیز نے مسجد کی توسیع کا اعلان کر دیا۔ اور اس سلسلہ میں ۱۳۷۰ھ میں ابتدائی کام شروع کر دیا گیا کہ مسجد کے اردگرد مشرق، مغرب اور شمال تین اطراف میں مکانات گرا کر زمین برابر کر دی گئی تا کہ مسجد کی توسیع کے ساتھ ساتھ چاروں طرف کھلا راستہ بنا دیا جائے صحن کے تینوں اطراف میں موجود دالان (برآمدہ) کو منہدم کر دیا گیا جو ۶۲۴۶ مربع میٹر تھا اور اس میں مزید ۶۰۲۴ مربع میٹر شامل کیے گئے جبکہ جنوبی حصہ کو اسی طرح باقی رکھا گیا اسلئے کہ اس کے حسن و خوبی اور مضبوطی میں کوئی کمی نہ تھی۔ اسطرح مسجد کا کل رقبہ ۱۶۳۲۶ مربع میٹر ہو گیا۔ جو ترکی و سعودی تعمیرات کا مجموعہ تھا۔

ابتداء تعمیر ۱۳ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو ولی عہد امیر سعود بن عبدالعزیز نے اپنے والد کی نیابت کرتے ہوئے مسجد نبوی کی توسیع کا سنگ بنیاد رکھا مختلف اسلامی حکومتوں کے سفراء اس مجلس میں موجود تھے۔ اس طرح تعمیر کی ابتداء حکومت کی زیر سایہ محمد بن لادن ٹھیکیدار کے انجینئروں نے شروع کی۔ مدینہ منورہ کے قریب ذوالحلیفہ کے علاقہ میں سنگتراشی کا ایک کارخانہ بنایا گیا۔ باقی سامان لکڑی لوہا سیمنٹ وغیرہ بحری جہاز ینبع کی بندرگاہ پر لاتے اور وہاں سے بڑے ٹرالوں پر مدینہ طیبہ پہنچایا جاتا۔ تیس بحری جہازوں سے زیادہ اس خدمت پر مامور تھے اور تیس ہزار ٹن سے زیادہ سامان بندرگاہ پر اتارا گیا۔

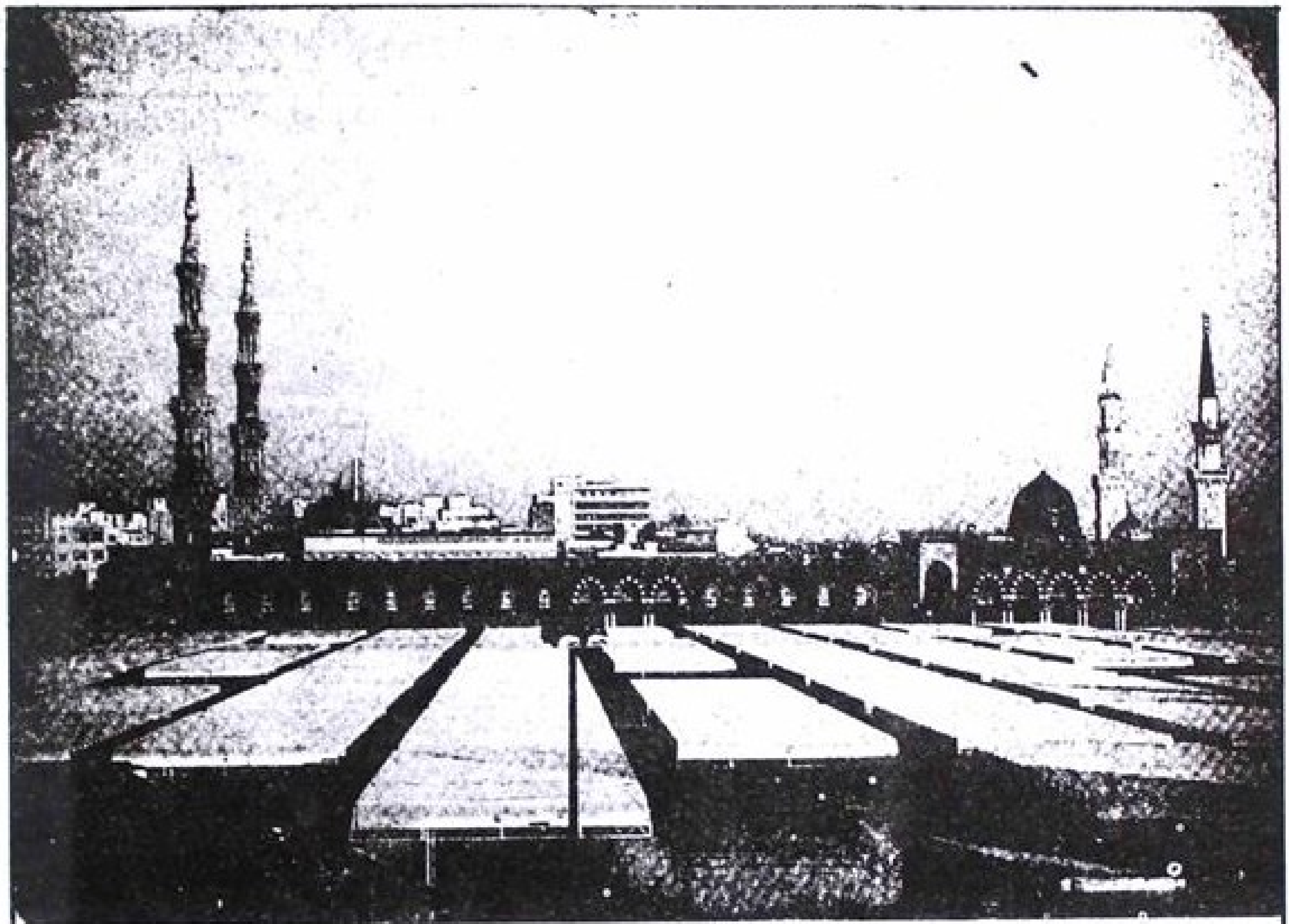
شاہ عبدالعزیز کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شاہ سعود جب حکمران بنے تو ربیع الاول ۱۳۷۳ھ میں مدینہ طیبہ آئے اور ساری عمارت کو بڑے غور خوض سے دیکھا اور توسیع کی مغربی دیوار میں اپنے ہاتھ سے چار پتھر نصب کیے جن کے اندر تاریخی تحریریں نقشے اور سونے چاندی کے سکے رکھے۔ یہ چاروں سفیدی مائل پتھر باب الملک سعود قدیم میں داخل ہوتے ہوئے دائیں طرف نصب

ہیں جن پر یہ عبارت لکھی ہے بنیٰ بیدہ هٰذه الاحجار الاربعة جلالة الملك سعود تاسیا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلك فی شهر ربیع الاول سنة ۱۳۷۳ھ۔ یہ تعمیرات جاری رہیں تا کہ ۱۳۷۵ھ کو تکمیل کو پہنچیں اور پچاس ملین ریال اس تعمیر و توسیع پر لاگت آئی۔ شاہ سعود نے اس عمارت کا افتتاح اسلامی حکومتوں کے بہت سے سفراء کی موجودگی میں ۵ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ کو کیا۔

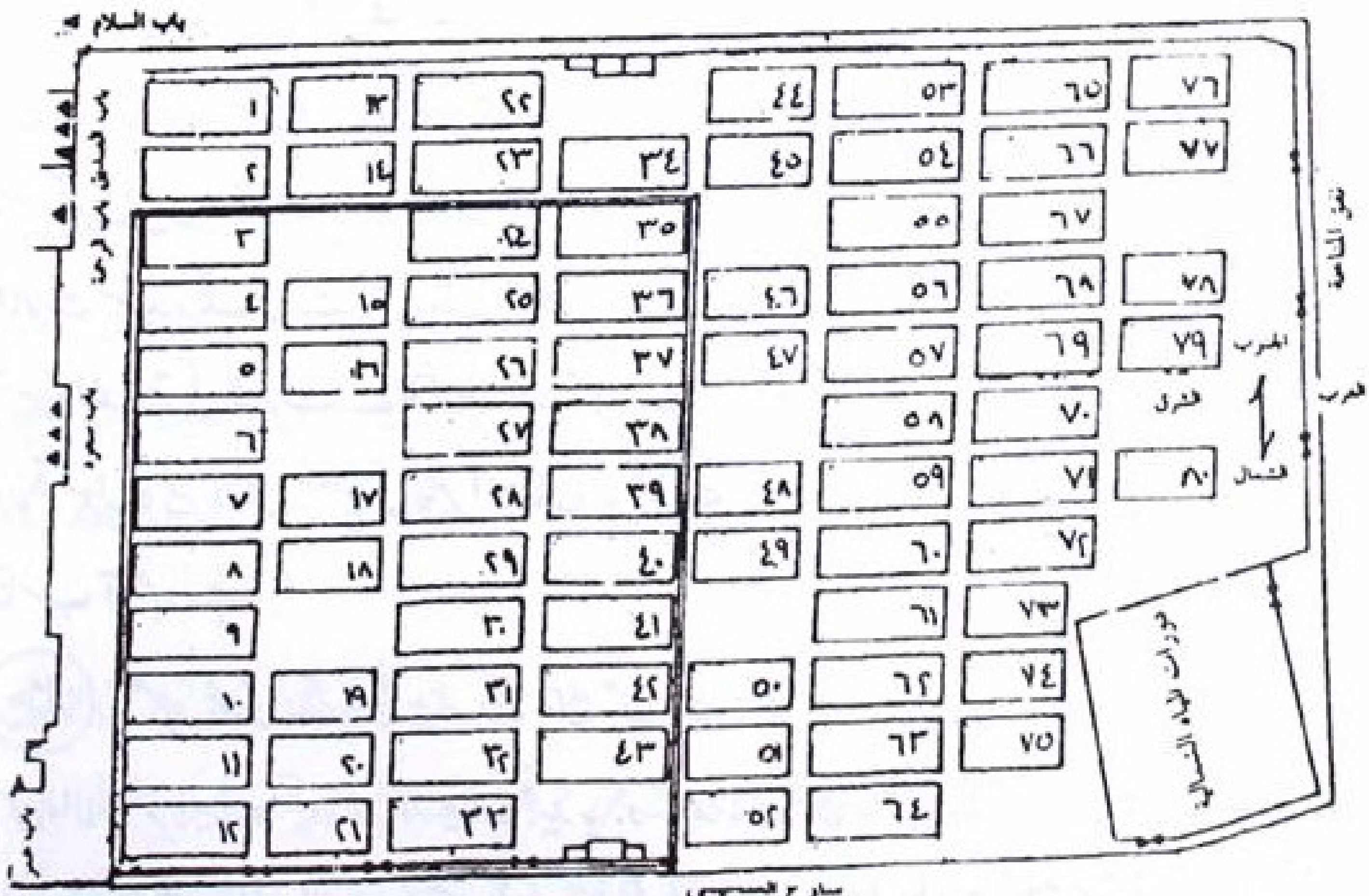
تعمیر و توسیع کے اوصاف حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع سے مراد وہ مستطیل عمارت ہے جس کی لمبائی ۱۹۸ میٹر اور چوڑائی ۹۱ میٹر ہے اور وہ ترکی عمارت کے شمالی صحن سے شروع ہوتی ہے اس کا فرش سفید ٹھنڈے پتھر کا ہے جو سورج کی تپش سے گرم نہیں ہوتا اسکے مشرق و مغرب میں تین دالان ہیں اور صحن کے درمیان تین دالانوں والی عمارت ہے جو مشرق سے مغرب تک چلی گئی ہے اس کے مشرقی جانب باب الملک عبدالعزیز بنایا گیا ہے اور مغربی جانب باب الملک سعود تعمیر کیا گیا جن میں تین تین متصل دروازے ہیں۔ اس صحن کے شمالی حصّہ کی عمارت پانچ دالانوں پر مشتمل ہے اور ہر دالان کی چوڑائی چھ میٹر ہے شمالی دیوار میں تین دروازے ہیں جن کے نام یہ ہیں: باب عمر بن الخطابؓ، باب عبدالمجید اور باب عثمان بن عفانؓ۔

یہ عمارت کنکریٹ سے تعمیر کی گئی ہے اور ۲۳۲ ستونوں پر استوار ہے جس پر ڈاٹیں بنائی گئی ہیں اور اس کے شمال، مشرق اور مغرب میں دیواریں ہیں۔ ان دیواروں اور ستونوں کی بنیادیں سات میٹر گہری ہیں۔ چھت چوکور شکل کی ہے جیسے لکڑی کی ہوتی ہے جس کی بلندی ۱۲.۵۵ میٹر ہے۔ عمارت سفید رنگ کی ہے جس میں معمولی سرخ و سیاہ رنگ کی آمیزش ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ اس تعمیر کا انداز ترکی عمارت سے ملتا جلتا ہو۔ مسجد کے حسن و جمال کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ مسجد کی چھت اور قوسوں وغیرہ میں مصنوعی پتھر استعمال کیا گیا ہے تاکہ زمین میں استعمال شدہ پتھر کے ساتھ حسن کا تناسب قائم رہے۔

مینار مسجد نبوی کے پانچ مینار تھے جن میں تین مینار منہدم کر دیے گئے تھے ایک باب الرحمۃ کے پاس والا دوسرا منارہ سلیمانیہ اور منارہ مجیدیہ جو مسجد کے شمالی جانب تھے۔ ان کی بجائے اب دو مینار نئے بنا دیئے گئے ہیں شمالی جانب کے مشرقی اور مغربی کونوں پر۔ دونوں کی بلندی ۷۲ میٹر ہے۔ اب مسجد کے چار مینار ہو گئے ہیں۔



مغربی جانب سے پہلی سعودی توسیع اور سائبان



سائبانوں کا تاریخی نقشہ، جو کھلنے والے سائبان دوسری سعودی توسیع میں شامل ہوگئے

سائبان مسجد کے مغربی جانب

نہ کوئی اضطراب ہے نہ کوئی انتشار ہے
سکون ہی سکون ہے قرار ہی قرار ہے
اگر نگاہ تیز ہے تو دل سرور خیز ہے
ہوا بھی عطر بیز ہے فضا بھی خوشگوار ہے

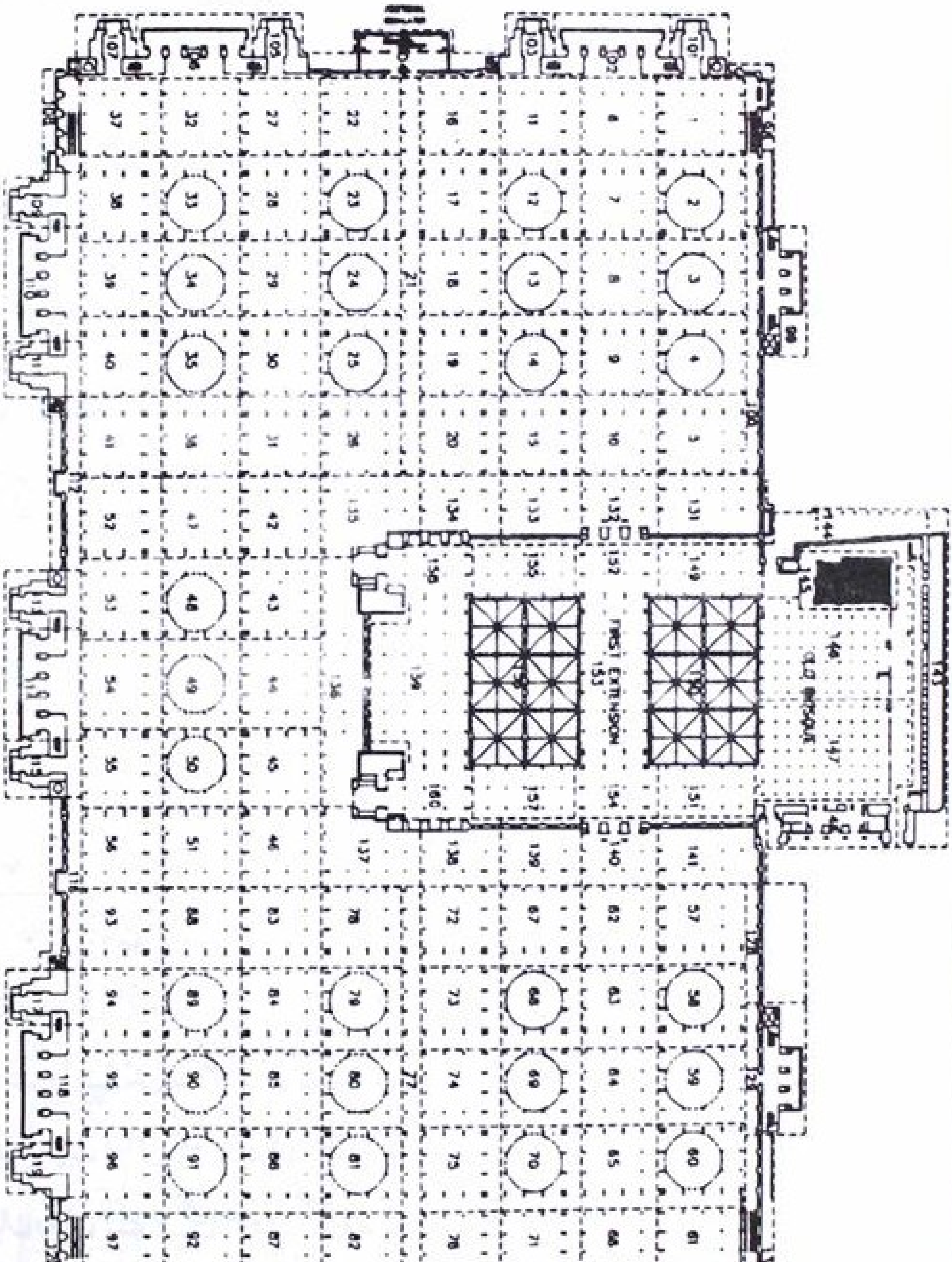
حکومت سعودیہ میں امن وامان کی بحالی اور آمدورفت وقیام کی صورتیں آرام دہ ہو گئیں اس لئے حج وزیارت کرنے والوں کی کثرت ہو گئی اور سعودی توسیع کے باوجود مسجد میں جگہ کم ہونے لگی اس لئے شاہ فیصل مرحوم نے مسجد کی مغربی سمت میں نمازیوں کیلئے جگہ بنانے کا حکم دیدیا لہٰذا ۱۳۹۳ھ میں اس علاقہ کے بازار اور مکانات کو پچاس ملین ریال معاوضہ دیکر جگہ حاصل کر لی گئی اور مسجد کی عمارت کی بجائے پینتیس ہزار مربع میٹر جگہ میں پختہ سائبان لگا دیئے گئے تاکہ پانچو قتہ نماز باجماعت کی ادائیگی میں لوگ شامل ہو سکیں (ان سائبانوں میں روشنی اور پنکھوں کا انتظام کر دیا گیا) یہ سائبان مکتبہ ملک عبدالعزیز کے بالمقابل نفق المناخہ تک پھیلے ہوئے تھے اور توسیع دوم حکومت سعودیہ تک باقی رہے۔

دوسری سعودی توسیع (از ۱۴۰۵ھ تا ۱۴۱۴ھ ۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۴ء)

خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ کو مدینۃ الرسول ﷺ سے خاص لگاؤ رہا ہے اور ان کی عقیدت کی اعلیٰ ترین صورت یہ مسجد نبوی کی توسیع ہے جو مسجد شریف کے اردگرد کی تمام عمارات کو اپنے میں مدغم کر گئی ہے۔ اور دنیا کے ہر حصہ میں مسلمانوں کیلئے باعث فخر وخوشی بن گئی ہے۔ مسجد شریف کی اس تعمیر سے عمارت کی عظمت اور حسن وخوبی واضح طور پر عیاں ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان وبیان سے جو بھی تصویر کھینچی جائے وہ اس کی عظمت کو ظاہر کرنے سے قاصر ہے جو زیارت کنندہ اس کی خوبیوں کو دیکھ کر محسوس کر سکتا ہے۔

توسیع و تعمیر خادم الحرمین الشریفین

شاہ عبدالعزیز آل سعود کے دور سے ہی مسجد شریف کی توسیع کا سلسلہ جاری رہا ہے اور شاہ فہد نے جو توسیع کا کام کیا ہے یہ اسی کا مسلسل عمل ہے۔ اس توسیع کا مقصد یہ تھا کہ آئندہ صدیوں تک نمازیوں اور زائرین کے لئے یہ توسیع کافی ہو خصوصاً ماہ



دوسری سعودی توسیع کے بعد مسجد کا نقشہ اور گنبدوں کی نشاندہی

رمضان اور ایّام حج میں۔ اور پھر ہر قسم کے آرام وراحت کا انتظام بھی زائرین کیلئے مہیا کیا گیا ہے۔ جس میں مختلف موسمی حالات کا خیال رکھا گیا۔ قابل ذکر تفصیلات آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیجئے گا۔

سنگ بنیاد بروز جمعہ ۹ صفر ۱۴۰۵ھ کو شاہ فہد بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے اس توسیع کا سنگ بنیاد رکھا جس پر بسم اللہ کے الفاظ کندہ ہیں۔ جو اس وقت باب السلام کے دائیں طرف اور مقصورہ کے مغربی دروازہ کے قریب نصب ہے اس کے ساتھ ایک پتھر کے تختہ پر یہ الفاظ کندہ ہیں۔ ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ﴾ صَدَقَ اللهُ الْعَظِيْمِ بِفَضْلِ اللهِ تَعالىٰ تَشَرَّفَ خَادِمُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ الْمَلِكُ فَهَدُ بْنِ عبد العزيز آل سعود حفظه الله بوضع حجر الاساس لمشروع توسعة و عمارة المسجد النبوى الشريف (التوسعة السعودية الثانية) فى يوم الجمعة ١٤٠٥/٢/٩ھ الموافق ١٩٨٤/١١/٢م۔ ❶

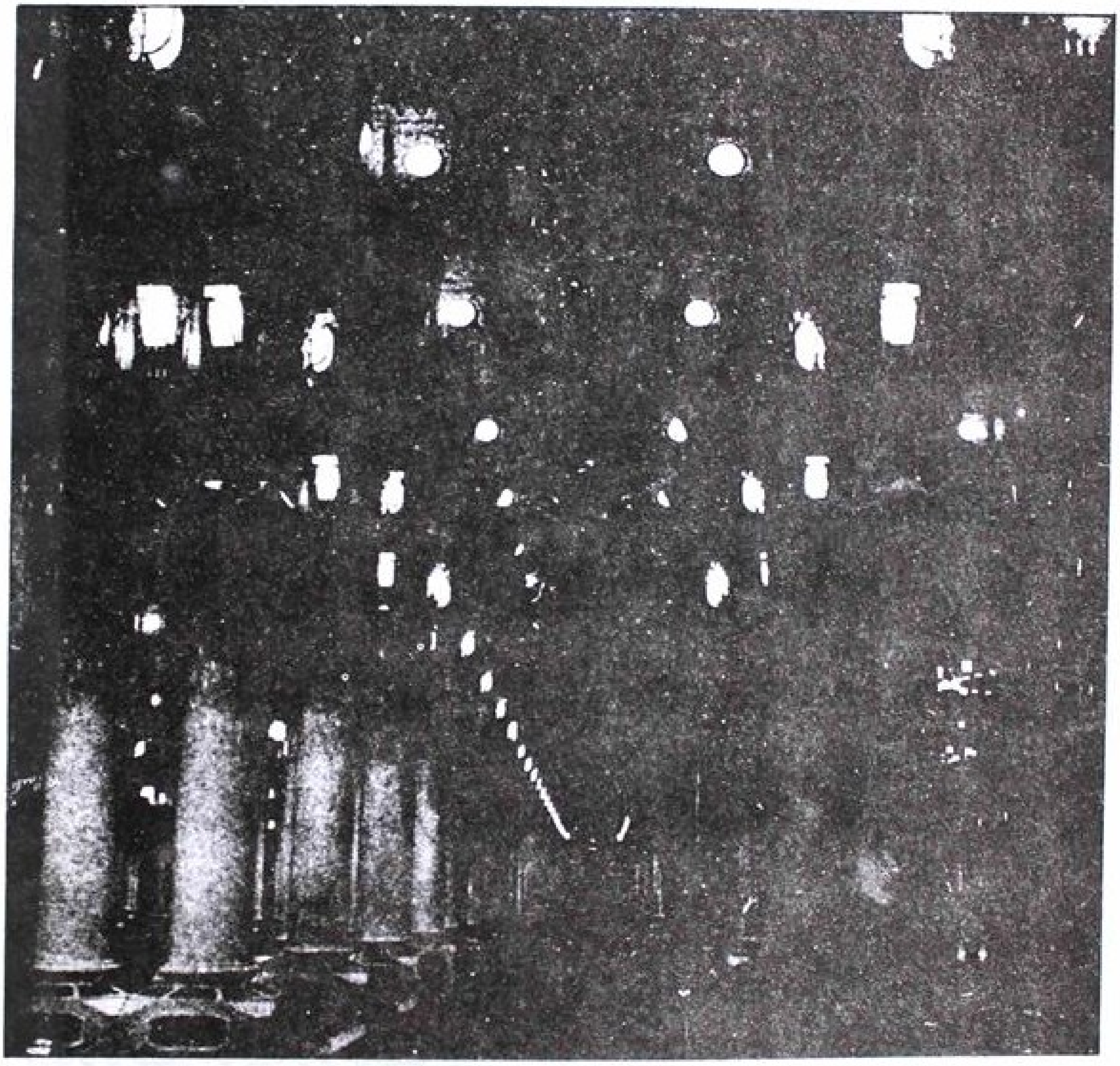
ابتداء تعمیر و تکمیل خادم حرمین شریفین نے بنفس نفیس اس بابرکت کام میں حصہ لیتے ہوئے نقشوں پر غور و خوض کیا اور مجلس شاہی کے اراکین میں سے جو جس کام کے قابل تھا اسے وہ کام سونپا۔ باقاعدہ کام محرم الحرام ۱۴۰۶ھ میں شروع ہو کر ۱۴۱۴ھ میں اختتام پذیر ہوا جبکہ خادم الحرمین الشریفین نے عمارت کی آخری اینٹ نصب کی جو اس وقت باب النساء کے متصل اڑتیس نمبر دروازہ باب بلال اور باب نساء کے درمیان نصب ہے اور اس پر یہ عبارت کندہ ہے بسم الله وعلى بركة الله وتاسيا برسول الله سيدنا محمد ﷺ قام خادم الحرمين الشريفين الملك فهدبن عبدالعزيز آل سعود بوضع آخرلبنة يوم الجمعة ١٤١٤/١١/٤ الموافق ١٩٩٤/٤/١٥م فى توسعة مسجد رسول الله ﷺ خدمة للاسلام والمسلمين والحمد لله رب العلمين.

وصف عام توسیع و تعمیر خادم حرمین شریفین سے مراد وہ عظیم عمارت ہے جو پہلی سعودی توسیع کو تین اطراف سے گھیرے ہوئے ہے جو مشرق کی طرف سے باب النساء کے برابر سے شروع

---

❶ دسویں بحث کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا: "الرحاب الطاهرة۔ هذه بلادنا۔ مسيرة الخير والعطاء۔ توسعة وعمارة الحرمين الشريفين۔ تقارير فنية (بن لادن)" وغیرہ

ہو کر شمالی جانب کے آخر تک چلی گئی ہے اسی طرف مغرب میں باب الرحمۃ کے برابر سے شروع ہو کر شمال کے آخر تک چلی گئی ہے۔ مسجد کا اگلا حصہ اپنی پرانی وضع و شکل میں اسی طرح باقی رکھا گیا تا کہ



ستونوں کی خوبصورت رو

ترکی عمارت کی یادگار قائم رہے۔ ستون، چھت، دالان اور سجاوٹیں بعینہ اسی طرح بنائی گئیں ہیں کہ سعودیہ کی پہلی توسیع سے تناسب باقی رہے اور مختلف شکل و صورت نہ محسوس ہو۔ بیرونی دیواروں کو منہدم کر کے چھتوں کو اس طرح جوڑ دیا گیا کہ ان میں اکائی پیدا ہو گئی ہے۔ اور دالانوں میں یکسانی محسوس ہوتی ہے بیرونی دیواروں پر گرانائیٹ پتھر لگا دیا گیا ہے۔

اس توسیع میں چھ جدید میناروں کا اضافہ کر دیا گیا جو سعودیہ کی پہلی توسیع کے دونوں میناروں

جیسے ہیں ان میں بھی ان سے یکتائی پائی جاتی ہے۔ اور نچلے حصے پر گرانائیٹ پتھر لگادیا گیا ہے۔ یہ عمارت تہہ خانہ، گراؤنڈ فلور اور چھت پر مشتمل ہے۔ ہر حصّہ میں آمدورفت کے لئے اور اس سے استفادہ کے لئے مناسب راستے مہیا کیے گئے ہیں۔

اس توسیعی عمارت میں متعدد ضروری انتظامی سلسلے موجود ہیں مثلاً نگرانی کیلئے ٹیلویژن کیمرے بجلی کا نظام دائمی واحتیاطی، جدید قسم کا آگ بجھانے کا نظام، پینے کے صاف پانی کے ذخیرے اور لائینیں اور نکاسی آب کا نظام، امام کی آواز کو مسجد کے ہر حصّہ میں ایک جیسا پہنچانے کا نظام جس کے لئے چھوٹے چھوٹے سپیکر ایک جیسے فاصلہ میں فٹ ہیں اور صاف آواز پہنچانے کے ضامن ہیں، ان میں آواز ایک دوسرے سے ٹکراتی نہیں۔ اور ان کو پیتل کے تاجوں کے اندر چھپادیا گیا ہے جو ستونوں کے اوپر کے حصہ پر بنے ہوئے ہیں لہذا کوئی انہیں دیکھ نہیں پاتا۔ یہ سارا نظام تہ خانہ سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اور اسے بہترین کاریگر اور صاحب فن لوگ چلاتے ہیں۔ آگے ان کی تفصیلات ملاحظہ کیجئے۔

گراؤنڈ فلور یہ توسیعی عمارت کا بہت بڑا حصّہ ہے۔ جو بیاسی ہزار مربع میٹر پر پھیلا ہوا ہے اس کا فرش سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ اس کی بلندی ۱۲ میٹر ہے اس حصہ میں دو ہزار ایک سو چار ستون ہیں۔ ایک ستون سے دوسرے تک چھ میٹر کا فاصلہ ہے۔ تاکہ ان میں ۶×۶ میٹر کے صحن بن جائیں لیکن جن حصوں کے اوپر قبے ہیں ان کا فاصلہ ۱۸×۱۸ میٹر ہے۔ اور اس حصّہ میں ستون ۱۸ میٹر کے فاصلہ پر ہیں۔ جدید توسیع میں اس آخری قسم کی کھلی جگہیں ۲۷ ہیں جو متحرک گنبدوں سے ڈھانپی ہوئی ہیں۔ تاکہ بوقت ضرورت ہوا اور روشنی حاصل کی جاسکے۔ گراؤنڈ فلور پر جو ستون ہیں ان کی ڈاٹوں تک بلندی ۶، ۵ میٹر ہے۔ ڈاٹوں کی کل تعداد ۳۸۱۲ ہے۔ ان ستونوں پر سفید پتھر گولائی میں لگایا گیا ہے۔ ستونوں کے اوپر پیتل کے تاج ہیں اور ان کے پائے ہندسی اشکال کے پتھر سے سجائے گئے ہیں۔ یہ پتھر ایک مخصوص قسم کے ہیں جن میں مسامات ہیں جو رطوبت کو محفوظ رکھتے ہیں اور اٹلی و اسپین سے درآمد کئے گئے ہیں۔

مسجد نبوی شریف کی سب سے بڑی توسیع یہ بیان ہو چکا ہے کہ قبلہ کی جانب ترکی عمارت کا موجودہ مسقف حصّہ ۴۰۵۶ مربع میٹر ہے اور پہلی حکومت سعودیہ کی توسیع ۱۲۲۷۰ مربع میٹر ہے یہ کل ۱۶۳۲۶ مربع میٹر رقبہ بنتا ہے اور اس میں ۲۸۰۰۰ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔

چھت کا کل رقبہ ۶۷۰۰۰ مربع میٹر ہے۔ اس میں سے گنبدوں نے ۸۷۵۰ مربع میٹر جگہ روک رکھی ہے باقی حصہ ۵۸۲۵۰ رہ گیا جس میں بوقت ضرورت ۹۰۰۰۰ نمازیوں کی گنجائش نکل آتی ہے۔ گراؤنڈ فلور اور چھت پر ۱۵۶۵۷۶ مربع میٹر جگہ میسر آجاتی ہے جس میں دولاکھ اڑسٹھ ہزار (۲۶۸۰۰۰) نمازی سجدہ ریز ہو سکتے ہیں۔ یعنی پہلی توسیع میں جتنے نمازیوں کی گنجائش تھی اس سے نوگنا نمازیوں کیلئے جگہ میسر آگئی۔ اس طرح یہ تاریخ کی سب سے عظیم توسیع ہو گئی ہے۔

مسجد نبوی کے اردگرد ٹھنڈے فرش کا صحن ہے جو دولاکھ پینتیس ہزار مربع میٹر ہے اس میں سے ایک لاکھ پینتیس ہزار مربع میٹر نماز کیلئے استعمال ہو سکتا ہے جس میں چار لاکھ تیس ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں اس طرح مسجد اور اس کے متعلقات میں چھ لاکھ اٹھانوے ہزار نمازیوں کیلئے گنجائش مہیا ہو گئی ہے۔

مستورات کیلئے نماز کی جگہ

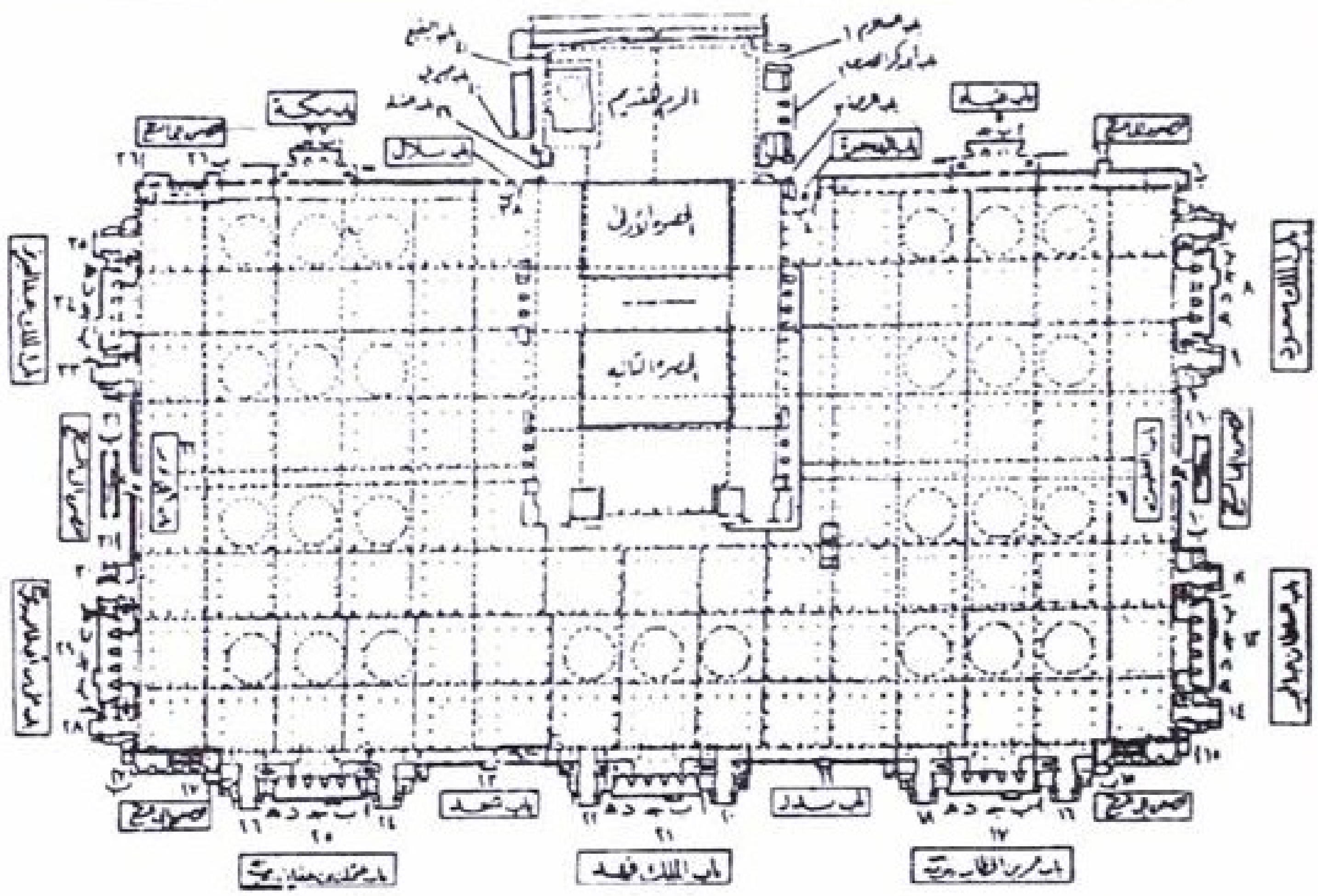
عورتوں مردوں کا آپس میں اختلاط چونکہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اس لئے مسجد کے مشرقی شمالی جانب میں سولہ ہزار میٹر مربع جگہ مخصوص کر دی گئی ہے اور مغربی شمالی جانب میں آٹھ ہزار مربع میٹر۔ یہ جگہ ہر وقت عورتوں کے نماز کی ادائیگی کیلئے کام دیتی ہے اور جب اژدحام اور بھیڑ کا موقع ہو تو یہ رقبہ مزید بڑھ جاتا ہے اندرونی مسقف حصہ میں مردوں اور عورتوں کے درمیان دیوار سے پردہ بنا دیا گیا ہے۔ جیسے کہ مسجد میں جانے کے لئے ان کے دروازے بھی جُدا ہیں۔ جن کے نمبر حسب ذیل ہیں :

۱۳۔۱۴۔۱۶۔۱۷۔۲۳۔۲۴۔۲۵۔۲۶۔۲۸۔۲۹۔۳۰

مسجد کے دروازے

توسیع کرتے ہوئے مسجد میں داخلہ کیلئے کافی دروازے رکھ دیے گئے ہیں تاکہ آنے جانے والوں کا اژدحام نہ ہو۔ مسجد نبوی شریف کے پہلے گیارہ دروازے جن میں سے بعض اسوقت توسیعی عمارت کے اندر آچکے ہیں یعنی باب ملک سعودؒ۔ باب عمرؓ۔ باب عبدالمجیدؒ، باب عثمانؓ اور باب ملک عبدالعزیزؒ۔ باقی دروازے نمبروں کے تسلسل میں توسیع کے دروازوں میں شامل ہو گئے جن کی ابتداء باب السلام سے ہوتی ہے۔ اس طرح کل اکتالیس دروازے ہیں۔ بعض کا ایک دروازہ، بعض کے دو، بعض کے تین اور کہیں پانچ دروازوں کا راستہ ہے۔ اس طرح دروازوں کی مجموعی تعداد پچاسی ہو جاتی

ہے بعض دروازے صرف گراؤنڈ فلور کے لئے ہیں بعض چھت کو جانے کیلئے جبکہ بعض دروازے گروانڈ فلور اور چھت دونوں کو جاتے ہیں۔ بعض دروازوں سے عام سیڑھیاں اوپر جاتی ہیں اور بعض سے الیکٹرک خودکار سیڑھیاں مردوں اور عورتوں کیلئے جدا جدا دروازے ہیں۔ بعض دروازوں کے پہلو میں مسجد کے معاملات کے سلسلہ میں دفاتر ہیں۔ اب بالترتیب سب دروازوں کی کیفیت اور ان کے نام ملاحظہ کریں۔



دوسری سعودی توسیع کے بعد دروازوں کا نام اور محل وقوع

(١) باب السلام، اس کا ایک ہی دروازہ ہے اور یہ ترکی عمارت میں واقع ہے۔

(٢) باب الصدیق، اس کے تین متصل دروازے ہیں یہ بھی ترکی عمارت کی یادگار ہیں۔ اور اس کے تیسرے دروازے کے پہلو میں پولیس کا دفتر ہے۔

(٣) باب الرحمت، اس کا ایک دروازہ ہے یہ بھی ترکی عمارت کا حصہ ہے۔

(٤) اس کے دو دروازے ہیں (ا۔ب) اس کا نام باب ہجرت رکھا گیا۔

(٥) اس میں ایک دوسرے سے متصل تین دروازے ہیں (ا۔ب۔ج) اور دائیں بائیں دروازوں

میں عام قسم کی سیڑھیاں ہیں جو چھت پر جاتی ہیں۔اس کا نام باب قبا ہے۔

(٦) اس میں دو دروازے ہیں (ا۔ب) جن میں خودکار الیکٹرک سیڑھیاں چھت کو جاتی ہیں۔اور یہ جنوبی جانب کا آخری دروازہ ہے۔

(٧) صرف ایک ہی دروازہ ہے۔

(٨) اس میں پانچ متصل دروازے ہیں (ا۔ب۔ج۔د۔ھ) اور دو میں عام سیڑھیاں چھت کو جاتی ہیں۔

(٩) صرف ایک دروازہ ہے۔دروازہ نمبر ٧، ٨ اور ٩ کا نام باب ملک سعود ہے۔دروازہ نمبر ٩ سے ملحق دو لفٹیں ہیں جن کے ذریعہ چھت پر نماز پڑھنے والوں کیلئے قالین اور پانی وغیرہ اوپر لیجایا جاتا ہے۔

(١٠) اس میں دو دروازے ہیں (ا۔ب) اور خودکار الیکٹرک سیڑھیاں ہیں تاکہ توسیعی چھت پر جایا جاسکے۔

(١١) اس میں دو دروازے ہیں (ا۔ب) اس کا نام باب العقیق ہے۔

(١٢) اس میں صرف ایک دروازہ ہے۔

(١٣) اس میں پانچ متصل دروازے ہیں جو عورتوں کے لئے مخصوص ہیں۔پہلے اور پانچویں میں عام سیڑھیاں۔عورتوں کیلئے اوپر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ان سے کام نہیں لیا جاتا۔

(١٤) ایک ہی دروازہ ہے جس کے پہلو میں کچھ دفاتر ہیں دروازہ نمبر ١٢، ١٣ اور ١٤ کا نام باب سلطان عبد المجید ہے۔

(١٥) دو دروازوں پر مشتمل ہے (ا۔ب) جس میں خودکار الیکٹرک سیڑھیاں ہیں۔

(١٦) صرف ایک دروازہ ہے۔

(١٧) اس میں پانچ متصل دروازے ہیں جو عورتوں کے لئے مخصوص ہیں پہلے اور پانچویں میں عام سیڑھیاں ہیں جن کا استعمال بند ہے۔

(١٨) ایک ہی دروازہ ہے۔دروازہ نمبر ١٦، ١٧ اور ١٨ کا نام باب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہے۔

(١٩) ایک ہی دروازہ ہے اسکا نام باب بدر ہے۔

(٢٠) ایک ہی دروازہ ہے

(٢١) اس کے متصل پانچ دروازے ہیں اس کا نام باب الملک فہد بن عبد العزیز ہے اس راستہ کے اوپر سات کنکریٹ کے گنبد ہیں اور اسکے دونوں اطراف میں دو مینار جو ایک سو چار میٹر بلند ہیں۔ پہلے اور پانچویں دروازے میں چھت پر جانے کیلئے معمول کی سیڑھیاں ہیں۔

(٢٢) اس کا ایک ہی دروازہ ہے دروازہ نمبر ٢٠، ٢١ اور ٢٢ کا نام باب ملک فہد ہے۔

(٢٣) اس کا ایک ہی دروازہ ہے جو مستورات کیلئے مخصوص ہے اس کا نام باب احد ہے۔

(٢٤) اس کا بھی ایک ہی دروازہ ہے جو عورتوں کیلئے مخصوص ہے۔

(٢٥) اس میں پانچ متصل دروازے عورتوں کیلئے مخصوص ہیں۔ جن میں پہلے اور پانچویں دروازے میں غیر مستعمل سیڑھیاں ہیں۔

(٢٦) اس میں صرف ایک دروازہ ہے دروازہ نمبر ٢٤، ٢٥ اور ٢٦ کا نام باب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہے۔

(٢٧) اس میں دو دروازے ہیں جو شمالی حصہ کے آخری دروازے ہیں اور ان میں خودکار الیکٹرک سیڑھیاں ہیں۔

(٢٨) اس میں صرف ایک دروازہ ہے جو مستورات کیلئے مخصوص ہے۔

(٢٩) اس میں پانچ متصل دروازے ہیں جو مستورات کیلئے مخصوص ہیں۔ پہلے اور پانچویں دروازے میں غیر مستعمل سیڑھیاں ہیں

(٣٠) اس میں ایک ہی دروازہ ہے جو عورتوں کیلئے مخصوص ہے دروازہ نمبر ٢٨، ٢٩ اور ٣٠ کا نام باب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے۔

(٣١) اس میں دو دروازے ہیں جن میں خودکار الیکٹرک سیڑھیاں اوپر جانے کے لئے ہیں۔ اس سے ملحق دو لفٹیں ہیں جن کے ذریعے چھت پر نماز پڑھنے والوں کیلئے قالین اور پانی وغیرہ پہنچایا جاتا ہے۔

(٣٢) اس میں دو دروازے ہیں (ا۔ب) اس کا نام باب ابو ذر رضی اللہ عنہ ہے۔

(٣٣) ایک دروازہ ہے جس میں حرم پولیس کا دفتر ہے۔

(٣٤) اس میں پانچ دروازے ہیں جو متصل ہیں پہلے اور پانچویں میں معمول کی سیڑھیاں ہیں۔

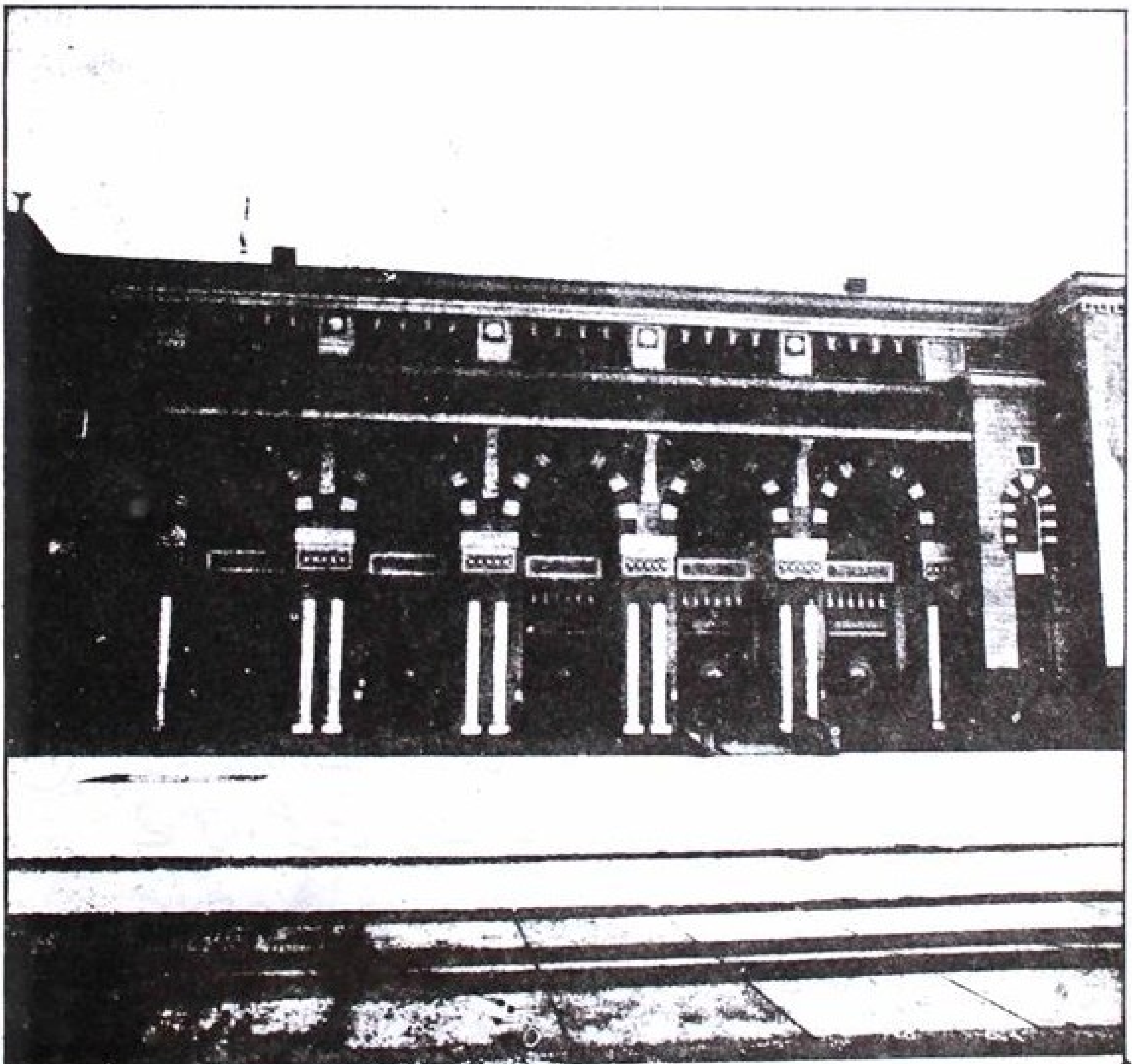
(٣٥) اس میں صرف ایک ہی دروازہ ہے۔ دروازہ نمبر ۳۳، ۳۴ اور ۳۵ کا نام باب ملک عبدالعزیز ہے۔

(٣٦) اس میں دو دروازے ہیں جن میں خودکار الیکٹرانک سیڑھیاں ہیں۔

(٣٧) اس میں تین دروازے ہیں جو متصل ہیں اور دائیں بائیں دروازوں میں معمول کی سیڑھیاں ہیں۔ اس کا نام باب مکہ ہے۔

(٣٨) اس میں دو دروازے ہیں۔ (ا۔ب) اس کا نام باب بلال رضی اللہ عنہ ہے۔

(٣٩) باب النساء، جو ترکی تعمیرات کی یادگار ہے۔



دوسری سعودی توسیع میں باب عبدالعزیز کے پانچ دروازے

(۴۰) باب جبریل، یہ بھی ترکی تعمیرات کی تاریخی یادگار ہے۔

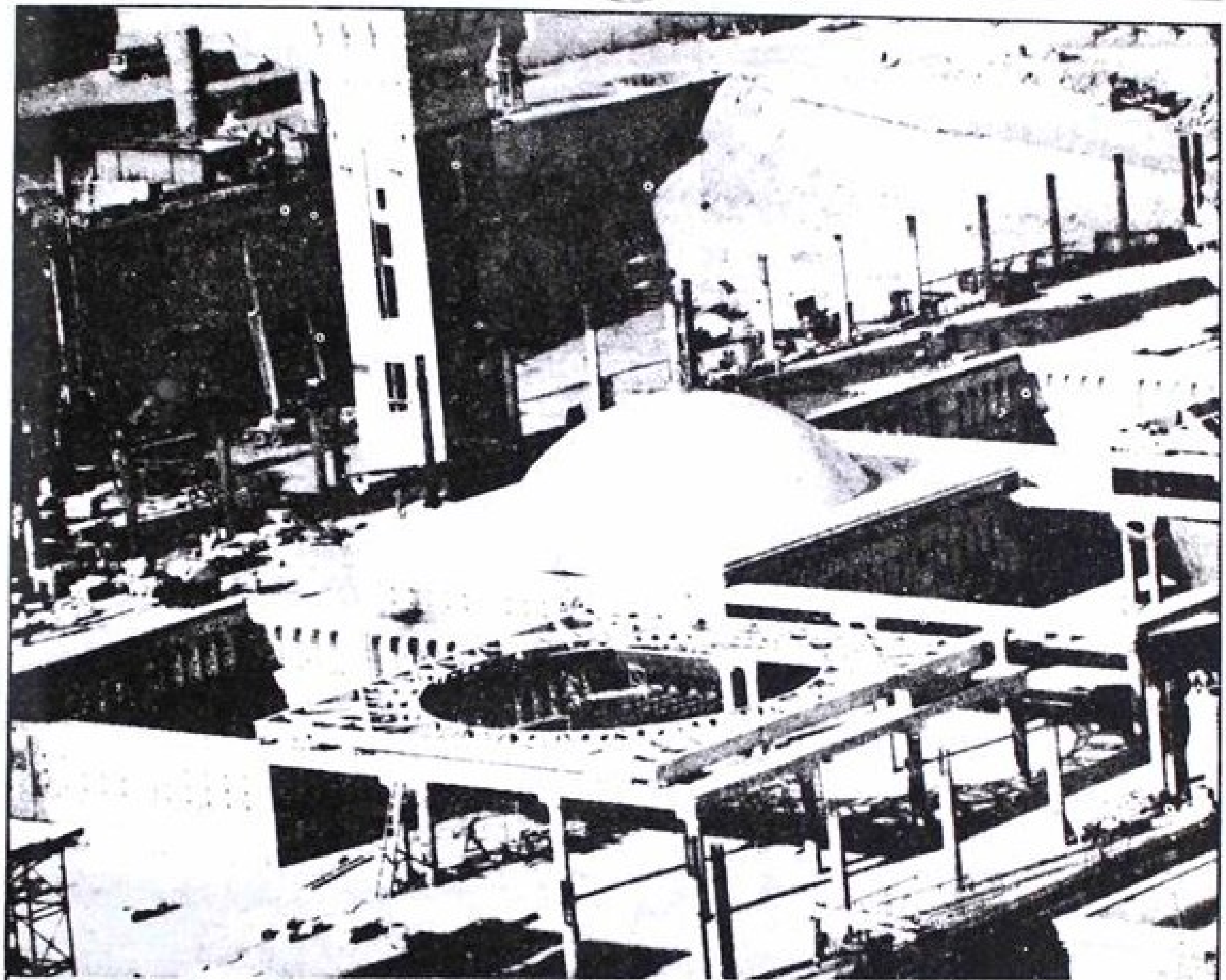
(۴۱) باب البقیع، ایک ہی دروازہ ہے یہ مشرقی جانب میں مسجد نبوی شریف کا آخری دروازہ ہے یہ ۱۴۰۸ھ میں کھولا گیا۔

کبھی تک کے در کو کھڑے رہے کبھی آہ بھر کے چلے گئے
ترے کوچے میں جو ہم آئے ہیں تو ٹھہر ٹھہر کے چلے گئے

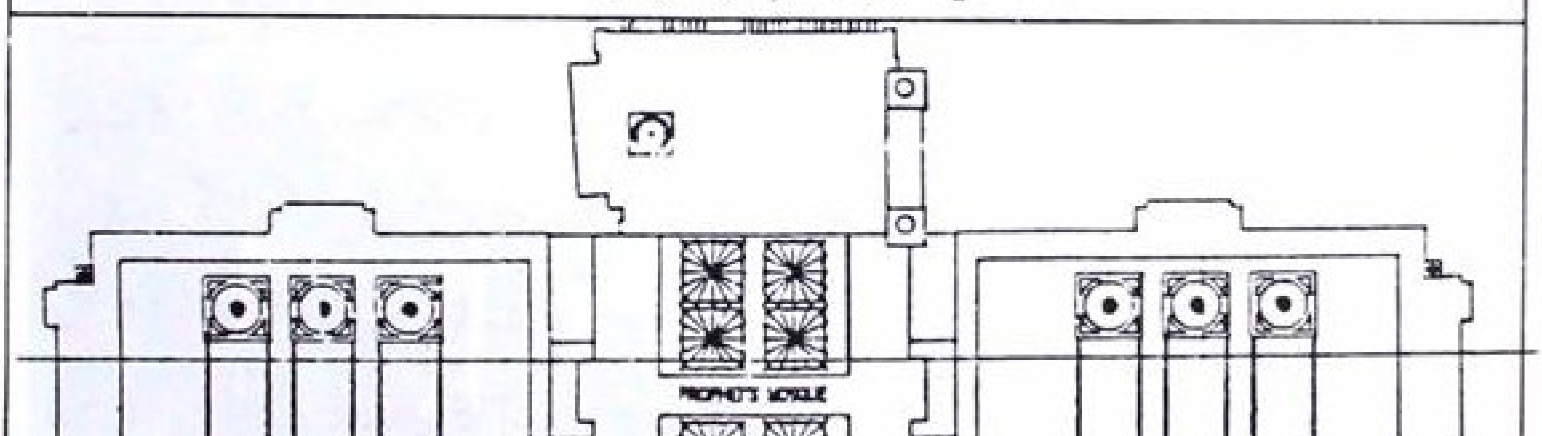
دروازوں کی بناوٹ یہ سب دروازے کنکریٹ سے تعمیر کیے گئے ہیں اندرونی حصہ میں سنگ مرمر اور بیرونی میں گرانائٹ پتھر لگایا گیا ہے ان میں لکڑی کے دروازے ہیں جو عرض میں ۳ میٹر اور طول میں چھ میٹر ہیں۔ عزیزی لکڑی استعمال کی گئی ہے جو سوڈان سے درآمد کی گئی ہے۔ اس پر پیتل چڑھا ہوا ہے ہر دروازہ کے درمیان میں لفظ "محمد ﷺ" لکھا ہوا ہے ہر دروازہ کے اوپر پتھر کی تختی پر "اُدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِيْنَ" کندہ ہے۔

یہ بتلا دینا مناسب ہے کہ جن راستوں میں خود کار سیڑھیاں ہیں ان کے دروازے عام دروازوں سے نسبتاً چھوٹے ہیں۔

متحرک گنبد قدرتی ہوا اور روشنی سے استفادہ کے لئے گراؤنڈ فلور پر چھت میں کھلی جگہ رکھی گئی ہے جو ضرورت کے مطابق کھولی اور بند کی جاسکتی ہے ان پر بڑے بڑے متحرک گنبد ہیں۔ جو فولادی لائنوں پر پھسل کر آگے پیچھے ہو سکتے ہیں جدید عمارت پر یہ ستائیس کی تعداد میں ہیں۔ اور ہر گنبد کے نیچے ۱۸×۱۸ میٹر رقبہ آجاتا ہے یہ گنبد توسیعی چھت سے ۳،۵۵ میٹر اونچا ہے اور نچلے فرش سے ۱۶،۶۵ میٹر بلند ہے۔ گنبد کا اندرونی نصف قطر ۷،۳۵ میٹر ہے اور ۳۲۴ مربع میٹر جگہ پر سایہ کرتا ہے۔ گنبد کا کل وزن ۸۰ ٹن ہے جس میں ۴۰ ٹن فولادی پنجرہ ہے اور ۴۰ ٹن باقی سامان ہے جو اندرونی اور بیرونی حصہ میں استعمال ہوا ہے۔ اندرونی حصہ میں ۲۰ ملی میٹر کے لکڑی کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں جس میں قیقب کی لکڑی استعمال کی گئی ہے۔ اس پر صنوبر مغربی کی ہاتھ نے کھدی ہوئی تختیاں ہیں جن میں بڑے قیمتی پتھر لگائے گئے ہیں جو سنہری کڑیوں سے فٹ کیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ مزید ایسی جگہیں ہیں جن پر سونے کے ورق چڑھائے گئے ہیں۔ ہر گنبد میں ۵، ۲ کیلو گرام سونا استعمال کیا گیا ہے گنبدوں کی سجاوٹ پر کل ۵، ۶۷ کیلو گرام سونا استعمال کیا گیا ہے اور جس حصہ پر سونا لگایا



ایک مکمل اور دوسرا زیر تکمیل گنبد

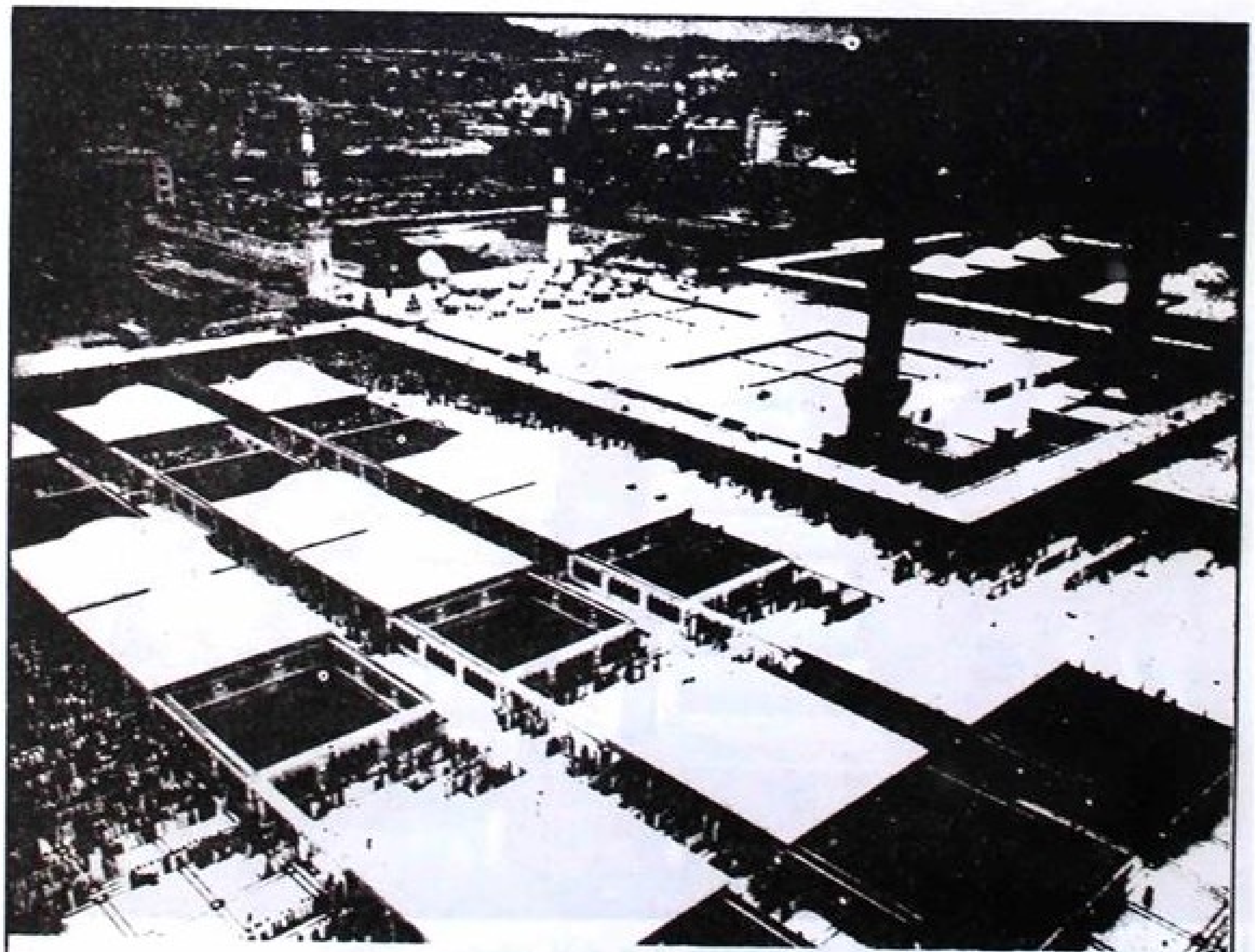


دوسری سعودی توسیع کے بعد مسجد کا نقشہ اور گنبدوں کا محل وقوع

ہے وہ تقریباً ۱۰۰ میٹر ہے۔ مازونیٹ پتھر کے ایک ہزار ٹکڑے سنہری کڑیوں سے فٹ ہیں یہ پتھر کینیا سے درآمد کیا گیا ہے۔ کھدائی کا کام ۱۶۰ میٹر جگہ پر کیا گیا ہے یہ تو ہے اندرونی شکل وصورت۔ رہا بیرونی حصہ تو وہ جرمنی سیرامک سے بنایا گیا ہے جو ۲۵ ملی میٹر گرانائٹ پر استوار کیا گیا ہے۔ گنبد کا چوٹی والا حصہ پیتل کا ہے جس پر سونا چڑھایا گیا ہے۔ یہ گنبد جدید ترین شکل وصورت میں بنائے گئے ہیں اور جدید وقدیم میں تناسب پیدا کرنے کی کامیاب کوشش ہے اور خوبی یہ ہے کہ یہ سب کام مدینہ منورہ کے گردو پیش کی فیکٹریوں میں سرانجام پایا ہے۔

گنبدوں کی تحریک کا نظام

گنبدوں کو کھولنا اور بند کرنا مرکزی کمپیوٹر کے ذریعہ سرانجام پاتا ہے جو بجلی کی طاقت سے چلتا ہے۔ خواہ سب گنبدوں کو حرکت دینا ہو یا کسی ایک کو۔ اور یہ کام ایک منٹ میں سرانجام پا جاتا ہے۔ ویسے ہاتھ سے بھی یہ کام ہو سکتا ہے لیکن اس پر ۳۰ منٹ صرف ہوتے ہیں۔ اسے کھولا جائے تو روشنی اور تازہ ہوا سے موسمی حالات کے مطابق استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ بند

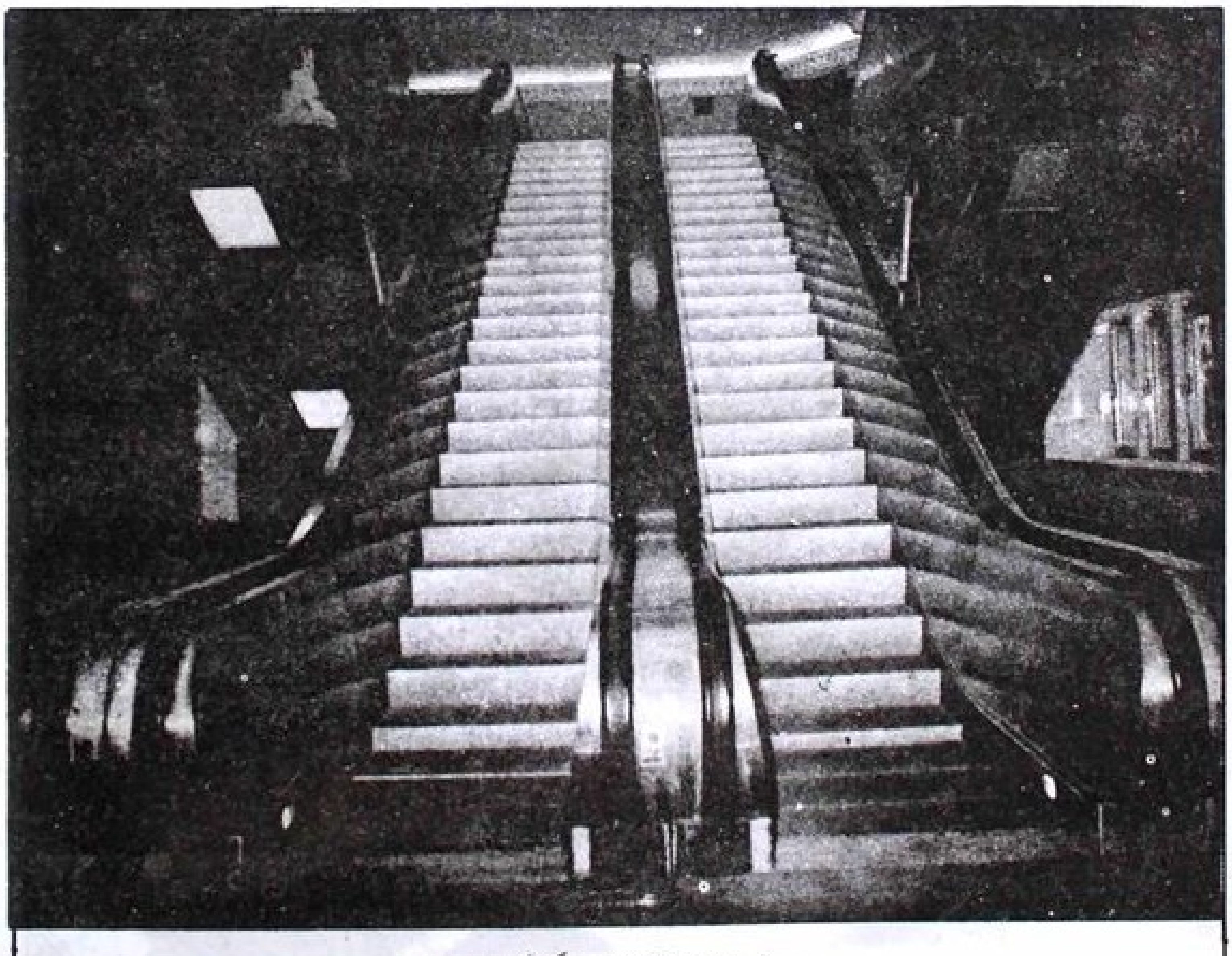


مسجد کی چھت، گنبد کھلے ہوئے ہیں

کرنے کی صورت میں شدید سردی و گرمی اور بارش سے حفاظت ہو سکتی ہے اور مسجد کی اندرونی ائیر کنڈیشنڈ ہوا کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ یہ گنبد چار فولادی پہیوں سے چلتے ہیں۔

ہر پہیہ میں ۲۵ کیلوواٹ بجلی کی طاقت ہے جس سے گنبد کو حرکت دی جا سکتی ہے۔ اور یہ پہیئے فولادی لائنوں پر چلتے ہیں جن پر خاص قسم کا پالش ہے جو زنگ آلود نہیں ہوتا اور چلتے وقت اس میں کسی قسم کی آواز پیدا نہیں ہوتی۔

توسیعی حصہ کی چھت جدید چھت کا کل رقبہ سڑسٹھ ہزار مربع میٹر ۶۷،۰۰۰ ہے جس میں سے ۸۷۵۰ مربع میٹر گنبدوں میں آگیا ہے اور نمازیوں کیلئے ۵۸۲۵۰ مربع میٹر بچتا ہے جس میں نوے ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس چھت پر یونانی سفید پتھر لگایا گیا ہے جسے حرم مکی میں لگا کر دھوپ میں کارآمد ہونے کی صلاحیت آزمائی جا چکی ہے۔ چھت پر ایک دالان بھی ہے جس کا رقبہ گیارہ ہزار (۱۱،۰۰۰) مربع میٹر ہے اور وہ پانچ میٹر اونچا ہے اور توسیعی حصہ کے مغربی، مشرقی، جنوبی اور



دوسری سعودی توسیع میں الیکٹرک سیڑھیاں

شمالی حصہ پر پھیلا ہوا ہے اس کی چھت اور دیوارں میں مصنوعی منقش پتھر لگایا گیا ہے تاکہ توسیعی عمارت سے اس کا تناسب قائم رہے۔ واضح رہے کہ آئندہ بوقت ضرورت پوری چھت پر دوسری منزل بنائی جاسکتی ہے۔

الیکٹرک سیڑھیاں گراؤنڈ فلور میں نمازیوں کو چھت پر لیجانے کے لئے الیکٹرک سیڑھیاں بنائی گئی ہیں جن کی کل تعداد چھ ہے جو مسجد کے چاروں پہلوؤں میں جاری و ساری ہیں اور ۶۔۱۰۔۱۵۔۲۷۔۳۱۔۳۶ نمبر کے دروازوں میں موجود ہیں۔

عام سیڑھیاں نمازیوں کے چھت پر جانے کیلئے اٹھارہ عام سیڑھیاں بھی بنائی گئی ہیں سب کا ذکر راستوں اور دروازوں کے باب میں ہو چکا ہے۔

مینار توسیعی تعمیر میں چھ مینار تعمیر کیے گئے ہیں۔ چار توسیعی عمارت کے چاروں کونوں پر اور دو مرکزی دروازے پر جسے باب الملك فهدبن عبدالعزیز کہا جاتا ہے ہرایک کی بلندی ۱۰۴ میٹر ہے۔ توسیع اول سعودی میں دو مینار ہیں۔ جدید مینار اسی شکل پر تعمیر کیے گئے ہیں، البتہ جدید میناروں کی بلندی قدیم سے ۳۲ میٹر زیادہ ہے۔ ہر مینار کے پانچ حصے ہیں۔ پہلا حصہ مربع شکل کا ہے جس کا ہر پہلو ۵،۵ میٹر کا ہے اور ۲۷ میٹر بلندی ہے۔ اس پر گرانائٹ پتھر لگا ہوا ہے اسکے اوپر چوکور گیلری ہے۔

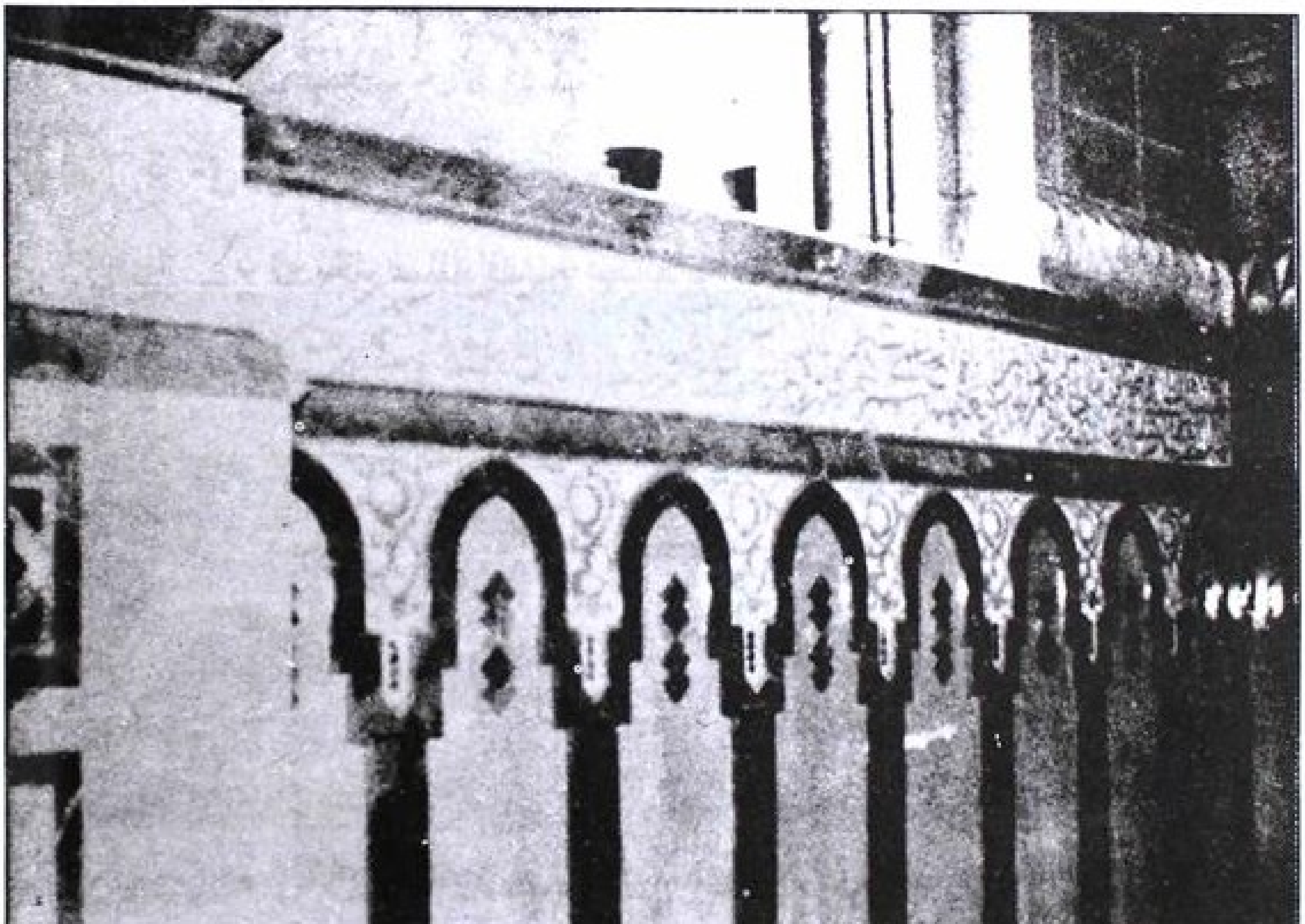
دوسرا حصہ آٹھ پہلو ہے جسکا قطر ۵.۵ میٹر ہے اور بلندی ۲۱ میٹر ہے اس پر رنگین مصنوعی پتھر لگایا گیا ہے اسکے ہر زاویہ پر گول ستون ہے جنکے درمیان لکڑی کی کھڑکیاں (روشندان) ہیں، اس کے اوپر آٹھ پہلو گیلری ہے۔

تیسرا حصہ ستون کی شکل کا ہے۔ اس کا قطر پانچ میٹر ہے اور بلندی ۱۸ میٹر ہے اس میں کوئی روشندان وغیرہ نہیں اس پر گول گیلری ہے۔

چوتھا حصہ بھی ستون کی شکل کا ہے اس کا قطر ۵،۴ میٹر ہے اس پر تین ڈاٹیں ہیں جو سفید پتھر کے ستونوں پر قائم ہیں۔

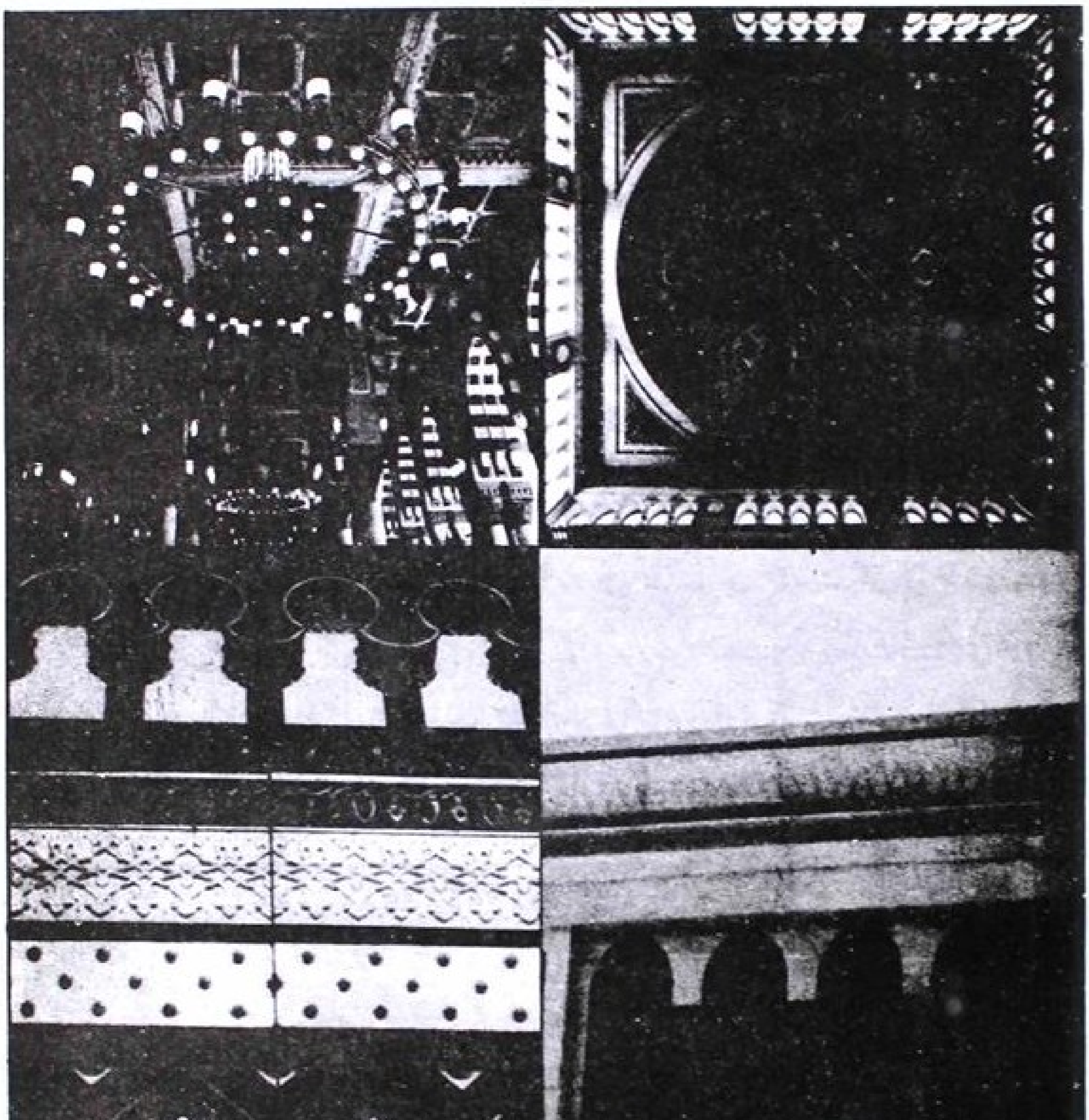
پانچواں حصہ مخروطی شکل کا ہے اور اسکے اوپر بیضوی شکل کا گنبد ہے جس کے اوپر کانسی کا ہلال ہے جس کی لمبائی ۷،۶ میٹر ہے اور وزن تقریباً ساڑھے چار ٹن ہے، جو تانبے کا ہے اور اس پر سونا ۱۴ قیراط چڑھا کر بنایا گیا ہے۔

دیواریں دیواریں دوہری ہیں درمیان کے خالی حصہ میں ستون لوہے کے سریوں سے مسلح ہیں اندرونی دیوار ۳۰ سینٹی میٹر ہے بیرونی دیوار اوپر سے ۳۰ سینٹی میٹر اور نچلے حصہ میں ۴۰ سینٹی میٹر موٹی ہے۔ ساری دیواریں، ڈاٹیں اور چھتیں کنکریٹ کی ہیں جس میں لوہا استعمال کیا گیا ہے۔ چھت کے اندرونی حصہ میں مصنوعی پتھر کے تختے لگائے گئے ہیں جنہیں اس مقصد کے لئے پہلے سے تیار کیا گیا ہے۔ جو گرانائٹ کی بجری اور پاؤڈر اور رنگین و سفید سیمنٹ سے بنائے گئے ہیں۔ اندرونی دیواروں میں رنگین پتھر نچلے حصہ میں تین میٹر تک لگایا گیا ہے ان کے اوپر کی جانب مختلف آیات قرآنیہ لکھی گئی ہیں اور ان کی کھدائی میں جدید ترین انداز استعمال کیا گیا ہے اور ساری توسیعی دیوار پر سید علی اوروی کی خطاطی کا کمال ہے۔



دوسری سعودی توسیع میں دیوار کا اندرونی منظر

سجاوٹیں توسیعی عمارت میں اسی انداز میں سجاوٹ کی گئی ہے جیسا کہ سعودیہ کی پہلی توسیع میں اور اس مناسبت کا لحاظ رکھا گیا ہے تا کہ فن معماری کے ساتھ ساتھ اسکے حسن کا کمال بھی ظاہر



دوسری سعودی توسیع میں سجاوٹوں کے چند نمونے

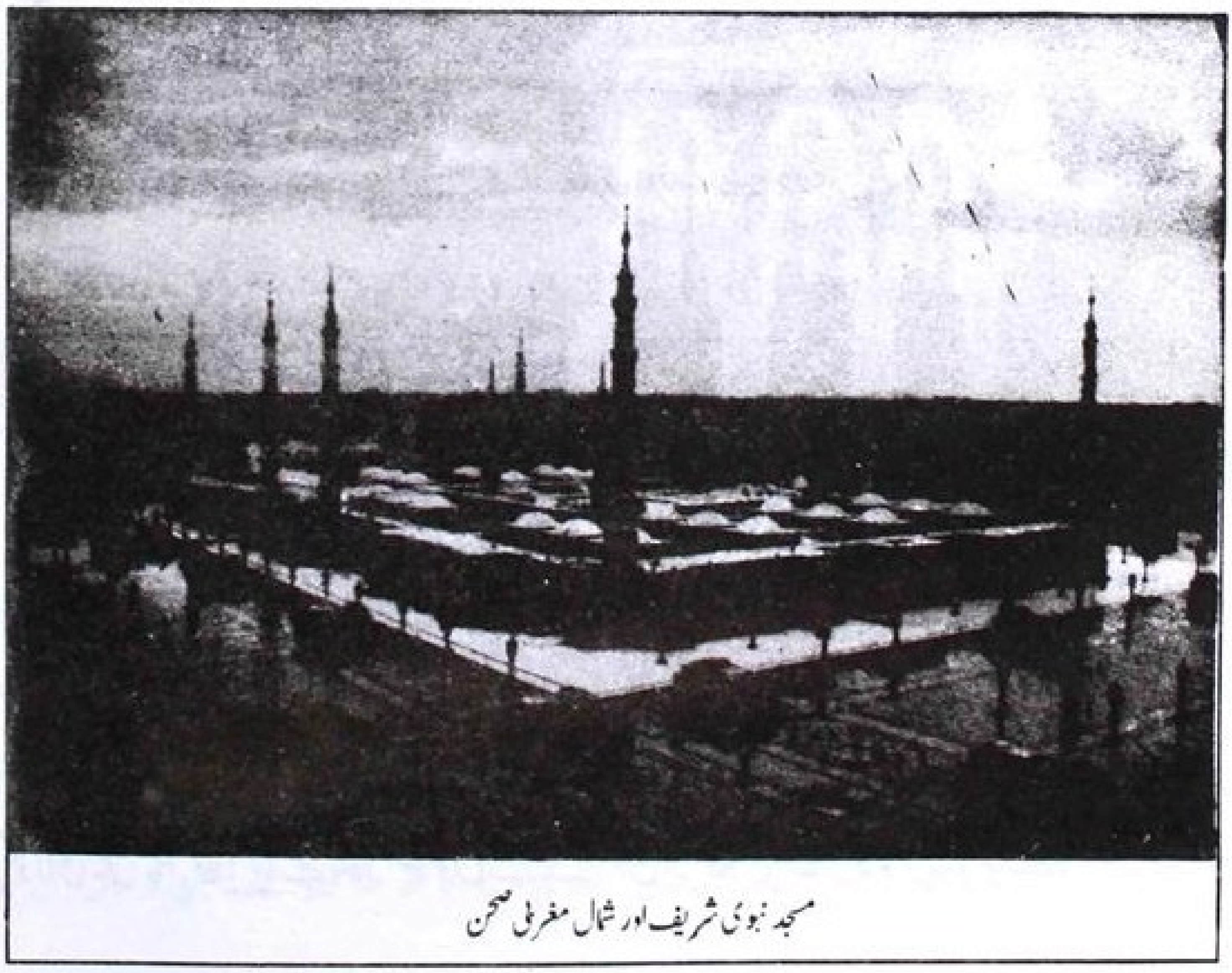
ہو۔ اس سجاوٹ میں دیواروں کے کونوں کی خوبصورتی بیلٹیں، ڈاٹیں، کنارے، مینار، فولادی جھروکے، جالیاں، کھڑکیاں، لکڑی کے دروازے جن پر تانبا پیتل چڑھا ہوا ہے۔ نیز ستونوں کے تاج جن پر سونے کا پالش ہے اور ساہزی اندرونی دیواروں پر رنگین پتھر تین میٹر تک، گول ستون جن پر گولائی میں پتھر لگایا گیا ہے، اور ستونوں کے پائے جن پر سجاوٹی اشکال کا پتھر لگایا گیا ہے۔

جالیاں قدرتی ہوا اور روشنی کیلئے ساری توسیع عمارت کی بیرونی دیوار میں قرو کی لکڑی کی جالیاں نصب کی گئی ہیں۔ جن کے بیرونی حصہ پر ان کی حفاظت کیلئے کانسی کی کھڑکیاں ہیں ان کے اوپر گول جالیاں ہیں جو مصنوعی پتھر اور رنگین شیشہ کی ہیں ہر جالی کے اوپر کی جانب اندر اور باہر مصنوعی پتھر کی تختی نصب ہے جس پر لاالٰہ الااللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ لکھا ہوا ہے۔

مسجد کے صحن

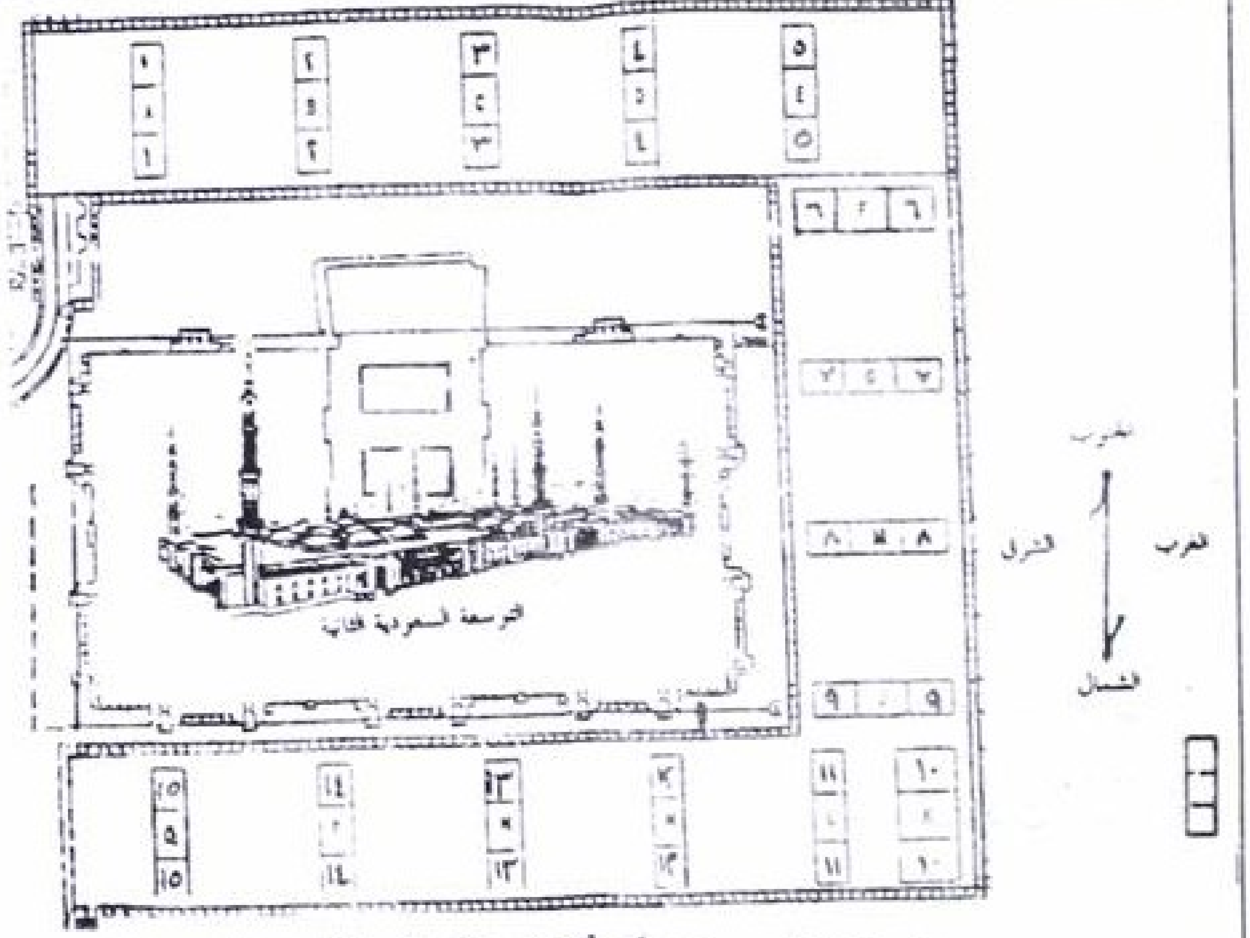
وہ چاندنی راتوں کا منظر وہ صحنِ حرم وہ گنبد و در
جب نور قدم کے جلووں سے معمور فضائیں ہوتی ہیں

توسیع میں مسجد کے گرد کھلا احاطہ ہونا ضروری تھا جسے اس صورت میں بنایا جائے کہ بوقت ضرورت اس میں نماز کی ادائیگی کر سکیں اور مسجد کے دوسرے لوازمات وضروریات کیلئے کافی ہو۔ اسلئے مسجد کے جنوب، شمال اور مغرب میں بہت وسیع صحن رکھا گیا جو دو لاکھ پینتیس ہزار مربع میٹر میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کے ایک حصہ میں سفید ٹھنڈے پتھر کا فرش ہے جو گرم نہیں ہوتا باقی حصہ میں عام پتھر کا



مسجد نبوی شریف اور شمال مغربی صحن

فرش ہے رات کو روشنی کیلئے اس صحن میں ایک سو اکیاون ستون نصب ہیں جن پر گرانائٹ اور مصنوعی پتھر لگایا گیا ہے ان کے اوپر روشنی کے بلب فٹ ہیں اور اس صحن کے ارد گرد ۲۲۷۰ میٹر لمبی دیوار ہے جس میں ہر طرف بڑے بڑے گیٹ ہیں اس صحن میں چار لاکھ تیس ہزار نمازیوں کو سمونے کی گنجائش ہے اس صحن میں زیر زمین چار منزلہ عمارتیں ہیں جس میں طہارت خانے اور وضوخانے ہیں۔ اور زائرین کی سہولت کی خاطر تہ خانہ میں گاڑیاں کھڑی کرنے کیلئے دو منزلہ پارکنگ بنائی گئی ہے۔



مسجد نبوی شریف کے ارد گرد صحن جس کے نیچے پارکنگ اور وضو خانے ہیں

دکانیں اور دفاتر صحن کی جنوبی جانب اسواق الحرم کے نام سے ایک لمبی عمارت بنائی گئی ہے جس میں دکانیں اور دفاتر ہیں اس کی آمدنی مسجد نبوی شریف کیلئے وقف ہے۔

تہ خانہ توسیع کے مختلف انتظامات تہ خانہ میں ہیں جس کا رقبہ بھی گراؤنڈ فلور کی طرح بیاسی ہزار مربع میٹر ہے جس کی چھت چار میٹر سے زیادہ بلند ہے اور اس میں ۲۷ سینٹی میٹر قطر کے دو ہزار پانچ سو چون ستون ہیں۔ سارا فرش سیرامک کا ہے جس پر ایبوکس کا پینٹ کیا ہوا ہے جبکہ ستون اور دیواروں پر ۲،۳۵ میٹر تک سیرامک لگایا گیا اور اوپر کے حصہ پر چھت سمیت پلاسٹک کا روغن کیا گیا ہے۔ تہ خانہ کی تعمیر میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ مسجد شریف کی ضروریات کا پورا نظام اس میں محفوظ

رہے۔ مثلاً ایئر کنڈیشنڈ نظام، پانی کے ٹینک، نکاسی آب کا نظام، آگ بجھانے کا انتظام، ٹھنڈے پانی کے ٹینک، نشریات، روشنی، گنبدوں کی تحریک کا نظام، ٹیلیفون و ٹیلویژن کیمروں کا کنٹرول اور دو کارخانے پینے کے پانی کو ٹھنڈا کرنے کے لئے موجود ہیں۔ اس میں داخلے کے آٹھ راستے ہیں۔

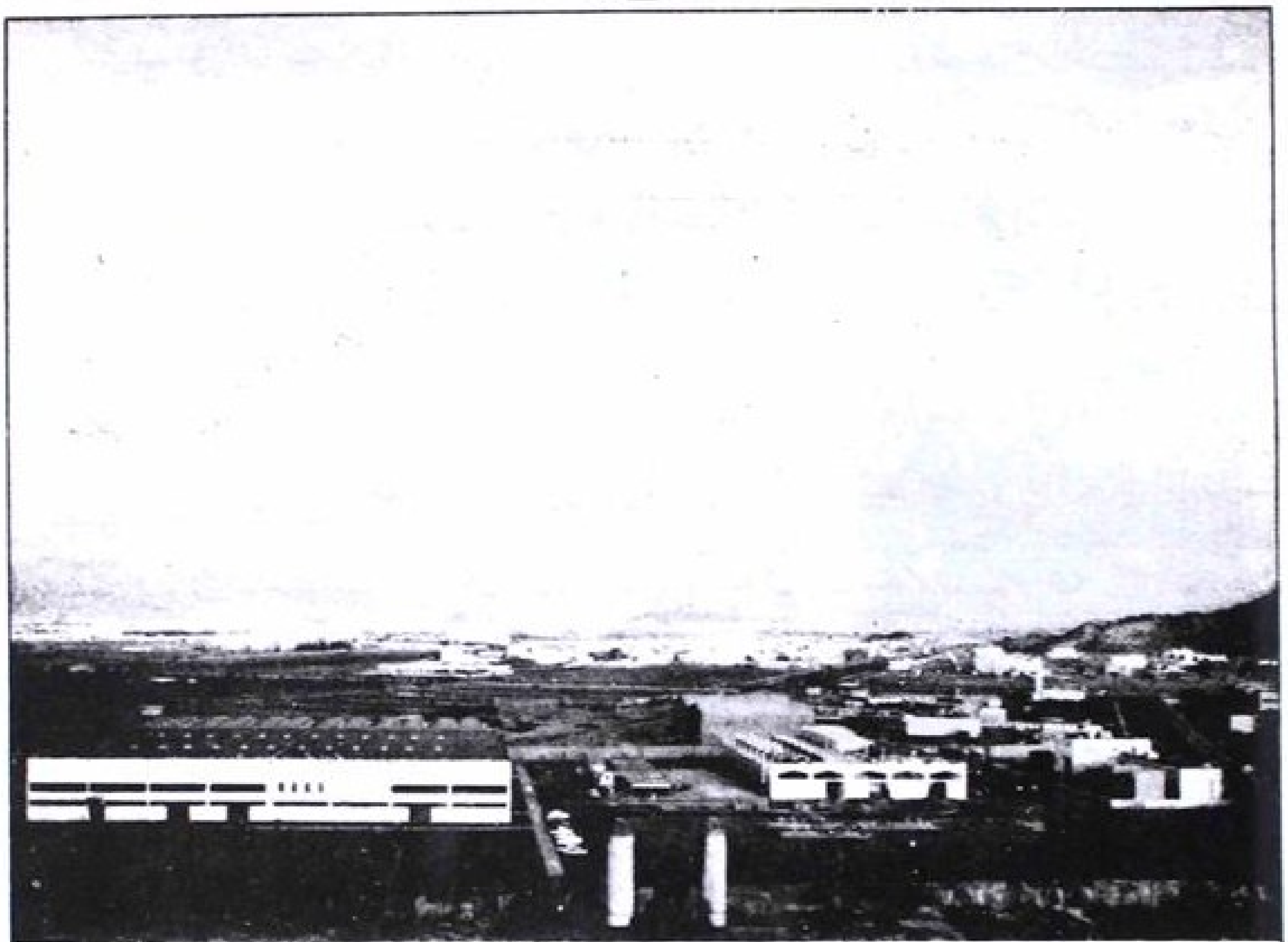
بجلی مسجد شریف کی روشنی کیلئے بجلی کا بہترین انتظام ہے۔ ۶۸ بڑے فانوس اور ایک سو گیارہ چھوٹے فانوس، جو تانبے اور کرسٹل سے بنائے گئے ہیں۔ ۲۰۴۵۰ مرکری ٹیوب ہیں۔ لاؤڈ سپیکر اور الیکٹرانک کنٹرول سسٹم مسجد و متعلقات کی نگہبانی کیلئے ٹیلویژن کیمرے اور روشنی کیلئے بوقت ضرورت چارج شدہ بیٹریوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے اور یہ سب آٹومیٹک ہے۔ آگ لگنے کی اطلاع کا انتظام اور اسے ختم کرنے کا بھی بجلی کے ذریعہ انتظام ہے روشنی کے اجراء و بندش، اسی طرح سپیکر کا نظم یہ سب کچھ توسیع کے تہ خانہ میں ہے بیرونی مسجد اور میناروں پر روشنی کا کنٹرول سسٹم بھی تہ خانہ میں ہے۔

مشینری کا کام پینے کے پانی کو ٹھنڈا کرنے، بارش کے پانی کو نکالنے، ایئر کنڈیشننگ نظام، آگ بجھانے کا نظام، ان سب کی مشینری بھی تہ خانہ میں مصروف کار ہے۔

ذرائع ابلاغ دور جدید میں ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ اپنی آواز دوسروں تک پہنچانے کی بڑی اہمیت ہے اس مقصد کیلئے نشریات کا پورا انتظام بھی تہ خانہ میں ہے تاکہ مسجد شریف سے اذان، نماز، جمعہ، عیدین اور نماز تراویح کی آواز براہ راست نشر کی جاسکے۔

دنیا کا منفرد ائیر کنڈیشنڈ نظام مسجد نبوی شریف میں دنیا کا عظیم ترین اور جدید نظام تیار کیا گیا ہے۔ اس کی انفرادیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ایئر کنڈیشن کا مرکزی پلانٹ مسجد نبوی شریف کی مغربی جانب سات کیلو میٹر دور قائم کیا گیا ہے۔ تاکہ اس سے پیدا ہونے والا شور مسجد شریف سے دور رہے، نیز کام کرنے والوں کو سہولت ہو۔ یہ نظام ستر ہزار مربع میٹر پر پھیلا ہوا ہے اس کا طول و عرض ۲۰۰×۳۵۰ میٹر ہے۔

پلانٹ کی عمارات اس میں ائر کنڈیشن اور بجلی کا نظام ہے، اور متعدد عمارات ہیں: انتظامیہ کی عمارت، ایئر کنڈیشنڈ کی تیاری کی عمارت، احتیاطی بجلی کی پیداوار کی عمارت وغیرہ۔ اس میں بجلی پیدا کرنیکی آٹھ مشینیں ہیں سات صرف مسجد نبوی کے لئے اور ایک مسجد سے متصل کارپارکنگ کے لئے۔



ایئر کنڈیشننگ پلانٹ کا فضائی منظر

سب کی قوت ۵، ۲ میگاواٹ ہے۔ چار مشینیں چلتی رہتی ہیں اور تین احتیاطی طور پر تیار رہتی ہیں۔

ایئر کنڈیشننگ کیلئے پانی ٹھنڈا کرنے کا نظام پانی ٹھنڈا کرنے کیلئے چھ پلانٹ نصب ہیں یہ پلانٹ ایک گھنٹہ میں ۳۴۰۰ ٹن پانی ٹھنڈا کرنے کی قوت رکھتا ہے ہر پلانٹ ایک منٹ میں ۳۴۰۰ گیلن پانی ٹھنڈا کرتا ہے پانچ پلانٹ ہر وقت چالو رہتے ہیں اور چھٹا احتیاطی ہے جسے بوقت ضرورت استعمال میں لایا جاتا ہے ایک پلانٹ سات ہزار ہارس پاور کی موٹر سے چلتا ہے جسے ۸، ۱۲ کلوواٹ بجلی کی ضرورت ہوتی ہے۔

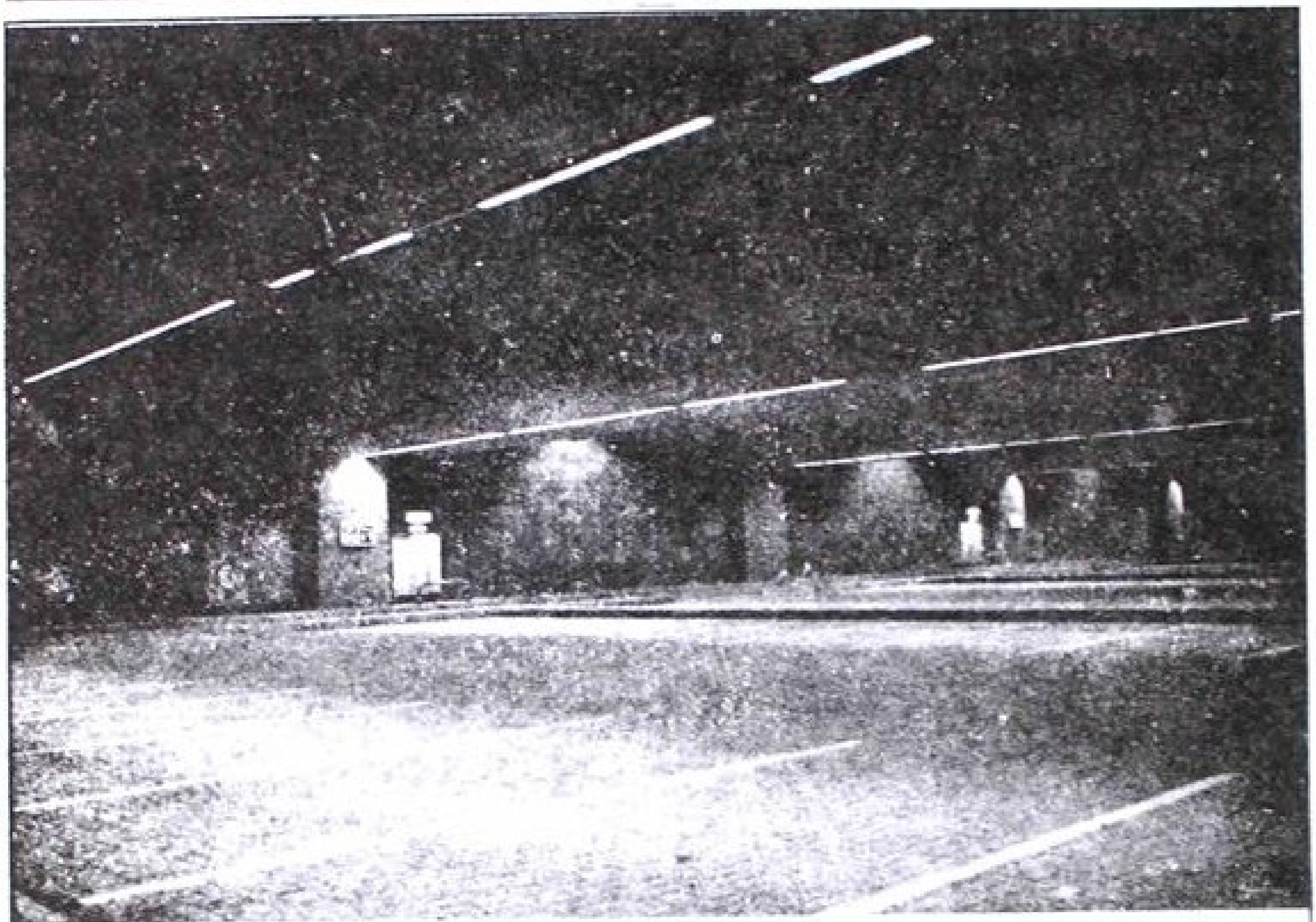
ٹھنڈا پانی مسجد تک اس ٹھنڈے پانی کو مسجد نبوی شریف تک پہنچانے کے لئے سات پریشر موٹریں ہیں ہر موٹر ۴۵۰ ہارس پاور کی ہے پانی لیجانے کے لیے ۹۰ سینٹی میٹر قطر کے دو پائپ ہیں۔ جنہیں ان سرنگوں میں رکھا گیا ہے جو خصوصی طور پر اس مقصد کے لئے بنائی گئی ہیں۔ تہ خانہ کے اندر جا کر یہ پانی دو بڑے پائپوں میں چلا جاتا ہے جن کا قطر ۵۰ سینٹی میٹر ہے اور وہاں سے یہ سات سات

سینٹی میٹر کے پائپوں سے ہوتا ہوا ہوا کی ٹیوبوں میں داخل ہو جاتا ہے جن کی تعداد ایک سو سینتالیس ہے اور وہ توسیعی حصہ کے مکمل دور ارضی میں جاری رہتی ہیں واضح رہے کہ ۲۰ سینٹی میٹر کا ایک اور پائپ ہے جو صرف قدیم ترکی عمارت کی ائیر کنڈیشننگ کیلئے ہے۔ ائیر کنڈیشنڈ پلانٹ سے روانگی کے وقت پانی کا درجہ حرارت ۵ ہوتا ہے جو آخری چکر میں ۱۸۔۹ درجہ حرارت تک پہنچ جاتا ہے جسے دوبارہ ٹھنڈا کر کے پائپوں میں روانہ کر دیا جاتا ہے۔

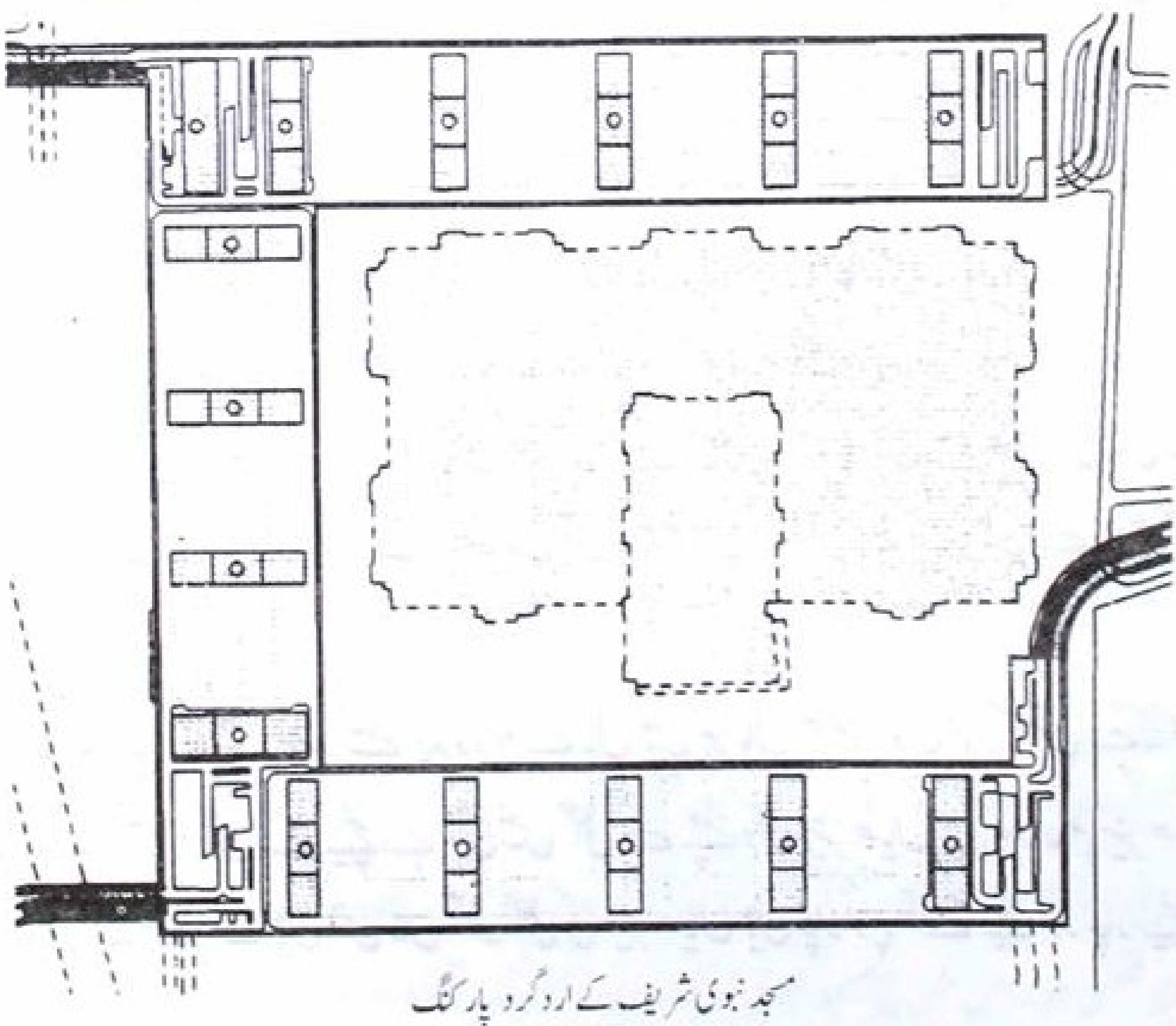
مسجد میں ائیر کنڈیشننگ مسجد کی فضا لطیف بنانے کیلئے ٹھنڈی ہوا ان سوراخوں سے نکلتی ہے جو ستونوں کے نچلے حصہ میں ہیں اور ان پر تانبے کی جالی ہے ترکی تعمیر میں مخصوص قسم کی ٹیوب ہیں جن کی جالی سے ٹھنڈی ہوا خارج ہوتی ہے۔ جنوبی دیوار میں موجود روشندان، اس طرح شمالی، مشرقی اور مغربی دیواروں سے ٹھنڈی ہوا پھیلانے کا بھی انتظام ہے جس سے قدیم عمارت بھی مکمل طور پر ائیر کنڈیشنڈ ہو گئی ہے۔

ائیر کنڈیشنڈ کا کنٹرول روم تہ خانے میں ایسے کمرے موجود ہیں جہاں سے مسجد میں ائیر کنڈیشنڈ نظام کی نگہبانی اور اسے چلانے اور کم وبیش کرنے کا پورا انتظام ہے اور یہیں سے مرکزی پلانٹ کا الیکٹرانک کنٹرول بھی ہوتا ہے جو مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہے۔

سرنگ برائے ائیر کنڈیشنڈ نظام ائیر کنڈیشنڈ کے لئے مخصوص ٹھنڈا پانی مرکزی پلانٹ سے توسیعی عمارت تک بذریعہ پائپ پہنچانے کیلئے سرنگ بنائی گئی ہے۔ جو کنکریٹ اور لوہے سے بنی ہوئی ہے اور ۱،۴ میٹر گہری اور ۲،۶ میٹر چوڑی اور سات کیلو میٹر لمبی ہے یہ سرنگ مناخہ کی سرنگ کے نیچے سے گذرتی ہے اور مسجد سے ملحقہ کار پارکنگ کے درمیان سے گزرتی ہے۔ اس طرح یہ سرنگ توسیع دوم کے تہہ خانہ تک جاکر جنوب کی طرف سے ائیر کنڈیشنڈ نظام تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اسے کافی گہرائی میں بنایا گیا ہے تاکہ آئندہ ضروریات کے وقت کسی قسم کی رکاوٹ کا باعث نہ بنے۔ اس سرنگ میں ۹۰ سینٹی میٹر قطر کے دو پائپ گذرتے ہیں اور امکانی ضرورت پر دو اور ایسے پائپوں کے گزارنے کی جگہ رکھی گئی ہے تاکہ مستقبل میں ضرورت پڑے تو تنگی نہ ہو اور اس سرنگ میں ۳۱ کمرے بنائے گئے ہیں جن میں پنکھے لگے ہوئے ہیں تاکہ سرنگ میں ہوا رواں دواں رہے۔



صحن کے نیچے پارکنگ کا منظر



مسجد نبوی شریف کے اردگرد پارکنگ

کارپارکنگ توسیع جدید میں کارپارکنگ بھی ہے جس سے نمازی اور زائرین استفادہ کر سکتے ہیں۔ یہ پارکنگ مسجد نبوی کے گرد میدان کے نیچے ہے۔ جنوب، شمال اور مغرب میں زمین تلے دو منزلوں پر مشتمل ہے اور بڑی سڑکوں سے اس میں چھ راستوں کے ذریعہ داخل ہوا اور نکلا جاسکتا ہے۔ اس کا کل رقبہ دو لاکھ نوے ہزار مربع میٹر ہے جس میں ۴۴۴۴ گاڑیوں کو کھڑا کیا جاسکتا ہے۔ اوپر کی منزل ۹، ۴ میٹر ہے اور نچلی منزل ۴ میٹر بلند ہے۔

سواروں اور پیدل چلنے والوں کے راستوں کو ۱۵۰۰ میٹر لمبی دیوار سے جدا جدا کر دیا گیا ہے۔ اس پارکنگ کو کنکریٹ کے ستونوں جن میں لوہا استعمال کیا گیا ہے پر استوار کیا گیا ہے جبکہ فرش کنکریٹ کے بلاکوں کا ہے۔

داخلے اور نکلنے کے راستے بڑی سڑکیں جو مسجد نبوی کو آتی ہیں ان کا ربط پارکنگ سے موجود ہے۔ اسکے لئے داخل ہونے اور نکلنے کے چھ راستے ہیں۔ تین راستے اوپر کے حصے کیلئے ہیں اور تین نچلے حصے کیلئے ہیں۔ ان میں چار ایسے راستے ہیں جو اوپر اور نچلے حصے کو جوڑتے ہیں۔ اور یہ چاروں راستے پارکنگ کے چاروں کونوں پر ہیں۔ اور ٹیلویژن کیمروں کے ذریعہ حفاظت کا متحرک اور قائم نظام ڈاٹوں میں موجود ہے۔ جو مرکزی کمرہ سے مربوط ہے اور وہاں سے گذرگاہوں میں حرکت کرنیوالوں کو خطاب کیا جاسکتا ہے اور ہدایات جاری کی جاسکتی ہیں تاکہ گاڑیوں کو مناسب جگہ پر کھڑا کیا جاسکے۔ اور آنے جانے والی گاڑیوں کی گنتی معلوم ہوتی رہے اور دونوں حصوں میں کسی جگہ اژدحام کی صورت پیش نہ آئے۔ اور مسجد کو آنے والی گاڑیاں عام گذرگاہ سے بچی رہیں۔

پارکنگ میں ۴۴۴۴ گاڑیوں کی گنجائش رکھی گئی ہے نچلے حصہ میں ۲۲۲۲ جس میں سے ۲۲ خصوصی پارکنگ کیلئے ہیں اور اوپر کے حصہ میں بھی ۲۲۲۲ کی گنجائش ہے جس میں سے ۴۴ خصوصی پارکنگ کیلئے ہیں۔

خدمات عامہ اس مقصد کیلئے پندرہ بڑے ہال ہیں ہر ہال ۴ منزلوں پر مشتمل ہے۔ اور مسجد شریف سے متصل صحن کے نیچے ہے جن میں بجلی سے چلنے والی سیڑھیاں ہیں اور عام سیڑھیاں بھی ہیں اور ہال کے دو راستے ہیں جن میں آٹھ بجلی کی سیڑھیاں ہیں چار اوپر آنے کیلئے اور چار نیچے جانے

کیلئے۔ آنے جانے کیلئے کُل ۳۰ راستے ہیں اور کُل بجلی کی سیڑھیاں ۱۲۰ ہیں۔ ہر سیڑھی کے ۳۰ پائیدان ہیں۔ چاروں منازل میں ۶۹۰ ٹھنڈے پانی کی ٹونٹیاں، ۱۸۹۰ غسل خانے اور ۵۶۰۰ وضو کی ٹونٹیاں ہیں۔ ان سب ضروریات کیلئے پانی کی ٹنکیاں وہیں بنی ہوئی ہیں، اور اس کی بیرونی دیواریں گرانائٹ کی ہیں اندرونی حصہ میں سفید پتھر لگا ہوا ہے۔ بیرونی صحنوں میں ان کی نشانی واضح ہے جنوب ہو یا شمال و مغرب۔

خدمات خاصہ خدمات خاصہ کیلئے چھوٹی عمارات ہیں۔ جن کی ایک ہی منزل ہے۔ یہ کار پارکنگ کے چاروں کونوں پر ہیں ان میں طبی ضروریات، امن کے مراکز، انکوائری مراکز، آٹو میٹک مشینری، بجلی گھر، آگ بجھانے اور ضروری اشیا کی حفاظت کے کمرے ہیں۔ الغرض مسجد نبوی کے قریب ہی پارکنگ، وضو خانے، غسل خانے، نمازیوں اور زائرین کی آسائش کیلئے بنائے گئے ہیں اور اس میں دنیا میں موجود جدید ترین انداز اختیار کیا گیا ہے۔

پارکنگ میں کئی ایک مکمل نظام ہیں یعنی بجلی، پانی، ہوا، صحت اور آگ سے بچاؤ کا نظام جن کی تفصیل یہ ہے۔

بجلی پارکنگ میں بجلی ۸، ۱۳ کیلو واٹ رہتی ہے بوقت ضرورت چارج شدہ احتیاطی بیٹریوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔ بجلی سے پنکھے، پمپ، سیڑھیوں کی حرکت اور پانی گرم کرنے وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ مسجد شریف کے اندر اور باہر روشنی، راستوں میں نقل و حرکت کی نگرانی اور آگ سے بچاؤ کیلئے ٹیلیویژن کیمروں کا استعمال، آگ لگنے کی صورت میں الارم، آواز، اور داخلی پکار کا نظام وغیرہ۔

پانی کا انتظام تہ خانہ میں پانی کی ٹنکیاں ہیں وضو اور غسل کیلئے حسب ضرورت ٹھنڈا اور گرم پانی مہیا ہے۔

ہوا کار پارکنگ میں پنکھے ہیں تاکہ صاف ہوا مہیا کریں اور دوسرے پنکھے ہیں جو کاربن آکسائیڈ کو خارج کریں۔

آگ بجھانے کا انتظام کار پارکنگ اور ملحقہ کمروں میں آگ بجھانے کا نظام موجود ہے جو آگ لگنے کی فوری اطلاع دینے سے متعلق ہے تاکہ ایک لمحہ میں اس پر قابو پایا جا سکے۔ اور لوگوں کا وہاں سے فوری انخلا ممکن ہو۔ اس طرح مسجد نبوی کے گرد ہر قسم کے انتظاماتِ خدمت موجود ہیں۔ اور یہ سارا

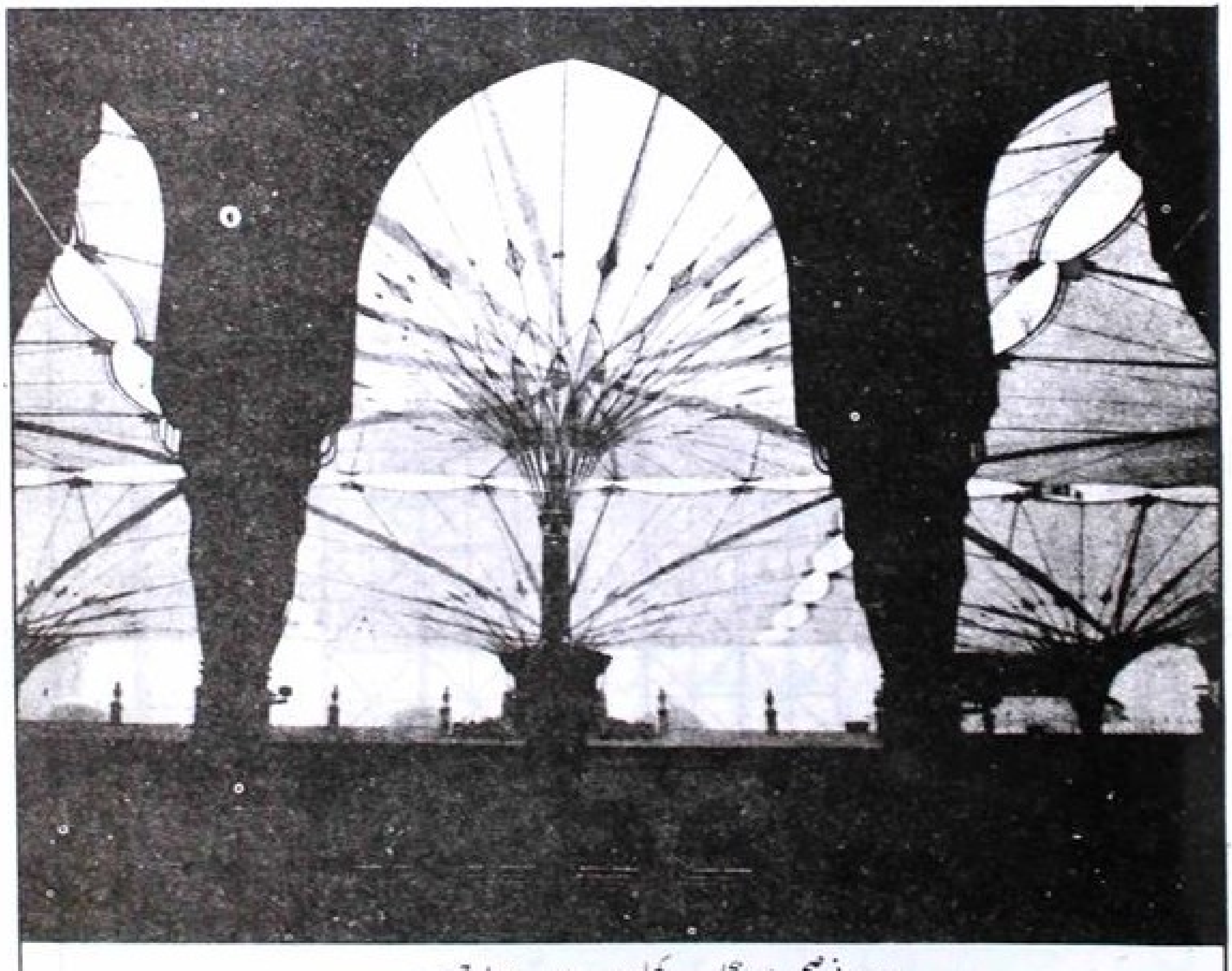
کام مجموعہ بن لادن کے ذریعہ مکمل ہوا جس نے اپنی تمام صلاحتیں اس کام کیلئے وقف کر دیں۔

اخراجات لوگوں کی ملکیتوں کے معاوضے جو مسجد نبوی کے گرد عمارات کی صورت میں تھیں، ائیر کنڈیشڈ نظام، کارپارکنگ اور مرکزی عمارات کے منصوبے پر ۳۰ ملیار ریال خرچ ہوئے ہیں (ایک ملین کے ۱۰ لاکھ ہوتے ہیں اور ایک ملیار ایک ہزار ملین کا ہوتا ہے)

دور سعودیہ میں ترکی عمارت حکومت سعودیہ نے ترکی عمارت کا جنوبی حصہ اسی طرح محفوظ رکھا اسلئے کہ وہ کافی مضبوط اور حسین ہے نیز خلافت عثمانیہ کی یادگار ہے۔ حکومت سعودیہ اس عمارت کی حفاظت، صفائی اور جمالیات کے بقا کیلئے بہت زیادہ اہتمام کرتی چلی آئی ہے۔ مثلاً ریاض الجنۃ کے سارے ستونوں پر نیا سفید پتھر لگایا گیا۔ باقی عمارت کے ستونوں کی مرمت اور ان پر پیتل کے کڑے چڑھائے مشرق، مغرب اور جنوب میں ساری عمارت کے باہر گرانائٹ لگایا تاکہ عمارتِ ترکی اور سعودی میں یکسانی اور یکرنگی پیدا ہو۔ ترکی عمارت جب سے بنی ہے اندر سے اس پر سرخ عقیق کے رنگ کا روغن کیا گیا تھا ۱۴۱۴ھ میں اس کا رنگ تبدیل کر دیا گیا تاکہ توسیع سعودی کے ساتھ ہمرنگی پیدا ہو جائے۔ اسی طرح گنبدوں اور دیواروں میں جو نقوش وغیرہ تھے انہیں دوبارہ اجاگر کیا گیا جس سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ پرانے اور سال خوردہ نہیں ہیں۔ بعض آیات قرانیہ پر سونے کا طلا بھی کیا گیا یہ سب کام پاکستان کے محمد صادق، معراجدین اور محمد شفیق وغیرہ فنکاروں کے برش سے سر انجام دیا گیا۔ مینارہ رئیسیہ اور مینارہ باب السلام کی مرمت بھی کی گئی۔ مشرقی جنوبی کونے میں ۱۴۰۸ھ میں باب البقیع تعمیر کیا گیا۔ گنبد خضراء کو بھی روغن کیا جاتا ہے جب موسمی اثرات سے اس کا رنگ اثر انداز ہوتا ہے۔ ۱۴۰۷ھ کی ابتداء میں جدید قندیلیں اور ٹیوبیں نصب کی گئیں بعض قندیلیں مسجد کے ستونوں کے درمیان لٹکی ہوئی ہیں۔ جو معدنی ہیں جن پر سونے کا پالش ہے جس کے شیشے منقش ہیں ان پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے ان کی تعداد ۳۱۷ ہے دوسری قسم لمبی قندیلوں کی ہے جو ستونوں کے درمیان فولادی کیس میں قائم ہیں ہر قندیل پر معدنی کور ہے جس پر سونے کا طلاء ہے ان پر اللہ اکبر لکھا ہوا ہے اور ان کی تعداد ۳۶۱ ہے۔ بڑی چھوٹی ایک سو نو ٹیوبیں ہیں جن سے سفید (نیون) روشنی پھوٹتی ہے اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سونے کی تھالیوں میں موتی چمک رہے ہیں۔

حجرہ شریفہ کے نوادرات کا عجائب گھر سلاطین وامراء حجرہ شریفہ کیلئے قیمتی نوادرات بطور تحفہ بھیجا کرتے تھے جنہیں مقصورہ شریفہ میں رکھا جاتا تھا ۱۴۰۱ھ میں ان کو محفوظ رکھنے کیلئے ایک خصوصی کمرہ بنادیا گیا جو مکتبۃ الحرم النبوی الشریف کے اوپر ہے۔ قدیم باب عمرؓ کے داہنی جانب قدیم سعودی مینار کے نیچے وہاں جانے کا راستہ ہے نیز مسجد نبوی شریف میں موجود نادر مخطوطات (مصاحف وکتب) کیلئے بھی ایک مستقل ہال مخصوص کیا گیا ہے جو مکتبۃ الحرم باب عثمانؓ کے اوپر ہے، اور دفتری اوقات میں عمومی اطلاع کیلئے کھلا رہتا ہے۔

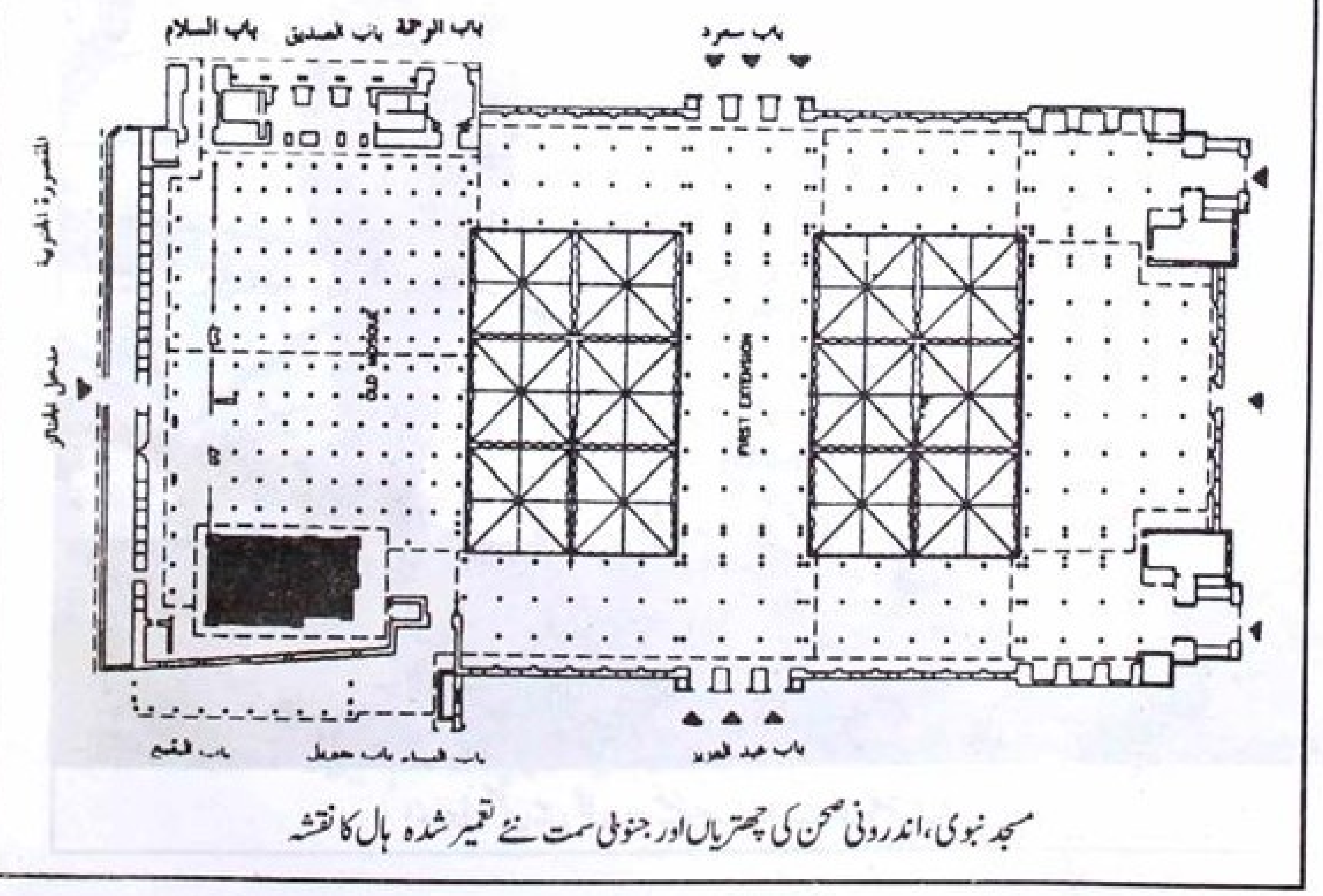
صحن مسجد میں چھتریاں ترکی عمارت کے شمال میں صحن ہے جسے درمیان سے تین دالانوں والی سعودی تعمیر دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے موسم سرما میں سردی سے اور گرما میں گرمی سے لوگ نماز ادا کرتے ہوئے اور خطبہ سنتے ہوئے تکلیف اٹھاتے تھے اس لئے ان صحنوں میں بارہ عدد چھتریاں لگادی گئیں جو سفید کپڑے سے بنی ہوئی ہیں جس میں لوہے کے ستون اٹھائے ہوئے ہیں۔



اندرونی صحن میں بجلی سے کھلنے اور بند ہونے والی چھتریاں

انہیں ضرورت کے مطابق کھولا اور بند کیا جاسکتا ہے۔ کھلی ہوں تو پھول یا فوارہ محسوس ہوتی ہیں اور اگر بند ہوں تو مخروطی سروں والے چھوٹے مینار محسوس ہوتی ہیں۔ ان کے ستونوں میں بھی سوراخ ہیں جو فضا کو عمدہ رکھنے کیلئے ٹھنڈی ہوا پھینکتے ہیں۔ ان ستونوں پر سفید پتھر چڑھا ہوا ہے اور اوپر کی طرف زرد کانسی کا منقش تاج ہے جو اندر سے خالی ہے اور اس میں لائٹیں ہیں جو شیشے کے اندر بند ہیں۔ اس طرح یہ چھتریاں ائیر کنڈیشنڈ کی ٹھنڈی ہوا کو محفوظ کر لیتی ہیں اور موسمی حالات کے مطابق ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

جنوبی مقصورہ توسیع دوم سعودیہ کے وقت مینارہ رئیسیہ سے مینارہ باب السلام تک عمارت مجیدیہ کے باہر ایک لمبا ہال تعمیر کیا گیا ہے جو ۸۷،۵ میٹر لمبا اور ۵ میٹر چوڑا ہے جس کا رقبہ ۴۳۷،۵ میٹر مربع ہے۔ اس کے چار دروازے ہیں مشرق و مغرب میں ایک ایک دروازہ ہے جنوب کی طرف درمیان میں ایک دروازہ ہے جہاں سے جنازے لا کر مسجد سے باہر رکھے جاتے ہیں۔ چوتھا دروازہ ترکی عمارت کے قبلہ کی دیوار میں کھلتا ہے اور محراب عثمانی کے دائیں جانب ہے۔ وہاں کھڑے ہو کر امام نماز جنازہ پڑھاتا ہے پھر میت کو دفن کیلئے لیجایا جاتا ہے۔



مسجد نبوی، اندرونی صحن کی چھتریاں اور جنوبی سمت نئے تعمیر شدہ ہال کا نقشہ

مسجد کے محراب اور صفہ

(۱) نبی اکرم ﷺ کی تحویل قبلہ سے پہلے نماز کی جگہ

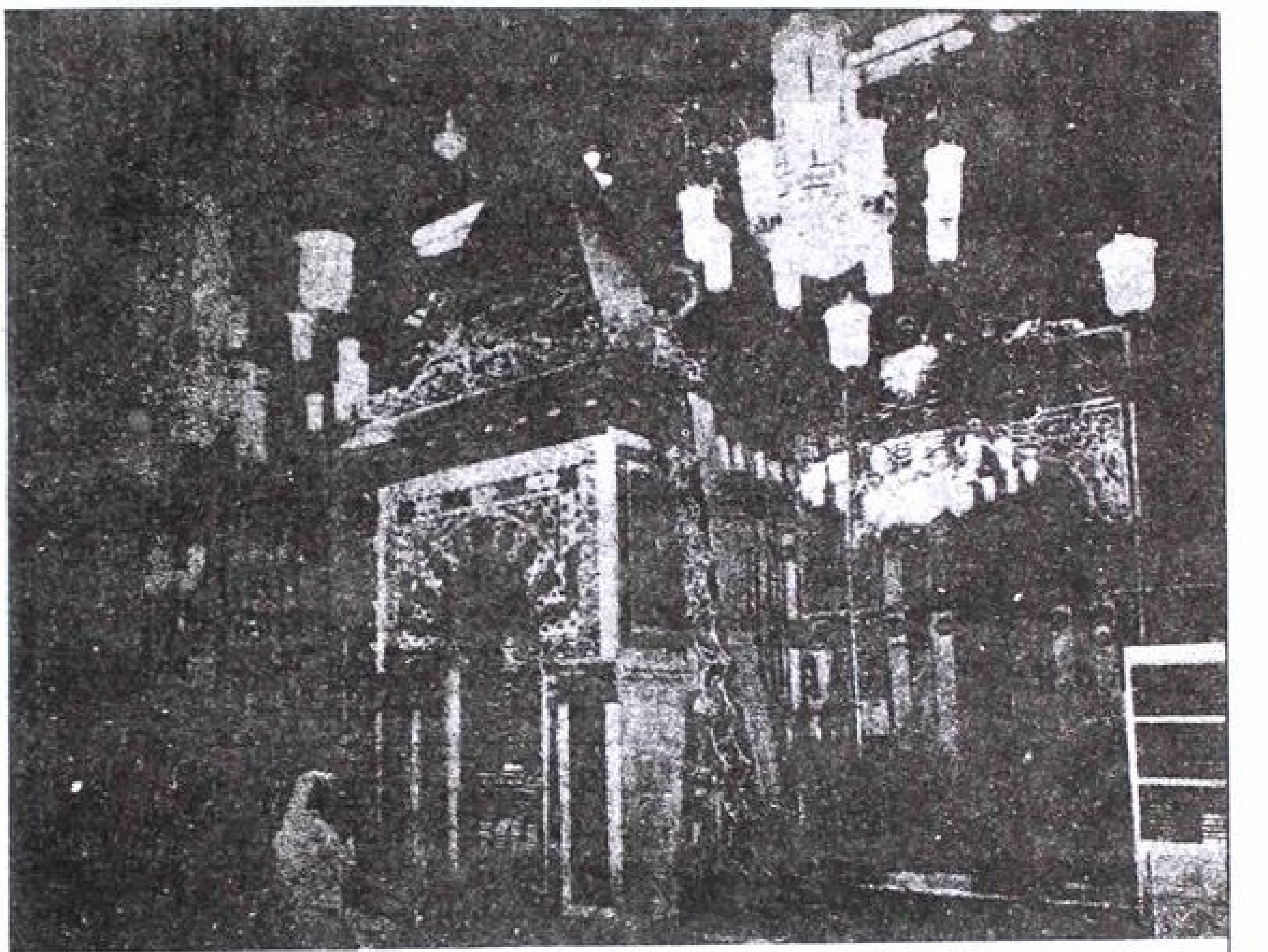
(۲)	محراب نبویؐ	(۳)	محراب عثمانیؓ
(۴)	محراب تہجد	(۵)	محراب فاطمہؓ
(۶)	محراب حنفی	(۷)	صفہ

۱ تحویل قبلہ سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی نماز کی جگہ

مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے سولہ ماہ اور چند روز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ یہ جگہ آپؐ کی مسجد کے آخر میں شمال کی جانب تھی۔ اسطوانہ عائشہ کو پشت کیجئے اور شمال کی طرف ہوتے ہوئے پانچویں ستون کی جگہ باب جبرئیل کے برابر پہنچئے دروازہ آپ کے داہنے کندھے کے برابر ہو تو یہی جگہ ہے جہاں بیت المقدس کو منہ کر کے آپؐ نماز ادا کرتے تھے۔

محراب نبوی مدینہ منورہ تشریف لا کر سولہ ماہ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ نے بیت المقدس کو منہ کر کے نماز ادا کی اور جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا ﴿"فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"﴾ تو آپؐ نے کعبہ کی طرف رخ پھیر لیا۔ چند روز اسطوانہ عائشہ کے پاس نماز ادا کی اور پھر اس جگہ جہاں اب محراب النبیؐ ہے نماز ادا کرنی شروع کر دی۔ یاد رہے کہ دور نبوی میں محراب کی شکل نہ تھی۔ اور نہ ہی خلفائے راشدین کے دور میں۔

۹۱ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے محراب کی شکل بنوائی جسے اب محراب النبیؐ کہا جاتا ہے آپ ﷺ اسی جگہ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ یہاں کھجور کے تنے کا ایک ستون تھا جس کی جگہ پر آج کل محراب سے متصل ستون ہے جسے اسطوانہ مخلقہ کہا جاتا ہے۔ جو شخص محراب کے برابر کھڑا ہوگا تو آپؐ کے کھڑے ہونے کی جگہ اس کے دائیں جانب ہو گی اس محراب کے ذرا مغرب کی جانب اگر کوئی کھڑا



محراب نبوی اوراس سے متصل ستون حنانہ، محراب عثمانی بھی نمایاں ہے

ہو تو یہ وہی جگہ ہے جہاں آپ کی نماز ادا ہوتی تھی اس جگہ لکھا بھی ہوا ہے هذا مصلى رسول الله ﷺ اب چونکہ محراب تعمیر کر دیا گیا ہے اس لئے جو شخص بھی وہاں نماز ادا کرے گا تو اس کی پیشانی وہاں ٹکے گی جہاں آپؐ کے قدم ہوا کرتے تھے۔ حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک تنے کی طرف نماز ادا کیا کرتے تھے جبکہ مسجد چھپر کی صورت میں تھی اور خطبہ بھی اسی تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر دیا کرتے تھے۔ ابن ابی الزناد اس تنے کی جگہ کی تحدید کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ یہ تنا اسطوانہ مخلقہ کی جگہ پر تھا جو محراب نبویؐ کے دائیں طرف ہے۔ محراب کی موجودہ تعمیر سلطان قایتبائی نے ۸۸۸ھ میں کی تھی جیسا کہ محراب کی پشت پر کھدی ہوئی عبارت سے معلوم ہوتا ہے یہ تحریر خط ثلث میں ہے "بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا محمد أمر بعمارة هذا المحراب الشريف النبوى العبد الفقير المعترف بالتقصير مولانا السلطان الملك الأشرف ابو النصرقايتباى خلد الله ملكه بتاريخ شهر الحجة الحرام سنة ثمان وثمانين

وثمانمائة من الهجرة النبوية"

۱۴۰۴ھ میں بزمانہ خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز اس کی مکمل مرمت کردی گئی آخری تین سطروں میں اسی تختی پر خط ثلث میں لکھا گیا وبعدان حصل تفکك وتصدع فی الفسیفاء والرخام أمر بتجدیده جلالة الملك فهد بن عبدالعزیز آل سعود أعزه الله و ذلك سنة أربع و اربعمائة وألف مرمت کرتے ہوئے اندرونی حصہ کو کنکریٹ کی پٹی سے سہارا دیا گیا ہے بیرونی حصہ پر پرانے انداز سے ہی پتھر لگادیا گیا۔ محراب کے اگلے حصہ کے دو ستون ختم کر کے انکی جگہ پاکستانی سبز انیوکس پتھر کے ستون لگادیئے ہیں۔ محراب کے پیچھے کی تختی کو نئے سرے سے بنا کر تجدید کی تاریخ کا اضافہ کیا ہے ❶

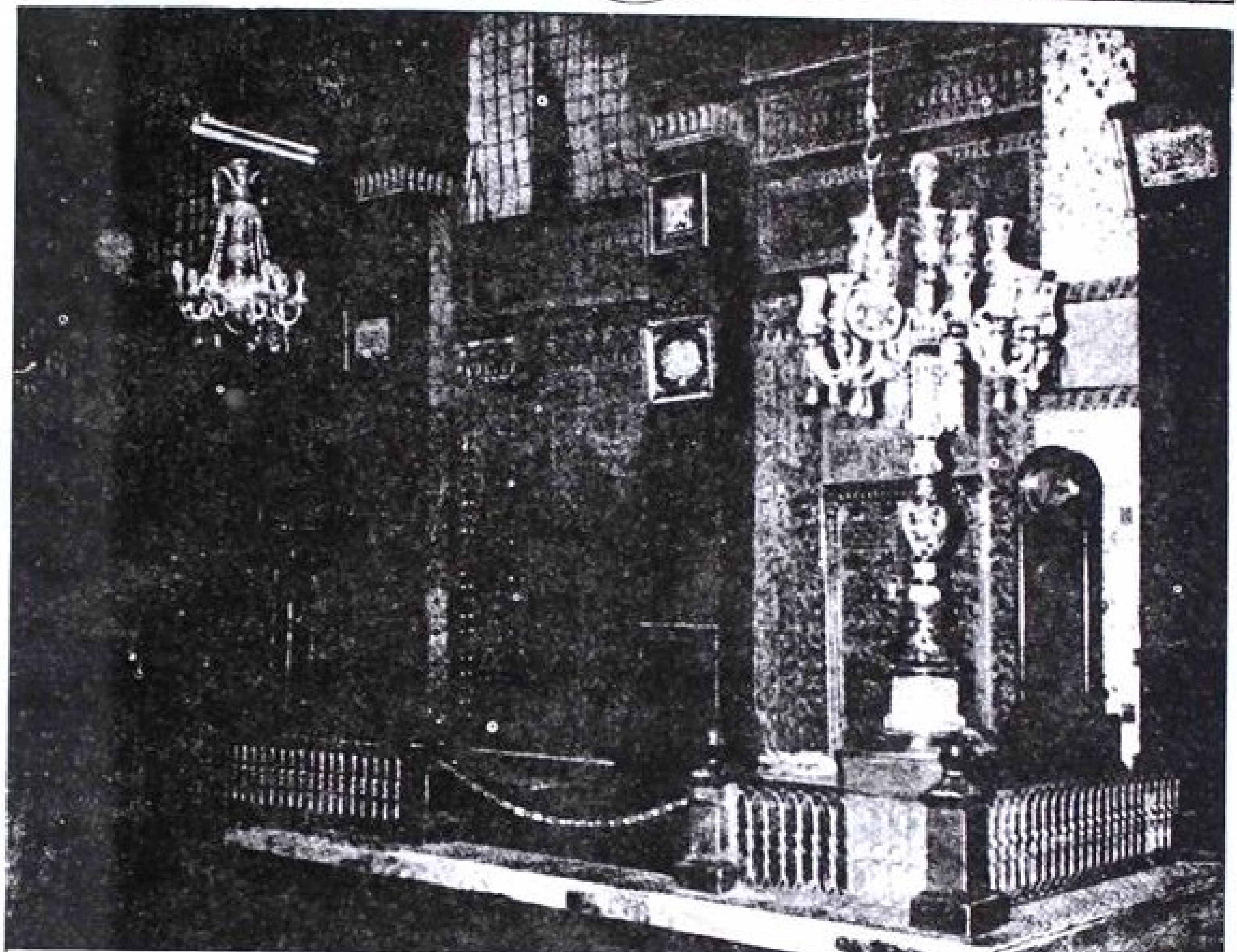
رخِ خیر الوریٰ تو پھر رخِ خیر الوریٰ ٹھہرا
اِن آنکھوں سے درِ خیر الوریٰ دیکھا نہیں جاتا
کھڑا ہوں کب سے محرابِ نبیؐ کے سامنے دانش
نظر جھک جھک کے اٹھتی ہے مگر دیکھا نہیں جاتا (دانش)

محراب عثمانی یہ اسی جگہ ہے جہاں توسیع کے بعد خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نماز پڑھایا کرتے تھے۔ مسجد کی توسیع و عمارت کے وقت آپ نے حفاظتی نقطہ نظر سے اپنی نماز کی جگہ پر مقصورہ بنایا جو اینٹوں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ تاکہ نماز کے دوران حضرت عمرؓ کی طرح کوئی ان پر حملہ آور نہ ہو، لہذا آپؓ اس کے اندر نماز پڑھاتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب ۹۱ھ میں مسجد کی تجدید کی ہے تو اسے باقاعدہ محراب کی شکل دیدی اور چونکہ وہ مصلیٰ عثمان پر تعمیر کیا گیا تھا اس لئے محراب عثمانی کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ❷

نظر آیا مجھے محراب عثمانی تو یاد آئیں
جنابِ حضرت عثمانؓ حیا کردار کی باتیں

❶ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۵ : ۱۴۱۴ فتح الباری ج ۱ ص ۹۶ خلاصۃ الوفاء ۲۲۳، نزہۃ الناظرین ۴۷

❷ تحقیق النصرة ۴۸۔ خلاصۃ الوفا ۲۶۴



جالیوں کا شمالی حصہ اور محراب تہجد

محراب تہجد حجرہ شریفہ کی جالیوں کے شمال کی جانب باہر کو ایک محراب ہے جسے محراب تہجد کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کبھی کبھی رات کو یہاں نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ رات کو لوگ جب آپؐ کے پاس سے چلے جاتے تو آپؐ وہاں بوریا بچھا دیتے۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو رات کے وقت وہیں نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ آج کل دکۃ الاغوات سے ذرا پست اس کے گرد تھلہ ہے۔

سعد بن عبداللہ بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ محمد بن علی (ابن الحنفیہ) میرے پاس سے گذرے اور میں اس جگہ نماز ادا کر رہا تھا تو آپ نے پوچھا: کیا تجھے اس جگہ کے متعلق کوئی روایت معلوم ہے؟ اس لیے کہ میں تجھے اکثر یہیں نماز پڑھتے دیکھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: نہیں، تو فرمایا: یہیں نماز پڑھا کر اسی جگہ رسول اللہ ﷺ نماز تہجد ادا کیا کرتے تھے۔ ابن النجار نے اس ستون کی حد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ستون حضرت فاطمہؓ کی رہائش گاہ کے پیچھے تھا اس میں محراب بنا ہوا ہے جب کوئی شخص ادھر متوجہ ہوتا ہے تو باب عثمانؓ (باب جبرئیل) اس کے بائیں ہاتھ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا

ہے کہ ابن النجار متوفی ۶۴۳ھ میں وہاں محراب موجود تھا عبداللہ بن انیس کا بیان ہے کہ جب لوگ رات کو مسجد سے چلے جاتے تو نبی اکرم ﷺ ایک بوریا لا کر حضرت علیؓ کے مکان کے پیچھے رکھ کر اس پر نوافل ادا کرتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپؐ کو رمضان میں نوافل ادا کرتے دیکھا تو اس نے آکر نوافل شروع کر دیئے دوسرے نے دیکھا تو اس نے بھی وہاں نماز ادا کرنی شروع کر دی حتی کہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو بوریا لپیٹ کر تشریف لے گئے۔ صبح کو جب وہ لوگ آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو آپ کی رات کی نماز دیکھ کر آپ کی پیروی کر رہے تھے فرمایا میں ڈر گیا کہ کہیں رمضان میں رات کی نماز تم پر فرض ہو جائے پھر تم میں اس کی ادائیگی کی طاقت نہ رہے گی۔

علامہ سخاوی نے ستونوں کا تذکرہ کرتے ہوئے محراب تہجد کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ستون تہجد میں محراب کی شکل بنی ہوئی ہے اور وہ حجرہ شریفہ کے شمالی طرف واقع ہے اور باب جبرئیل کے قریب ہے۔

ادھر پہلو میں محرابِ تہجد مجھ سے کہتا ہے
تہجد کے نوافل کیا ہیں شب بیدار کی باتیں

تجدید محراب تہجد سمہودی کا بیان ہے کہ ۸۸۸ھ میں بزمانہ قائتبائی اس کی تجدید کی گئی پھر ترکی تعمیر کے زمانہ میں تجدید ہوئی۔ اور اسے سرخ پتھر کے ایک ہی ٹکڑے سے بہت خوبصورت بنایا گیا اور اس پر آیت تہجد لکھ کر سونے کے پانی سے سجایا گیا اس کے گرد ایک تھلہ بنایا گیا جو دکۃ الاغوات سے ذرہ پست ہے اس کے اطراف میں پیتل کا خوبصورت جنگلہ لگایا گیا۔ یہ محراب اب تک موجود ہے لیکن اس کے سامنے الماری رکھدی گئی ہے جس میں قرآن مجید رکھے جاتے ہیں وہ اس محراب کی اوٹ میں آگیا ہے۔ ❶

محراب فاطمہؓ جالیوں کے اندر محراب تہجد سے آگے محراب فاطمہؓ ہے یہ محراب چونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی نشاندہی کیلئے بنایا گیا تھا۔ اس لئے محراب فاطمہ کہلاتا ہے۔ واضح رہے کہ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شمالی جانب یہ مکان واقع تھا۔ ❷

یہ حجرہ سیدہ زہراء کا جس میں نقش ہیں اب تک
علیؓ شیر خدا کی حیدر کرار کی باتیں

❶ اخبار مدینۃ الرسول ﷺ ۷۶، وفاء الوفا ج ۲ ص ۴۵۱ نزہۃ الناظرین ۳۵ ❷ اخبار مدینۃ الرسول ﷺ ۷۶

محراب حنفی جو شخص محراب نبویؐ کے پاس کھڑا ہو اسکی داہنی جانب منبر کی مغربی طرف تیسرے ستون کے پاس محراب حنفی ہے۔ایک عرصہ تک مسجد نبوی کی امامت مالکی کرتے رہے ہیں پھر بعض لوگوں نے شاہان مصر کی حمایت سے شافعی امام کے تقرر کا فیصلہ کیا جو صبح کی نماز اندھیرے میں مالکیہ سے پہلے پڑھاتا باقی نمازیں پہلے مالکی امام پڑھاتا پھر اس کے بعد شافعی امام نماز پڑھاتا۔اس پس منظر میں مدینہ منورہ میں موجود احناف نے یہ محراب تعمیر کیا اور حنفی امام کا تقرر کر دیا اسلئے اس محراب کا نام محراب حنفی مشہور ہو گیا۔

علامہ سمہودی نے لکھاہے کہ شافعی امام کے بعد اس محراب میں پانچوں نمازیں حنفی امام پڑھاتا لیکن تراویح سب اکٹھے پڑھاتے علامہ برزنجی نے لکھاہے کہ تیرھویں صدی تک امامت کا سلسلہ یوں ہی جاری ہے۔ علی بن موسیٰ نے لکھاہے ۱۳۰۳ھ میں پہلی اور بڑی جماعت احناف کی ہوتی بعد میں شوافع کی ہوتی صرف صبح کی نماز پہلے شافعی امام پڑھاتا پھر مالکی اور آخر میں حنفی اور اقامت ان کی اپنے اپنے مسلک کے مطابق ہوتی۔ حکومت سعودیہ کے قیام کے بعد مسجد نبوی شریف میں ایک سے زیادہ جماعتیں نہیں ہوتیں سب لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں جو امام احمد بن حنبل کا متبع ہوتا ہے۔

تجدید محراب حنفی ۹۰۸ھ میں سلطان سلیمان خاں قانونی ترکی نے اسے ازسر نو تعمیر کیا اور سیاہ و سفید پتھروں سے اسے سجایا۔ محراب کی پشت پر جو تختی ہے اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

انشأهذا المحراب المبارك الملك المظفر السلطان سليمان شاه بن السلطان سليم خان بن سلطان بايزيد خان أعز الله انصاره تاريخ شهر جمادى الاولى سنة ثمان و تسعمائة من الهجرة النبوية اس لیے اسے محراب سلیمانی بھی کہا جاتا ہے۔الغرض سلطان سلیمان خاں نے اس کی تجدید کی۔ بعض مصنفین کو اس کی پشت پر لکھی تحریر سے غلط فہمی ہو گئی کہ اسے اولاً سلیمان خاں نے بنایا۔واضح رہے کہ خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز نے اپنے دور حکومت میں اس کی تجدید و مرمت کرائی اور اسے رنگین پتھروں اور سونے کے پانی سے سجایا گیا۔ ❶

☆☆☆☆☆

❶ التحفۃ اللطیفہ ج ۱ ص ۵۸ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۸۳ نزہۃ الناظرین ۴۹

مقام صفہ و اہل صفۃ

وہ دالاں جو ہے اہل صفہ کا مسکن جو مزدور و محنت کشوں کا تھا مامن
تھے دل جنکے عشق پیمبرؐ سے روشن نثار شہِ خوش لقائے مدینہ

مہاجر صحابہؓ جب مدینہ طیبہ پہنچتے تو جن لوگوں سے ان کے سابقہ تعلقات ہوتے ان کے ہاں قیام کرتے اور جن کی کوئی واقفیت نہ ہوتی وہ مسجد نبوی میں ہی قیام کرتے تاکہ نبی اکرم ﷺ کے پڑوس اور آپ کی زیارت سے فیض یاب ہوں، اور دینی تعلیمات سے روشناس ہوتے رہیں۔ آپ ﷺ انہیں ہم نشینی کا شرف بخشتے انہیں دین کی تعلیم دیتے، ان سے محبت فرماتے، اور ان کی ضروریات کی کفالت فرماتے نیز صحابہ کو بھی ان مہاجر بھائیوں سے تعاون کی ترغیب دیتے۔

مثالِ بے مثالی ہیں کمالِ لا زوالی ہیں
مواخات و مروت میں ترے انصار کی باتیں

دوسرے سال جب قبلہ کا رخ بیت المقدس سے تبدیل ہو کر کعبۃ اللہ کو ہو گیا تو آپؐ نے مسجد کے شمالی جانب ایک چھپر ڈلوادیا جو مسجد کا آخری حصہ تھا۔ یہ جگہ صفہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اہل صفہ اسی کی طرف منسوب ہیں صفہ عربی زبان میں سایہ دار جگہ کو کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں صفہ مسجد نبوی شریف کے آخر میں ایک چھپر تھا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل صفہ عام حالات میں ستر کے قریب ہوتے۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اہل صفہ کی تعداد چھ سو سے سات سو کے لگ بھگ تھی لیکن ایک ہی وقت میں اتنے کبھی نہیں ہوئے۔ جو اہل و عیال والا ہو جاتا یا سفر کر جاتا یا جنگ میں شہید ہو جاتا تو صفہ میں نہ رہتا البتہ ایک وقت میں کم و بیش ستر کی تعداد ہوتی۔ (۱)

☆☆☆☆☆

---

(۱) وفاء الوفا ج ۲ ص ۴۵۳ فتح الباری ج ۶ ص ۵۹۵

۵۔ ریاض الجنۃ۔ منبر۔ ستون

(۱) ریاض الجنۃ کی فضیلت اور رقبہ۔

(۲) منبر نبوی شریف کی فضیلت اور تاریخ۔

(۳) تنے کا چلانا۔ تدفین اسطوانہ مخلقہ اور فضیلت۔

(۴) اسطوانہ عائشہؓ۔ وجہ تسمیہ وغیرہ۔

(۵) اسطوانہ ابولبابہ وجہ تسمیہ اور واقعہ توبہ۔

(۶) اسطوانہ سریر۔

(۷) اسطوانہ محرس۔

(۸) اسطوانہ وفود۔

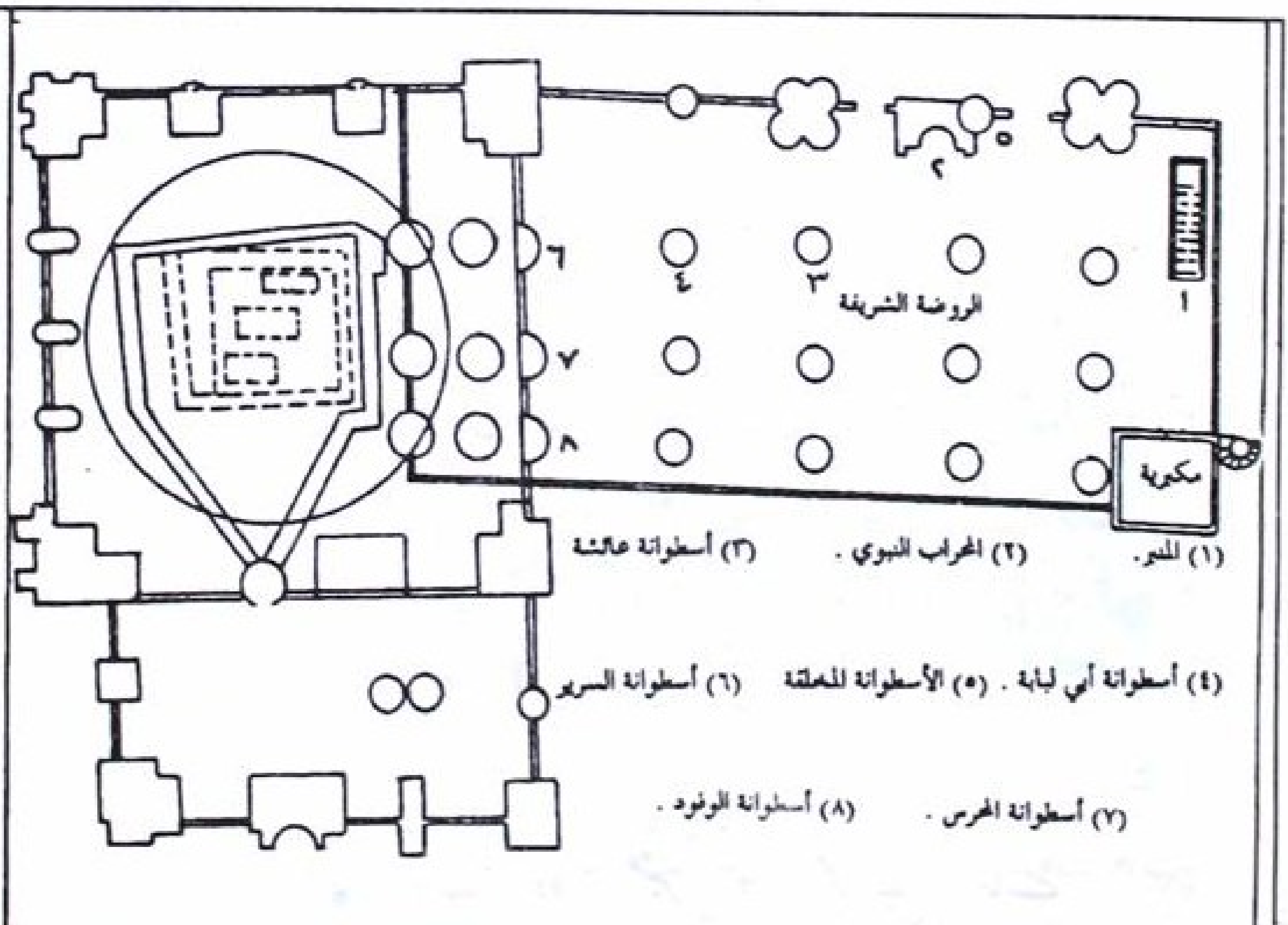
(۹) اسطوانہ مربعۃ القبر۔

(۱۰) مسجد شریف کے سارے ستونوں کی فضیلت۔

۱ ریاض الجنۃ

وہاں مابین بیتی منبری کا ہے جو اک ٹکڑا
وہ ہے جنت کا روضہ اس کے ہم اسرار دیکھیے

ریاض الجنۃ سے مراد وہ جگہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کی قبر شریف اور منبر نبوی کے درمیان ہے اس جگہ کی فضیلت احادیث میں مذکور ہے بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن حوض (کوثر) پر ہوگا۔ اس حدیث کی شرح میں علماء نے لکھا ہے کہ ذکرواذکار سے جو سعادت حاصل ہوتی اور نزول رحمت ہوتی ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے جنت کے باغیچہ میں ہوں۔ خصوصاً روز مبارک نبویؐ میں یا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں کی عبادت حصول جنت کا باعث ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے جب دن اچھا ہو کہ یہ تو جنت کا دن ہے۔ یا اس کے معنی ظاہر پر



ریاض الجنہ، ستون، منبر، اذان کی جگہ، جالیاں اور انکا اندرونی نقشہ

محمول ہوں گے کہ یہ در حقیقت جنت کی باغیچی ہے جسے قیامت کے روز جنت میں منتقل کردیا جائیگا۔ ان تشریحات میں سے آخری قول قوی ہے علامہ سمہودی نے یہ تشریحات لکھ کر کہا ہے کہ میرے نزدیک آخری رائے ہی زیادہ مضبوط ہے ابن نجار کا بھی یہی خیال ہے۔ امام مالک نے اسے ظاہر پر ہی محمول کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ جنت کی باغیچی ہے جسے جنت میں منتقل کردیا جائے گا اور یہ دوسری زمین کی طرح نہیں جو ختم ہو کر فنا ہو جائیگی۔

روضۂ جنت ہوا وہ بقعۂ ارض حرم
جس جگہ پڑتے تھے اکثر آپ کے فرخ قدم (ولی)

ریاض الجنۃ کا رقبہ علامہ سمہودی نے لکھا ہے کہ میں نے رسی سے ناپا ہے حجرہ شریفہ کے قبلہ کی طرف سے منبر کے قبلہ کی جانب تک ۵۳ ذراع کا فاصلہ ہے یعنی ۵،۲۶ میٹر۔ واضح رہے کہ آج کل ریاض الجنۃ کا کچھ حصہ پیتل کی جالیوں کے اندر آگیا ہے جس کی وجہ سے اس کی لمبائی ۲۲ میٹر رہ گئی ہے اور چوڑائی ۱۵ میٹر ہے۔

دنیا کی بہاریں صدقے ہیں جنت کی شگفتہ کیاری پر
کیا عطر میں ڈوبی روح فضا پر کیف ہوائیں ہوتی ہیں

ریاض الجنۃ کے ستون پر پتھر لگانا ریاض الجنۃ کے ستونوں کو نصف حصہ تک سفید پتھر لگانے کا کام سلطان سلیم خان بن سلطان عبدالحمید خان کے دور میں ہو گیا تھا پھر ترکی تعمیر کے دوران اس کی تجدید کی گئی اسے صیقل کیا گیا، اور سونا بھی لگایا گیا۔ برزنجی کہتے ہیں کہ اس طرح ریاض الجنہ کی حدود واضح ہو گئی ہیں۔ ۱۴۰۴ھ میں ان ستونوں کے پتھروں میں چنداں خرابی واقع ہو گئی تو حکومت سعودیہ نے ان ستونوں پر نیا سفید پتھر لگا دیا۔ ❶

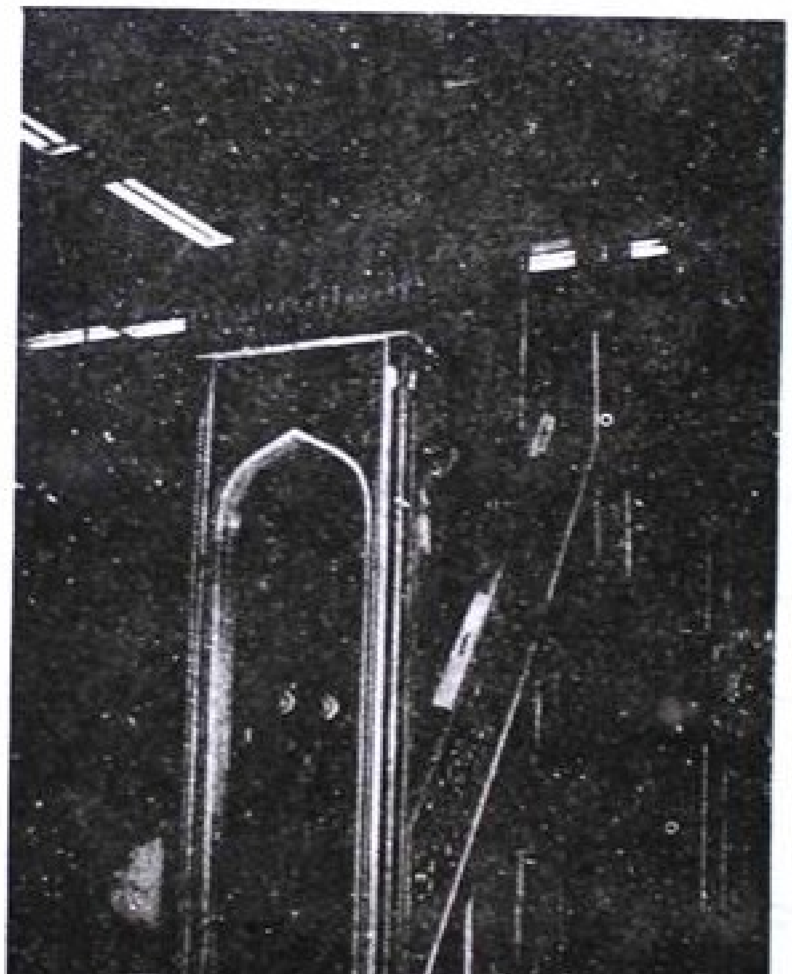
(۲) منبر شریف

آئے ہیں جب وہ منبر و محراب سامنے
تسکیں کے کھل گئے ہیں کئی باب سامنے (تائب)

---

❶ صحیح بخاری۔ حدیث نمبر ۲۹: ۱۸۸۔ اخبار مدینۃ الرسول ﷺ ۳۸۹۔ فتح الباری ج ۴ ص ۱۰۰، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۲۹

نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے اور مسجد میں کھڑے ایک تنے کا سہارا لیتے جب کھڑا ہونا آپؐ کے لئے تکلیف دہ ہوا تو آپؐ کیلئے منبر بنا دیا گیا اور اسے آپ کے مصلے کی مغربی جانب رکھدیا گیا۔ اور منبر آج تک اسی جگہ پر ہی رہا خواہ مسجد میں کتنی ہی توسیع یا تبدیلی کی جاتی رہی۔
بخاری نے حضرت جابرؓ کی روایت بیان کی ہے کہ "نبی اکرم ﷺ جمعہ کے روز ایک درخت یا کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے تو انصار میں سے کسی نے عرض کی: کیا ہم آپ کے لئے منبر نہ بنا دیں تو آپؐ نے فرمایا: جیسے تمہاری مرضی ہو۔ تو انہوں نے بنا دیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپؐ اس پر



کہاں میں اور کہاں اس منبر اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اٹھتی ہے مگر دزدیدہ دزدیدہ

سنگ بھی مہکے ہیں کیسی نکہت انفاس سے
دیر تک محراب و منبر دیکھنا اور سوچنا

منبر شریف

چڑھے تو تنے نے بچے کی طرح چلانا شروع کر دیا آپؐ نے منبر سے اتر کر اسے اپنے سے لپٹا لیا تو اس نے چپ ہونے والے بچے کی طرح ہچکیاں لینی شروع کر دیں حضرت جابرؓ کہتے ہیں چونکہ اس کے پاس اللہ کا ذکر ہوتا تھا (جو نہ رہا) اس لئے وہ رویا"

منبر کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کی ایک باغیچی ہے اور قیامت کے دن منبر حوض (کوثر) پر ہو گا۔ ابن نجار

کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ یہ منبر بعینہ اسی حالت میں حوض پر نصب ہو گا جیسا کہ ساری مخلوق زندہ واپس آجائیگی۔ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ حافظ ابن حجر۔نے بھی اسی بات کو درست قرار دیا ہے۔ خطابی کہتے ہیں :اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے قریب اعمال صالحہ کے مطابق حوض پر حاضری ہو گی اور اس سے پانی پینا نصیب ہو گا۔ امام احمد نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : میرا منبر جنت کی ترع سے ایک ترع پر ہو گا۔ سہل بن سعد نے ترعہ کے معنی دروازہ کیے ہیں بعض نے اونچی جگہ پر باغیچہ اور بعض نے سیڑھی معنی کئے ہیں۔ نسائی میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : میرے منبر کے پائے بہشت کی سیڑھی ہوں گے۔

منبر کے پاس حلف (قسم کھانا) حقوق کی ادائیگی اور پاسداری اور اس کی خلاف ورزی نہ کرنا اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے اسلئے شریعت میں بوقت ضرورت قسم کھانا جائز ہے اور جھوٹی قسم کی سخت ممانعت ہے اس لئے کہ اس میں حقداروں کے حقوق ضائع ہوتے ہیں اور یہ عذاب اور سزا اور زیادہ سخت ہو جائیگی جب کہ منبر نبوی اور مسجد شریف میں جھوٹی قسم کھائی جائے۔ منبر کے پاس قسم کھانے کی نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اجازت ہے۔ طبقات میں ابن سعد نے روایت کی ہے کہ منبر کے پاس حقوق پر قسم کھانا رسول اللہ ﷺ نے مسنون قرار دیا ہے۔ ابو داؤد میں جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائیگا خواہ سبز مسواک کے متعلق ہی ہو، اس کا ٹھکانہ دوزخ میں بن گیا یا فرمایا کہ دوزخ اس کے لئے لازم ہو گیا۔[1]

منبر کی تاریخی حیثیت ۸ھ میں مقام غابہ (خلیل) کے جھاؤ سے تین سیڑھیوں کا منبر بنایا گیا۔ اوپر کے حصہ پر نبی اکرم ﷺ تشریف رکھتے اور دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھتے۔ خلیفہ اوّل حضرت ابو بکرؓ اپنے دور خلافت میں دوسری سیڑھی پر بیٹھتے اور نچلی سیڑھی پر پاؤں رکھتے اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ اپنے خلافت میں تیسری سیڑھی پر بیٹھتے اور پاؤں زمین پر رکھتے۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ جب خلیفہ بنائے گئے تو وہ بھی چھ سال تک حضرت عمر فاروق کی طرح کرتے رہے بعد میں انہوں نے اسی جگہ بیٹھنا شروع کر دیا جہاں نبی اکرم ﷺ بیٹھتے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے جب حج کیا

---

[1] سنن نسائی۔ باب فضل مسجد النبی ﷺ سنن ابی داود۔ حدیث نمبر ۱۶: ۳۲۴۶۔ سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۳: ۲۳۲۵۔ خلاصۃ الوفا ۵ ۱۴۱۴ الشفاء ج ۲ ص ۶۸۳ مسند احمد ج ۵ ص ۳۳۹، الطبقات الکبریٰ ج ا ص ۲۵۰

توکمال بصیرت سے منبر شریف نو سیڑھیوں والا بنادیا، تاکہ اس کی پہلی اور تیسری سیڑھی پر بیٹھنے کی بناء پر آئندہ کوئی اختلاف نمودار نہ ہو، اسکے بعد میں امراء ساتویں سیڑھی پر بیٹھتے چلے آئے اور منبر کی یہی شکل رہی تا آنکہ ۶۵۴ھ ۱۲۵۶ء مسجد میں آتشزدگی ہوگئی اور منبر بھی جل گیا۔ ۶۵۶ھ ۱۲۵۸ء میں شاہ یمن نے منبر بنایا۔ ۶۶۶ھ ۱۲۶۸ء میں سلطان ظاہر بیبرس کا بھیجا ہوا منبر رکھا گیا۔ پھر ۷۹۷ھ سلطان برقوق کا بھیجا ہوا منبر رکھا گیا۔ ۸۲۰ھ میں سلطان مؤید کا بھیجا ہوا منبر رکھا گیا جو ۸۸۶ھ ۱۴۸۱ء کی آتشزدگی میں جل گیا۔ پھر اہل مدینہ نے اینٹوں کا منبر تعمیر کیا جس پر سفید چونے کا پلستر کیا گیا۔ ۸۸۸ھ ۱۴۸۳ء میں شاہ اشرف قاتیبائی نے سفید پتھر کا منبر بھیجا جسے بعد میں مسجد قباء میں منتقل کر دیا گیا اور اس کی جگہ ۹۹۸ھ میں سلطان مراد سوم عثمانی کی طرف سے بھیجا ہوا منبر استوار کر دیا گیا۔ یہ منبر انتہائی حسین و جمیل سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اس پر سوناکاری اور اعلیٰ نقش و نگار کیے گئے ہیں اوپر کی جانب ایک چھوٹا سا بڑا خوبصورت گنبد ہے جو سنگ مرمر کے نازک ترین پاؤں پر استوار ہے اس کے دروازے پر کنگرے ہیں جن پر سونا لگا ہوا ہے اس کی چمک دمک ایسی ہے جیسے آج ہی بنا ہو۔ حکومت سعودیہ کے اہتمام سے اس پر خالص سونے کا پالش کیا گیا ہے یہ منبر اسی جگہ ہے جہاں محراب نبویؐ کے مغرب میں امام المرسلین ﷺ کا منبر ہوا کرتا تھا۔ اس منبر کی بارہ سیڑھیاں ہیں۔ تمین دروازے سے باہر اور نواندر، آج تک یہی منبر مسجد نبوی کی زینت ہے۔ منبر کے دروازے پر عربی اشعار لکھے ہوئے ہیں جنکا ترجمہ یہ ہے :

سلطان مراد بن سلیم نے آخرت کے بہترین توشے کے حصول کیلئے اسے بھیجا ہے۔
بلندیوں میں اس کی سلطنت ہمیشہ رہے۔ شہروں میں سے بہترین شہر اسکے زیر سایہ امن میں رہے۔
بخدمت باغیچہ مصطفیٰ ہمارے رب کے درود اس پر جس کے ذریعہ سب دنیا کو اس نے ہدایت بخشی۔
دل کی سچائی سے ہدایت و برکت کے حصول کیلئے اس کے ارکان کی تعمیر کی گئی۔
ایسا منبر کہ اس کی بلندیوں سے ہدایت بلند ہو۔ ہدایت پانے والے جس کا ارادہ کریں۔
سعد نے اس کی الہامی تاریخ کہی بنایا منبر سلطان مراد نے ❶

☆☆☆☆☆

❶ اخبار مدینۃ الرسول ﷺ ۸۱، فتح الباری، ج۲ ص ۳۹۹، مرآۃ الحرمین الشریفین ج۱ ص ۴۷۱

(۳) تنے سے خوشبو والے ستون تک (ستون حنانہ)

خوشبو والا ستون اس کھجور کے تنے کی جگہ پر ہے جس کے پاس رسول اکرم ﷺ نماز ادا کیا کرتے تھے اور منبر بنائے جانے سے پہلے خطبہ دیتے ہوئے اس کا سہارا لیتے تھے۔

یہ تنا رسول اللہ ﷺ کے مصلے کے قریب گاڑا گیا تھا۔ ابن جوزی نے ابن بریدہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ دیتے اور قیام لمبا ہوتا جو آپ کیلئے تکلیف دہ ہوتا اس لئے ایک تنا لاکر زمین کھود کر گاڑ دیا گیا جب آپ خطبہ دیتے تو اس کا سہارا لے لیتے۔

(تنے کا چلانا) یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے جو دوسرے انبیاء میں آپ کیلئے ہی اللہ تعالیٰ نے خاص فرمادیا تھا۔ بہت سی احادیث و آثار میں اس کا تذکرہ آیا ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک تنے کے پاس نماز ادا کیا کرتے تھے جبکہ مسجد پر چھپر تھا اور اس تنے کے پاس ہی خطبہ ارشاد فرماتے۔ صحابہؓ میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کیلئے ایسی چیز نہ بنادیں کہ جمعہ کے روز آپ اس پر کھڑے ہوں اور لوگ آپ کو دیکھ بھی سکیں اور آپ انہیں اپنا خطبہ سنا سکیں آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ تو تین سیڑھیاں بنادی گئیں یہ تیسری ہی ان میں سب سے اونچی تھی جس جگہ پر آج منبر ہے اسی جگہ پر اسے رکھا گیا۔ جمعہ کے روز جب آپؐ اس تنے سے آگے بڑھے اور منبر پر کھڑے ہوئے تو تنے نے چلانا شروع کر دیا تا آنکہ وہ پھٹنے کو ہو گیا۔ اس کی آواز سن کر نبی اکرم ﷺ منبر سے اتر پڑے اور اس پر ہاتھ پھیرا تو اس میں سکون آگیا۔ پھر آپؐ منبر کی طرف تشریف لائے لیکن جب بھی نماز ادا فرماتے اس کے پاس ادا فرماتے۔ جب مسجد میں توسیع کی گئی تو اس تنے کو حضرت ابی بن کعب لے گئے وہ ان کے گھر میں ہی رہا تا آنکہ بوسیدہ ہو کر مٹی بن گیا۔ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

آپ کی نسبت سے جنت میں گئے نخل و جبل
آپ کی الفت ہے وجہِ ثقل میزان عمل (ولی)

بخاری نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ مسجد کی چھت کھجور کے تنوں پر استوار تھی۔ نبی اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے ایک تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ جب آپؐ کے لئے منبر بنادیا گیا، آپ اس پر کھڑے تھے کہ ہم نے اس تنے سے ایسی آواز سنی جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی بلبلاتی ہے۔ حضرت حسن بصریؒ جب حدیث بیان فرماتے تو روتے اور فرماتے: اللہ کے بندو! یہ لکڑی

بھی نبی اکرم ﷺ کی محبت سے تڑپتی تھی تم کو آپؐ کی زیارت اور آخرت میں ملاقات کا زیادہ شوق اور تڑپ ہونی چاہیے۔ بیہقی فرماتے ہیں کہ تنے کا چلانا اس بات کی دلیل ہے کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ جمادات میں بھی ایسا اور ایک پیدا فرما دیتے ہیں جیسے کہ حیوان میں ہوتا ہے بلکہ انسان جیسا۔ امام شافعی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ معجزات محمد ﷺ کو عطا کئے ہیں کسی اور نبی کو عطا نہیں کئے کسی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تھا۔ تو امام شافعیؒ نے فرمایا کہ آپؐ کو ستون کے رونے کا معجزہ دیا گیا کہ خشک تنے سے آواز سنی گئی یہ معجزہ اس سے بڑا ہے۔

انکا ہر معجزہ ایسا بھاری ہوا جس سے باطل پہ اک لرزہ طاری ہوا
ان کی انگشت سے چشمہ جاری ہوا اک اشارہ پہ مہ جن کے قربان ہے (ولی)

تنے کی تدفین کی جگہ اس جگہ کو متعین کرنے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ ابن ابی الزناد کہتے ہیں کہ یہ تنا نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے دور میں اپنی جگہ پر رہا جب حضرت عثمانؓ نے مسجد کو از سر نو تعمیر کیا تو اس موقعہ پر یہ تنا کہاں گیا؟ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب لے گئے اور ان کے ہاں ہی اسے کیڑے نے کھا لیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے اسی جگہ پر دفن کر دیا گیا اور بعض کا خیال ہے کہ منبر کے نیچے دفن کیا گیا بعض منبر کے دائیں جانب کہتے ہیں اور بعض بائیں جانب۔ واللہ اعلم بالصواب.

خوشبو والا ستون

استنِ حنانہ اُس جانب چشم و نظر کا مرکز و محور
اور اِدھر محراب پیغمبر ﷺ

یہ ستون دوسرے ستونوں سے اس لئے مختلف ہے کہ یہ اسی جگہ ہے۔ جہاں ستون حنانہ تھا۔ جس سے نبی اکرم ﷺ منبر بننے سے پہلے تکیہ لگاتے تھے۔ اور فرض نماز اسکے پاس ادا فرماتے تھے۔ صحابہ و تابعین اور بعد میں آنے والے صلحائے امت بھی یہاں نماز ادا کرنا پسند فرماتے تھے، یہ ستون محراب نبویؐ سے متصل ہے اور اس پر "هذه أسطوانة المخلقة" کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں اسے مخلقہ اسلئے کہتے ہیں کہ اس پر خلوق کی خوشبو لگائی جاتی تھی۔ ابن نجار کہتے ہیں کہ ستون حنانہ کی جگہ ہی ستون مخلقہ ہے جو محراب نبویؐ کے عقب میں داہنی جانب ہے۔ اسے اسطوانۂ مصحف بھی کہا جاتا رہا، اس لئے کہ مالک بن انس کی روایت ہے کہ حجاج نے بڑے بڑے شہروں میں قرآن مجید کے نسخے بھیجے

تھے۔ مدینہ منورہ جو نسخہ بھجا وہ ایک بڑے صندوق میں تھا جو اس ستون کی داہنی جانب رکھا گیا۔

فضیلت اسطوانہ مخلقہ (ستون حنانہ) اس سلسلہ میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ مثلا بخاری و مسلم میں یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع کے ہمرہ آتا وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے جہاں مصحف رکھا ہوا تھا میں نے ان سے کہا اے ابو مسلم آپ اس ستون کے پاس نماز ادا کرنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ: میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہاں نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلمۃ بن اکوع مصحف کی جگہ پر نفل نماز ادا کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔ امام مالک سے سوال کیا گیا کہ مسجد نبوی میں کہاں نماز ادا کرنا آپ کو پسند ہے؟ فرمایا: نفل تو نبی اکرم ﷺ کے مصلے پر اور فرض نماز پہلی صف میں (مصلے سے مراد یہاں ستون مخلقہ (ستون حنانہ) ہی ہے [1]

ملی کیا شان حنانہ کو سرکار دو عالم سے
رہے گا تا قیامت گنبدِ خضرا کے سائے میں (تائب)

(۴) ستون عائشہ رضی اللہ عنہا

یہ ستون منبر کی طرف سے تیسرا، قبر کی طرف سے تیسرا، اور قبلہ کی طرف سے بھی تیسرا ہے اسے ستون عائشہ رضی اللہ عنہا، ستون قرعہ اور ستون مہاجرین بھی کہا جاتا ہے اس پر "اسطوانة عائشة" لکھا ہوا ہے۔

وجہ تسمیہ اسے ستون قرعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہاں نماز کی ادائیگی کیلئے آپس میں قرعہ اندازی کریں۔ اور ستون عائشہ رضی اللہ عنہا اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی نشاندہی کرتے ہوئے حدیث کی مراد واضح کی تھی۔ اور اسطوانہ مہاجرین اسلئے کہتے ہیں کہ قریشی مہاجرین عام طور پر یہاں بیٹھتے تھے۔

ستونِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہیں جلوہ فگن اب تک
ریاض روضۂ جنت کی اور انوار کی باتیں

---

[1] صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۵ :۳۵۸۵، ۸ر ۵۰۲ صحیح مسلم حدیث نمبر ۴ :۵۰۹۔ سنن لن ماجہ، حدیث نمبر ۵ :۱۴۱۴ الوفا باحوال المصطفی ﷺ ج ا ص ۴۹۰ شرح الشفاء ج ۳ ص ۶۳ فتح الباری ص ۶۰۳ وفاء الوفا ج ۲ ص ۳۹۴۔ ج ا ص ۳۶۸

روایت قرعہ طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ستون کے پاس مسجد میں ایسی جگہ ہے اگر لوگوں کو اسکی فضیلت معلوم ہو جائے تو قرعہ اندازی کر کے وہاں نماز ادا کیا کریں (یہ بات بیان کرتے وقت) حضرت عائشہؓ کے پاس صحابہ اور مہاجرین کی اولاد بیٹھی تھی انہوں نے سوال کیا کہ :اُم المؤمنین وہ کونسی جگہ ہے ؟ تو وہ چپ ہو رہیں۔ چنداں بیٹھنے کے بعد وہ چلے گئے صرف ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ بیٹھے رہے۔ وہ حضرات آپس میں کہنے لگے کہ اسے بتلا دینگی تو مسجد میں غور کرتے رہنا کہ وہ آکر کہاں نماز ادا کرتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد وہ نکلے اور اس ستون کے پاس نماز ادا کی ان کے ساتھی سمجھ گئے کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں یہ جگہ متعین کر کے بتا دی ہے اسلئے اسے اسطوانہ قرعہ کہا جاتا رہا۔ ابن النجار نے ابن زبیر بن حبیب سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وہاں دس بارہ روز فرض نماز پڑھائی بعد میں اپنے مصلے میں پڑھانی شروع کر دی اور پھر یہ ستون آپ کی پشت پر ہوتا۔ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ، زبیرؓ، ان کے بیٹے عبداللہ اور عامر بن عبداللہ وہاں نماز ادا کرتے رہے۔ مہاجرین قریش وہاں جمع ہوا کرتے تھے اس لئے اسے مجلس مہاجرین کہا جاتا۔ یہ بھی دعاؤں کی قبولیت کی جگہ ہے۔ ❶

(٦) ستون ابو لبابہ

یہ منبر سے چوتھا، قبر شریف سے دوسرا اور قبلہ سے تیسرا ستون ہے۔ وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ حضرت ابو لبابہؓ نے اپنے آپکو اس سے باندھ دیا تھا۔ کہ یا وہ اسی حالت میں مر جائیں گے یا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماویں۔ اسے اسطوانہ توبہ بھی کہا جاتا ہے اسلئے کہ ابو لبابہؓ اس سے بندھے تھے کہ ان کی توبہ قبول ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ یہاں بھی نماز ادا کرتے رہے ہیں جیسے کہ محمد بن کعب کی روایت ہے کہ یہاں آپؐ نفل نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اس ستون کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی قبر شریف اور آپؐ کے سر مبارک کے برابر میں ہے۔

واقعہ ابو لبابہ اور ان کی توبہ

دلاتا ہے ستون اک یاد توبہ کرنے والوں کی
قبولِ توبہ کی اور ان کے استغفار کی باتیں

❶ معجم اوسط، طبرانی۔ حدیث نمبر ٨٦٦، وفاء الوفا ج۲، ص ۳۸۰۔

نبی کریم ﷺ نے حکم الٰہی کے مطابق بنو قریظہ یہودیوں کی غداری کی وجہ سے انکا محاصرہ فرمایا اور انہیں کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو قبول کرلو۔ یہودیوں نے حضرت ابو لبابہؓ سے سابقہ شناسائی کی وجہ سے عرض کیا کہ ہم اپنے معاملہ میں ان سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں بھیج دیا تو یہودیوں نے انہیں دیکھ کر رونا اور چلانا شروع کردیا جس سے حضرت ابو لبابہؓ کے دل میں رقت پیدا ہوئی اب بنو قریظہ نے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم محمد ﷺ کو فیصل تسلیم کرلیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، ساتھ ہی ہاتھ گلے پر لگا کر اشارہ کردیا کہ اس کا نتیجہ تمہارا قتل ہوگا حضرت ابو لبابہؓ کا بیان ہے کہ بخدا مجھے اسی وقت خیال آیا کہ میں تو خدا اور رسولؐ کی خیانت کا مرتکب ہوگیا ہوں۔ ابو لبابہ نبی اکرم ﷺ سے ملے بغیر مسجد نبوی میں آئے۔ اور مسجد کے ستون سے اپنے کو باندھ دیا اور کہا میں اسی حال میں رہوں گا تا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس فعل پر میری توبہ قبول فرمالیں اور عہد کیا کہ اب وہ بنو قریظہ کے ہاں کبھی نہ جائیگا اور نہ ہی اس سرزمین پر پاؤں رکھے گا جہاں وہ اللہ اور رسولؐ کی خیانت کا مرتکب ہوا ہے۔ انہوں نے جب واپسی میں دیر کردی تو رسول اکرم ﷺ کو سارا قصہ بتلا دیا گیا آپؐ نے فرمایا اگر وہ سیدھا میرے پاس آجاتا تو میں اسکے لیے استغفار کرتا۔ اب چونکہ اس نے خود یہ کام کیا ہے تو میں اسے کبھی نہ کھولوں گا تا کہ اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمالیں۔ کچھ دنوں بعد سحری کے وقت نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ ابو لبابہؓ کی توبہ قبول کرلیگئی ہے اس وقت آپؐ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سحری کے وقت نبی کریم ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو عرض کی کہ یا رسول اللہؐ خدا آپ کو ہنستا مسکراتا رکھے کس بات پر آپ مسکرا رہے ہیں؟ فرمایا: ابو لبابہؓ کی توبہ قبول کرلی گئی ہے تو انہوں نے عرض کیا: کیا میں اسے خوشخبری نہ دیدوں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: اگر تمہاری مرضی ہو تو کیوں نہیں۔ وہ اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہو گئیں اور فرمایا: ابو لبابہؓ! مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی (یہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں لوگ حضرت ابو لبابہؓ کو کھولنے دوڑ پڑے تو انہوں نے کہا: نہیں بخدا اللہ کے رسولؐ ہی مجھے اپنے بابرکت ہاتھوں سے کھولیں گے۔ صبح کی نماز کیلئے نبی اکرم ﷺ جب حجرہ سے نکلے تو انہیں کھولا ❶

❶ مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۳۸۔ تفسیر ابن کثیر۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ج ۳ ص ۲۳۷

(۶) ستون سریر

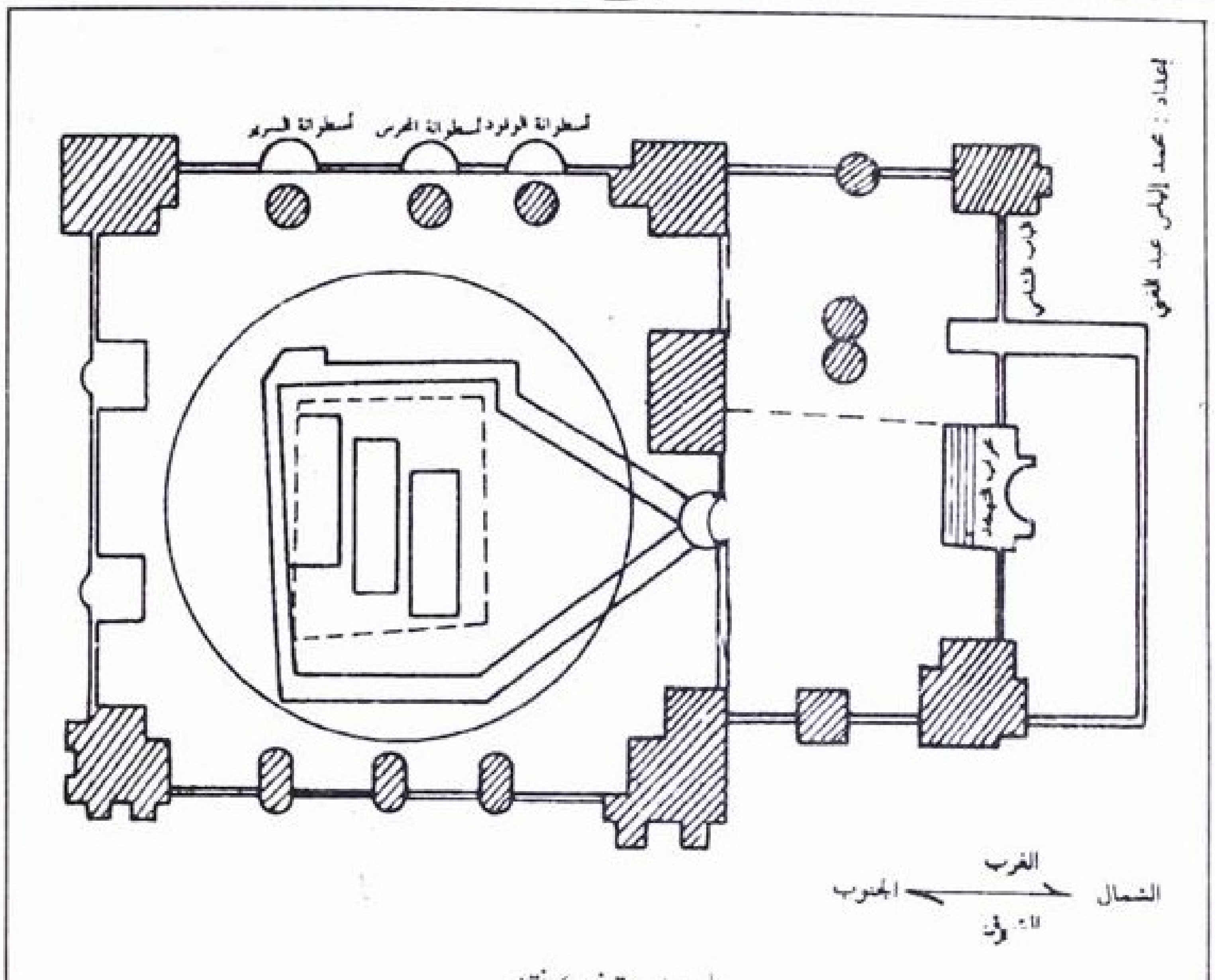
نشاناتِ سریر وصفہ سے آنکھیں ہوئیں روشن
ملی دل کو طراوت گنبدِ خضراء کے سایہ میں(تائب)

یہ ستون ستون توبہ کے مشرق میں جالی سے ملحق ہے اس پر ھذہ اسطوانۃ السریر لکھا ہوا ہے یہ اس کا نام اسلئے ہے کہ مسجد میں اعتکاف کے وقت آپکیﷺ نشست یہاں ہوتی تھی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف میں بیٹھتے تو اسطوانہ توبہ کی پچھلی طرف آپ کا بستر یا چارپائی بچھادی جاتی۔ جو شخص ریاض الجنۃ میں اسطوانہ سریر کے قریب ہو تو وہ آپؐ کے سر مبارک کے بھی برابر ہو گا۔ اس جگہ کی عظمت کیوجہ سے امام مالک مسجد شریف میں اس جگہ بیٹھتے جہاں آنحضور ﷺ اور پھر فاروق اعظمؓ بیٹھتے جن کا اعتکاف کیلئے یہیں بستر بچھایا جاتا۔

(۷) ستون حرس

ستونِ حرس سے قبلہ کی جانب دو قدم بڑھ کر
منقش ہیں سریر سیدابرارؐ کی باتیں

یہ ستون بھی جالی سے ملحق ہے ستون سریر کے جانب شمال پیچھے واقع ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے "**ھذہ اسطوانۃ الحرس** "اسے اس لئے محرس کہتے ہیں کہ یہاں وہ صحابہ بیٹھتے تھے جو آپﷺ کی حفاظت پر مامور تھے۔ اسے اسطوانہ علی مرتضیٰؓ بھی کہتے ہیں اس لیے کہ وہ یہاں نماز ادا کرتے تھے نیز وہاں حفاظت کی ذمہ داری ادا کرتے تھے۔ اس طرف حضرت عائشہؓ کے کمرے کا دروازہ کھلتا تھا جس سے آپؐ تشریف لاتے اور ریاض الجنۃ میں نماز ادا کرتے تھے۔ بہت سے امراء مدینہ بھی اس ستون کے قریب نماز ادا کرتے تھے بروایت حاکم حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہاں نبی اکرم ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا تاآنکہ یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس﴾ اور اللہ لوگوں سے تیری حفاظت خود کرے گا" تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لوگو چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کی ذمہ داری اٹھالی ہے حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ بھی حفاظت کرنے والوں میں شامل تھے جب آیت ﴿وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس﴾ نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے حفاظت کرانا چھوڑ دیا۔



جالیوں اور ستونوں کا نقشہ

(۸) ستون وفود

درِ اقدس کی اک جانب ستون ہے تکیہ گاہ انکا
صحابہؓ بیٹھ کر سنتے تھے یاں سرکارؐ کی باتیں

یہ بھی جالی کے ساتھ ملحق ہے اور اسطوانہ محرس کے شمال کی جانب ہے۔ جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "هذه اسطوانة الوفود" اس کا نام اسطوانہ وفود اس لئے ہے کہ جب عرب کے وفد حاضر خدمت ہوتے تو آپؐ ان سے اس جگہ ملاقات فرماتے۔ اسے مجلس قلادۃ بھی کہتے تھے اسلئے کہ بڑے بڑے صحابہ کی نشست یہاں ہوتی تھی۔

نظر آئے تہجد اور وفود و وحی کے منظر
ہوئی بارانِ رحمت گنبدِ خضراء کے سائے میں (تائب)

برزنجی کہتے ہیں کہ تینوں ستون، سریر، محرس، وفود دراصل یہ جالی کے اندر ہیں جن کی

نشاندہی کیلئے ان سے متصل نصف نصف ستون جالیوں سے باہر بنادیا گیا ہے جو اشرف قایتبائی کے زمانہ میں ۸۸۸ھ ۱۴۸۳ء میں جالیاں نصب کرتے وقت تعمیر کیا گیا۔

(۹) ستون مربعۃ القبر

جبریل کی آمد کا وہ احساس وتصور
وہ پچھلے پہر مہبط انوار کا عالم

یہ اس دیوار حجرہ کے برابر میں ہے جسے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے تعمیر کیا یہ اسطوانہ وفود کی مشرقی جانب ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ حجرہ عائشہؓ کے مغربی شمالی کونے میں واقع ہے اور اس سے ملحق ہے اسے مقام جبریلؑ بھی کہتے ہیں۔ جس کی وجہ تسمیہ کے متعلق سمہودی کہتے ہیں: میں اور تو نہیں جان سکا ماسوائے اس کے کہ ابن جبیر نے اس محل شریفہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس پر پردہ پڑا ہوا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت جبریلؑ کے نزول کا مقام ہے ❶

(۱۰) مسجد شریف کے ستونوں کی فضیلت

حضرات صحابہؓ نماز کیلئے ستونوں کی طرف جلدی سے پہنچتے۔ بخاری نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے صحابہؓ مغرب کے وقت مسجد کے ستونوں کی طرف جلدی جلدی پہنچتے۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ باتیں کرنے والوں سے نماز ادا کرنے والوں کا ستونوں پر زیادہ حق ہے۔ حافظ ابن حجر اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نماز ادا کرنے والے نے اس سے سترہ کا کام لینا ہے اس لئے اس کا حق زیادہ ہے۔ ابن نجار کہتے ہیں کہ مسجد کے سب ستون متبرک ہیں اور ان کے پاس نماز کی ادائیگی مستحب ہے اس لئے کہ کسی نہ کسی صحابی نے وہاں نماز پڑھی ہو گی۔

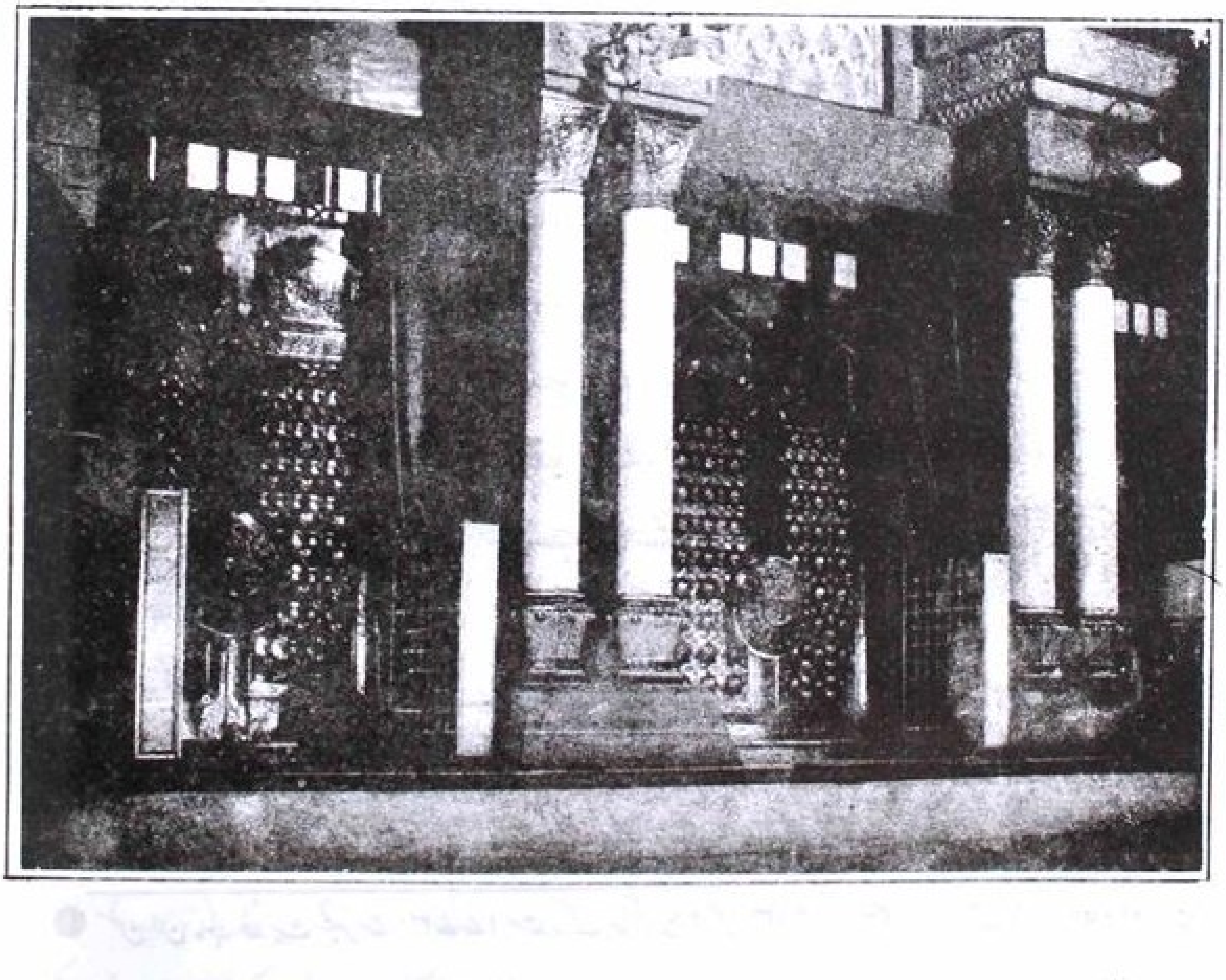
جس خاک پہ اصحابؓ کے سجدوں کے نشان ہیں
وہ ہے مرے اسلاف کی تاریخ کا حصہ (تائب)

نوٹ یہ بیان ہو چکا کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جانب قبلہ کا مسقف حصہ تین دالانوں پر مشتمل تھا اور اسکے ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔ جس نے بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا وہ ستونوں کے اصل

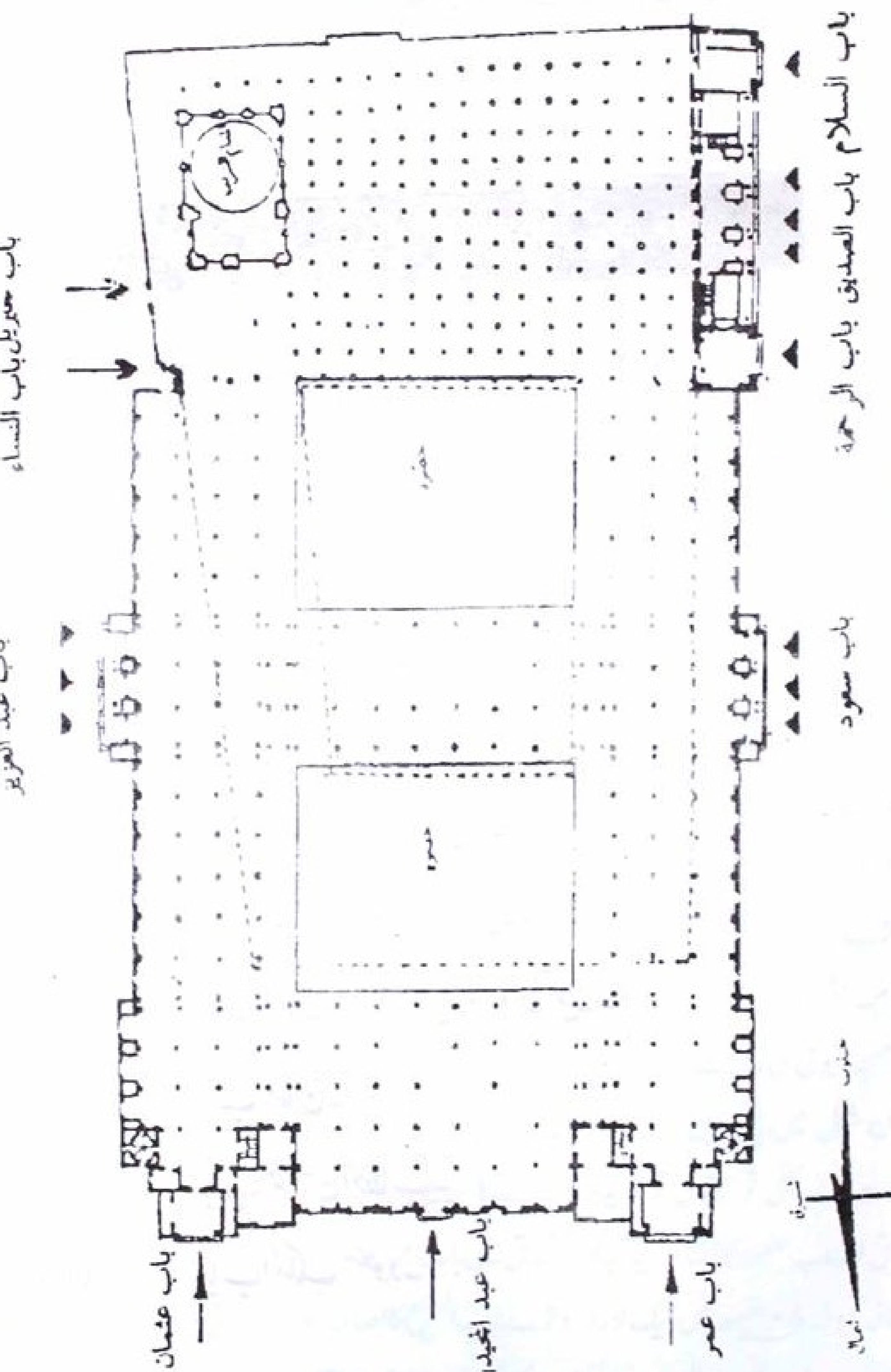
---

❶ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۷ : ۱۷۷۳ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۱۳ الدر المنثور ج ۲ ص ۲۹۸ وفاء الوفا ج ۲ ص ۴۴۸ نزہۃ الناظرین ۵۷

مقامات کا خیال کرتا چلا آیا اور یہ ستون اسی جگہ استوار کئے جہاں رسول اکرم ﷺ کے دور مبارک میں تھے ترکی تعمیر کے دوران صالح آفندی معمار نے ان کی جگہ بدلنے کا پروگرام بنایا تاکہ انکا فاصلہ بڑھا دیا جائے لیکن ایسا نہ کر سکا چونکہ اس بارہ میں علمائے مدینہ کا اختلاف ہو گیا بعض اس کے حق میں تھے اور بعض مخالف، جو علماء تبدیلی کے مخالف تھے وہ یہ کہتے تھے کہ تاریخی ستونوں سے بہت سی یادیں وابستہ ہیں اور ان کے فضائل احادیث میں آئے ہیں اس لئے ان میں تبدیلی درست نہیں۔ بعض ستون ایسے ہیں جن کے پاس دعا قبول ہوتی ہے اور بعض کے ساتھ حضرات صحابہؓ کی خاص یادیں وابستہ ہیں۔ بہر حال موافق و مخالف نے اپنے دلائل لکھ کر سلطان ترکی کو بھیج دیئے جس پر سلطان کا حکم آیا کہ ستونوں کی سابقہ جگہ میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے اسلئے کہ آثار شریفہ میں تبدیلی نامناسب ہے جیسے اور جہاں بھی دور نبویؐ میں ستون تھے وہیں انہیں تعمیر کیا جائے۔ اور ایسے ہی حکم شاہی کی تعمیل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ستون تاریخی یادگار تھے اور ترکی تعمیر میں بھی انہیں وہیں استوار کیا گیا جہاں وہ دور نبویؐ میں تھے ⓿



⓿ صحیح بخاری حدیث نمبر ۸ : ۵۰۲ فتح الباری ج ۱ ص ۵۷۷ نزہۃ الناظر ص ۳۶



پہلی سعودی توسیع کے بعد دروازوں کا منظر

حصہ ششم۔ قدیم مسجد نبویؐ کے دروازے

(۱) دروازوں کے متعلق چند تاریخی حقائق۔

(۲) باب جبریل اور وجہ تسمیہ۔

(۳) باب النساء اور وجہ تسمیہ۔

(۴) باب الرحمۃ اور وجہ تسمیہ۔

(۵) خوخہ ابو بکر صدیقؓ۔

(۶) باب السلام اور وجہ تسمیہ۔

(۷) باب عبدالمجید اور وجہ تسمیہ۔

(۸) باب الملک عبدالعزیز اور وجہ تسمیہ۔

(۹) باب عثمانؓ۔

(۱۰) باب عمر بن الخطابؓ۔

(۱۱) باب الملک سعود۔

① دروازوں کے متعلق چند تاریخی حقائق

نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کے تین دروازے رکھے تھے۔ ایک دروازہ مسجد کے جنوب میں دوسرا مغرب کی طرف جسے باب الرحمۃ کہتے ہیں اور تیسرا دروازہ مشرق کی طرف، جس سے آپؐ مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ جسے باب جبریلؑ کہا جاتا ہے۔ جب قبلہ کی تبدیلی کا حکم آگیا تو جنوبی دروازہ بند کر دیا گیا اور اسکی جگہ شمالی جانب دروازہ بنایا گیا۔ خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطابؓ نے مسجد کی توسیع کی تو دروازوں کی تعداد چھ کر دی، دو قبلہ کی داہنی جانب، دو بائیں جانب اور دو دروازے مسجد کی شمالی جانب، گویا دور نبوی کے دروازوں میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی البتہ مشرقی دیوار میں باب النساء مغربی میں باب السلام اور شمال میں ایک دروازہ کا اضافہ کیا گیا۔ دور عثمانی میں توسیع کرتے ہوئے ان چھ دروازوں کو بحال رکھا گیا اور کوئی ردوبدل نہ کیا گیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں دروازوں کی تعداد بیس ہو گئی آٹھ مشرق میں آٹھ مغرب میں اور چار شمال میں۔

مہدی عباسی کے دور میں ان کی تعداد چوبیس ہو گئی قبلہ کی طرف چار خصوصی دروازے از سر نو رکھے گئے۔ اور بیس عمومی دروازے حسب سابق رہے، بعد میں رفتہ رفتہ یہ دروازے بند ہو گئے اور صرف چار دروازے کھلے رہ گئے۔ جیسا کہ ابن جبیر نے لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں چار کے علاوہ سب دروازے بند کر دیئے گئے۔ مغرب میں دو دروازے جن میں سے ایک باب الرحمۃ ہے دوسرا باب السلام۔ مشرق میں دو دروازے باب جبریل اور باب النساء ہیں۔ یاد رہے کہ ابن جبیر نے سنہ ۵۷۸ھ میں مسجد نبوی کی زیارت کی تھی عرصہ دراز تک مسجد کے یہی چار دروازے رہے تا کہ ترکی تعمیر کے دوران شمال میں پانچویں دروازے باب مجیدی کا اضافہ کیا گیا۔ اب جبکہ ۱۳۷۵ھ میں سعودی حکومت نے پہلی توسیع کی تو مزید دروازے بنا دیئے جن کی کل تعداد دس ہو گئی۔ مغرب میں باب صدیق اور باب سعود کا اضافہ کیا گیا اور مشرق میں باب عبد العزیز بنایا گیا شمال میں باب عمر اور باب عثمان کا اضافہ ہوا۔ ۱۴۰۸ھ میں ایک اور دروازے باب البقیع کا اضافہ ہوا جو مشرقی دیوار میں باب السلام کے بالمقابل ہے۔ اب علیحدہ علیحدہ ہر دروازے کا تعارف ملاحظہ ہو ❶

---

❶ رحلۃ ابن جبیر ۱۵۴۔ تحقیق النصرۃ ۵۷ وفاء الوفاء ج ۲ ص ۶۸۶ نزہۃ الناظرین ۸۲

۲ باب جبرئیل

یہ دروازہ مسجد نبوی شریف کی مشرقی دیوار میں ہے اسے باب النبی ﷺ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ اسی دروازہ سے مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ آپؐ کے زمانہ میں مشرقی جانب اور کوئی دروازہ نہ تھا۔ اسے باب عثمانؓ بھی کہتے تھے اسلئے کہ یہ حضرت عثمانؓ کی رہائش گاہ کے سامنے تھا۔ اور باب جبریل اس لئے کہتے ہیں کہ جنگ خندق کے بعد حضرت جبریل گھوڑے پر سوار اس دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کو بنو قریظہ پر حملہ کرنے کا پیغام دیا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ جنگ خندق سے فارغ ہو کر آئے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا تو حضرت جبرئیل آئے اور کہا کہ آپؐ نے تو ہتھیار اتار کر رکھ دیے ہیں بخدا ہم (فرشتے) تو اسی طرح ہتھیار بند ہیں، ابھی ادھر چلیے فرمایا: کدھر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں دروازے کی درزوں سے حضرت جبریل کو دیکھ رہی تھی جنکا سر غبار آلود تھا۔ ❶ نبی کریم ﷺ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں نبی اکرم ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں سے کوئی شخص گزرا ہے تو لوگوں نے بتایا کہ ابھی سفید و سیاہ رنگ خچر پر سوار دحیہ کلبی گذرا ہے جس کے نیچے ریشمی چادر تھی۔ فرمایا: ایسے نہیں وہ تو جبریل تھا جسے بنو قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ ان کے قلعوں کو ہلا ڈالے اور ان کے دلوں پر رعب ڈال دے۔ ❷ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت جبریلؑ دحیہ کلبی کی شکل میں آئے تھے۔ یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت جبریل یہ تاریخی پیغام دینے اس مشرقی دروازہ پر آئے تھے اس لیے اسے باب جبریلؑ کہا جاتا ہے۔

جب حضرت جبریل نبی کریم ﷺ کو بنو قریظہ پر حملہ آور ہونے کو کہنے آئے تو حجرہ عائشہؓ کے پاس مشرقی جانب کھڑے ہوئے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جب مسجد کی توسیع کی تو حجرہ کے بالمقابل اس جگہ دروازہ رکھا۔ بعد میں دیوار کی تجدید کرتے ہوئے اسے بند کر دیا گیا۔ آجکل اس جگہ ایک کھڑکی ہے جو مسجد کے باہر کھلتی ہے یہ باب جبرئیل سے دوسری جالی دار کھڑکی ہے۔ کھڑکی کے اوپر پتھر پر یہ آیت کھدی ہوئی ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ اس کے اوپر گول پتھر ہے یہ اسی مقام کی نشاندہی ہے جہاں جبریلؑ کھڑے تھے یہ جگہ حجرہ شریفہ کے پاس ہی تھی جس کا اشارہ حضرت عائشہؓ کے بیان سے ملتا ہے کہ وہ جبریل کو دروازے کی درزوں سے دیکھ رہی تھیں۔

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۴: ۴۱۱۷ ❷ مصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۷۰

دور نبویؐ میں باب جبریل

علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ دور نبویؐ میں باب جبریل کی جگہ جالیوں کے شمالی دروازہ کے سامنے تھی چونکہ نویں صدی میں تعمیر مسجد کیلئے کھدائی کے دوران یہاں ایک دروازے کے آثار نمودار ہوئے جو غالباً عہد نبویؐ میں باب جبریل کے تھے۔ جیسے جیسے مشرقی جانب مسجد کی توسیع ہوتی گئی دروازہ پیچھے ہٹتا گیا لیکن پہلے باب جبریل کے محاذات میں ہی رہا۔ ❶ ترکی تعمیر میں بھی یہ دروازہ پہلے دروازے کی سیدھ میں ہی تعمیر کیا گیا۔ جو لکڑی کا ہے اور اس پر سلطان عبد المجید خان کا نام لکھا ہوا ہے

(۳) باب النساء

ےاھ میں خلیفہ دوم امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کے وقت مشرقی دیوار کے آخر میں دروازہ کھولا تھا اور اس کا نام باب النساء رکھا تاکہ خواتین اس پچھلے دروازہ سے داخل ہو کر پچھلی صفوں میں نماز ادا کر کے یہیں سے واپس چلی جائیں، اور مردوں کے سامنے سے گذرنے کی نوبت نہ آئے۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہمیں یہ دروازہ عورتوں کے لیے مخصوص کر دینا چاہیے۔ نافع کا بیان ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ تا وفات اس دروازہ سے کبھی داخل نہ ہوئے۔ ❷ بعد میں جب بھی مسجد میں توسیع کی گئی اس کے بالمقابل یہ دروازہ ہٹتا چلا آیا۔ ترکی تعمیر میں اس کی تجدید کی گئی اور لکڑی کا دروازہ تا حال موجود ہے جس پر سلطان عبد المجید خاں کا نام لکھا ہوا ہے۔

(۴) باب الرحمت

یہ مسجد کی مغربی دیوار میں ہے اور ان تین دروازوں میں سے ہے جو نبی اکرم ﷺ نے کھولے تھے۔ مسجد میں جب بھی توسیع کی گئی اس کے بالمقابل دروازہ ہٹتا آیا۔ چونکہ یہ دروازہ عاتکہ بنت عبداللہ بن یزید بن معاویہ کے مکان کے سامنے تھا اس لئے ایک دور میں اسے باب عاتکہ بھی کہا جاتا رہا۔

بچشم شوق بکن تماشا بصد ادب می خرام ہر جا
بباب رحمت گہے گذر کن بباب جبریل گہ جبیں سا
سلام ربی علی حبیبی گہے بباب السلام برخواں

❶ مسند احمد ج ۶ ص ۱۳۱ وفاء الوفا ج ۲ ص ۷۰۴

❷ سنن ابی داود حدیث نمبر ۲: ۴۶۲، ۵۷۱

بارش کا واقعہ علامہ سمہودی نے باب الرحمۃ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ لکھا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی دار القضاء کی طرف کے دروازہ سے داخل ہوا، نبی اکرم ﷺ اس وقت جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے وہ شخص رسول اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا: یارسول اللہ مال برباد ہو گیا، راستے کٹ گئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ وہ بارش فرمادیں۔ آپؐ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ ہمیں بارش عطا کر، اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما، اے اللہ ہمیں بارش دیدے۔ انسؓ کا بیان ہے کہ بخدا اس وقت ہمیں آسمان میں نہ تو بادل دکھائی دے رہا تھا نہ اس کا کوئی ٹکڑا۔ ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان نہ کوئی مکان تھا نہ گھر (جو دیکھنے میں رکاوٹ بن سکے) اب سلع پہاڑ کی اوٹ سے ایک چھوٹی سی بدلی اٹھی اور آسمان کے درمیان میں آکر پھیل گئی اور برسنا شروع ہو گئی۔ بخدا ہم نے چھ روز تک سورج کی شکل بھی نہ دیکھی (اگلے) جمعہ کو اسی دروازے سے وہی شخص داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے آپ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا: مال ہلاک ہو گیا راستے کٹ گئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ بارش رک جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ: ہمارے اردگرد، نہ ہم پر، اے اللہ ٹیلوں، پہاڑیوں، وادیوں کی ترائیوں اور درختوں کے جھنڈوں پر۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ بادل ایک دم پھٹ گیا اور ہم دھوپ میں چلنے لگے۔ (بخاری)

علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ حدیث انس سے معلوم ہو گیا کہ ایک دیہاتی نے دار القضاء کی طرف سے داخل ہو کر بارش کی درخواست کی تھی اور یہ پکی بات ہے کہ اس وقت مسجد کے اس طرف باب الرحمۃ کے سوا اور کوئی دروازہ نہ تھا۔ اور بارش رحمت خداوندی ہے اور اس کی درخواست کے نتیجہ میں باران رحمت نازل ہو گئی بظاہر باب رحمت کی وجہ تسمیہ یہی معلوم ہوتی ہے۔ علامہ سخاویؒ نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے یہی کچھ کہا ہے۔ باب رحمت کی جگہ لکڑی کا موجودہ دروازہ سلطان عبد المجید خاں کا بنایا ہوا ہے جس پر لکھا ہوا ہے **"عمره السلطان عبدالمجيد خان"** ❶

⑤ خوخہ ابو بکر صدیقؓ

ترے دربار میں میں خوخۂ صدیق سے پہنچا
تو یاد آنے لگیں تیرے رفیقِ غار کی باتیں

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵: ۱۰۱۴ فتح الباری ج ۲ ص ۵۰۲ خلاصۃ الوفا ۳۴۴

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ خوخہ چھوٹے دروازے کو کہتے ہیں جسے دریچہ بھی کہا جاتا ہے۔ جس کے کبھی پٹ ہوتے ہیں کبھی نہیں یعنی دیوار میں رستہ بنا ہوا ہو۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ کے گھر کا دریچہ مسجد کے مغربی جانب منبر کے قریب تھا۔

خلافت ابو بکرؓ کا اشارہ حضرت ابو سعید خدریؓ راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیدیا ہے کہ دنیا پسند کرے یا جو اس کے پاس ہے۔ تو اس نے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اسے پسند کر لیا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ رو پڑے میں نے اپنے دل میں کہا کہ بوڑھا کیوں رو رہا ہے؟ خدا نے ایک بندے کو دنیا اور جو اس کے پاس ہے میں سے پسند کرنے کا اختیار دے دیا اور اس نے اللہ کے پاس کو پسند کر لیا۔ حقیقت یہ تھی کہ بندے سے مراد رسول اللہ ﷺ تھے اور ابو بکر ہم سب سے زیادہ جانتے تھے کہ یہ آپؐ کے وصال کا اشارہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکرؓ مت رو بیشک میر اسنگت اور مال میں سب سے زیادہ معتمد ابو بکرؓ ہے اگر میں امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت اور دوستی ہے۔ مسجد میں کھلنے والے سب دروازے بند کر دیے جائیں سوائے ابو بکرؓ کے دروازے کے (صحیح بخاری) حافظ ابن حجر حدیث کی شرح میں بیان کرتے ہیں یہ آپ کی مرض الموت کا دور تھا اور یہ اس وقت ہوا جب کہ نبی اکرم ﷺ نے ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اسلئے ان کے دریچہ کو کھلا رکھنے کا حکم دیا۔ یہ دونوں باتیں ان کی خلافت کا واضح اشارہ تھا۔ جب خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے مکان کو مسجد میں شامل کر دیا تو دریچہ مسجد کے مغربی حصہ میں اس کے برابر بنا دیا۔ مسجد کی جیسے توسیع ہوتی رہی تو دریچہ اس کی برابر میں بنا دیا گیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے دوسرے بیس دروازوں میں اسے ایک مستقل دروازہ کی شکل دیدی۔ عباسی نے عمدۃ الاخبار میں کہا ہے کہ باب السلام میں داخل ہوں تو بائیں جانب قریباً بیس ہاتھ (دس میٹر) کے فاصلہ پر خوخہ ابو بکر واقع ہے۔

سعودیہ کی پہلی تعمیر میں وہاں دروازہ تعمیر کر کے اس کا نام باب الصدیق رکھ دیا گیا۔ اب یہ تین متصل دروازوں پر مشتمل ہے جس کا جنوبی دروازہ خوخہ ابو بکرؓ ہے۔ وہاں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "**هذه خوخة سيدنا ابى بكر الصديق**"❶

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر ۸: ۳۶۶۔ فتح الباری ج ۱ ص ۱۵۵ عمدۃ لاخبار ۱۱۴ وفاء الوفاج ۲ ص ۴۹۴ ج ۲ ص ۶۸۱ ج ۲ ص ۷۰۳

(۶) باب السلام

ےاھ میں امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے توسیع و تعمیر کرتے ہوئے مغربی دیوار میں یہ دروازہ بنایا تھا۔ اس کو باب سلام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مواجہہ شریفہ کے برابر میں واقع ہے اور زیارت کرنے والا یہاں سے داخل ہو کر مواجہہ شریفہ میں سلام کے لئے سیدھا جا سکتا ہے اسے باب الخشیۃ اور باب الخشوع بھی کہتے ہیں۔

خوشا در و بام کے مناظر زہے درود و سلام پیہم
یہ خلد نظارہ بن رہے ہیں وہ جنت گوش ہو رہے ہیں

ابن نجار کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مروان بن حکم کے گھر کے سامنے مسجد کا دروازہ مغرب کی سمت تعمیر کروایا۔ جب بھی اس سمت میں تعمیرات ہوئیں اس دروازہ کے بالمقابل ہی دروازہ بنتا رہا ترکی تعمیر میں اس کی تجدید کی گئی اور اس پر ایک خوبصورت قبہ بھی تعمیر کیا گیا جو پہلے نہ تھا۔ کاریگروں نے اس میں کاریگری کے ایسے کمالات کا اظہار کیا ہے جو کسی دوسری جگہ میں نہیں۔ اگرچہ دوسرے دروازوں پر بھی محنت کی گئی ہے [1]

(۷) باب عبد المجید (باب مجیدی)

۱۲۷۷ھ میں مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کے وقت مسجد کی شمالی جانب سلطان عبد المجید خاں نے یہ دروازہ تعمیر کروایا تھا اسی جگہ ۱۳۷۵ھ میں جب حکومت سعودیہ نے پہلی توسیع کی تو اس دروازے کو پہلے دروازے کے بالمقابل تعمیر کر دیا گیا اور اب ۱۴۱۴ھ میں توسیع دوم کے بعد یہ دروازہ مسجد کے اندر شامل ہو گیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل بننے والے دروازہ کا نام "باب ملک فہد" ہے۔

(۸) باب الملک عبد العزیز

یہ دروازہ توسیع اول سعودی کے وقت مشرقی دیوار میں بنایا گیا تھا اور اس کے تین متصل دروازے تھے اب توسیع دوم میں یہ بھی مسجد کے اندر شامل ہو گیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل توسیعی عمارت میں قائم ہونے والے دروازہ کا نام "باب ملک عبد العزیز" ہے۔

---

[1] وفاء الوفا ج ۲ ص ۷۰۴ أخبار مدینۃ الرسول ﷺ ۹۴ نزہۃ الناظرین ۴۴

(۹) باب عثمان بن عفانؓ

مسجد نبوی کے شمال مشرقی کونے پر یہ دروازہ ہے۔ یہ پہلی توسیع سعودی ۱۳۷۵ھ میں تعمیر ہوا تھا اب دوسری توسیع میں شامل توسیع ہو چکا ہے شاید یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کا مکان مشرقی حصہ میں باب جبریل کے قریب تھا۔ مشرقی شمالی کونے پر (قدیم) باب عثمانؓ کا ہونا بھی اسی بات کا اشارہ ہے۔

(۱۰) باب عمر بن الخطاب

مسجد نبوی کے شمال مغربی کونے پر یہ دروازہ پہلی سعودی توسیع میں تعمیر کیا گیا اب دوسری توسیع میں شامل عمارت ہو چکا ہے۔ شاید اس کی وجہ تسمیہ یہ ہو کہ حضرت عمرؓ کا مکان مسجد کی مغربی جانب باب الرحمۃ اور باب السلام کے پاس تھا (جو آپؓ کی شہادت کے بعد دار القضاء کے نام سے مشہور ہو گیا) اسی پس منظر میں اس دروازہ کا نام باب عمر بن خطابؓ رکھا گیا۔

(۱۱) باب الملک سعود

یہ مغربی دیوار میں باب عبد العزیز کے بالمقابل تھا پہلی سعودی تعمیر میں بنایا گیا۔ یہ تین متصل دروازوں پر مشتمل تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۷۲ کو پہلی توسیع سعودی کا سنگ بنیاد شاہ سعود نے رکھا تھا۔ ہاشم دفتر دار لکھتا ہے کہ شاہ سعود نے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد اس دیوار کے اندر تاریخی وثیقے نقشے اور سونے چاندی کے قدیم سکے رکھے۔ سنگ بنیاد پر جو تحریر کندہ ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: یہ چار پتھر شاہ سعود نے خود اپنے ہاتھوں سے مسجد کی دیوار میں لگائے تاکہ نبی ﷺ کی پیروی کی جا سکے اور یہ ماہ ربیع الاوّل ۱۳۷۳ھ کا واقعہ ہے۔

محمد اصمعی تحقیق النصرہ پر تعلیق میں لکھتے ہیں: یہ دروازہ حضرت تمیم الداریؓ کے گھر کے بالمقابل ہے پرانے زمانہ میں بھی یہاں دروازہ ہوتا تھا جسے مسجد کی دیوار کی تجدید کے وقت بند کر دیا گیا۔ ❶

---

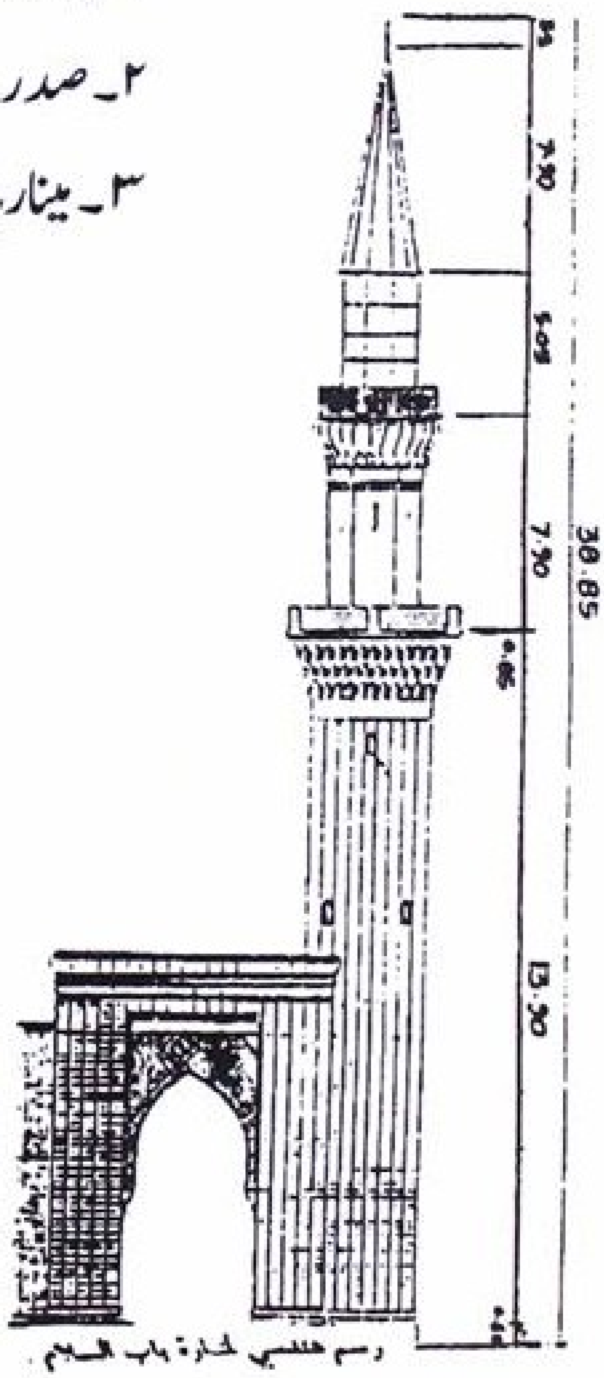
❶ مرآۃ الحرمین الشریفین ج۱ ص ۴۷۸ فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ ۹۱۔ ۹۳ وفاء الوفا ج۲ ص ۶۹۶

مسجد نبوی شریف کے مینار

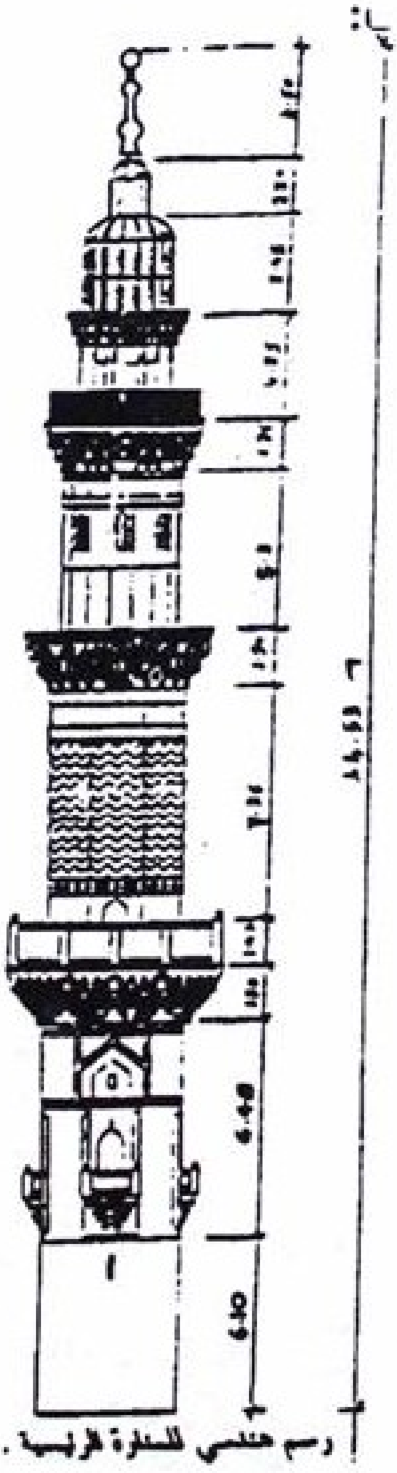
ا۔ مینار اور اذان

۲۔ صدر مینارہ

۳۔ مینار باب السلام



مینار باب السلام اور اسکی پیمائش



صدر مینار اور اسکی پیمائش

تمہید عہد نبوی اور خلفائے راشدین میں مسجد نبوی کا کوئی مینارہ نہیں تھا۔ ۹۱ھ میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے پہلی بار مسجد کے چاروں کونوں پر چار مینار تعمیر کروائے۔ جن کی لمبائی قریبا ساڑھے ستائیس یا تیس میٹر تھی اور چوڑائی ۴×۴ میٹر تھی۔

۱ مینار اور اذان

مؤذن کی اذاں بھی ذکر توحید و رسالت ہے
نمازوں میں بھی شامل ہیں شہِ ابرارؐ کی باتیں

میناروں اور ان کے بنوانے والوں کے ذکر سے پہلے مناسب ہے کہ میناروں کی ضرورت اور فوائد کا ذکر کیا جائے۔ دراصل میناروں کی ضرورت اسلئے محسوس کی گئی کہ اذان کی آواز دور تک پہنچائی جا سکے۔ اس لیے فقہا، کے نزدیک مستحب ہے کہ کسی اونچی جگہ پر اذان دی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کی آواز پہنچ سکے۔ مؤذن نبوی حضرت بلال بن رباحؓ مسجد کی جنوبی جانب ایک بلند مکان پر اذان دیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت عروہ بن زبیرؓ کی روایت ہے کہ بنو نجار کی ایک عورت نے انہیں بتلایا کہ مسجد کے اردگرد کے مکانوں میں اس کا مکان سب سے اونچا تھا اور حضرت بلالؓ اس پر فجر کی اذان دیتے تھے۔ وہ سحری کو آکر اس پر بیٹھ کر پو پھٹنے کا انتظار کرتے جب پو پھٹتی دیکھتے تو اذان دیتے۔ (ابو داؤد) عبد العزیز بن عمران کی روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے گھر میں مسجد کے قبلہ کی جانب ایک ستون تھا جس پر اذان دی جاتی تھی وہ چوکور تھا اور اسے مطمار کہتے تھے جو دسویں صدی تک موجود رہا۔ اس لیے حضرات فقہاء کے نزدیک مستحب ہے کہ کسی اونچی جگہ پر اذان دیجائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کی آواز پہنچ سکے۔

الغرض ۹۱ھ میں جب حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے مسجد کے چار مینار بنائے تو مؤذنوں نے ان پر کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کر دی یوں مینار اور اذان کا تعلق قائم ہو گیا یہ سلسلہ یونہی چلا آیا تا آنکہ لاؤڈ سپیکر آگئے تب سے منبر کے سامنے چبوترے پر ہی اذان دی جانے لگی، جس پر سپیکر کے مائک لگے ہوئے ہیں۔ میناروں کی اہمیت میں تاہم کمی نہیں آئی اسلئے کہ ان پر سپیکر ہارن لگے ہوئے ہیں جو مدینہ طیبہ کے کونے کونے میں اذان کی آواز پہنچاتے ہیں۔

مؤذنوں کا چبوترہ پتھروں کے چارپاؤں والا تھلہ جو منبر کے سامنے شمال کی جانب ہے اسے مقصورۃ المبلغین، مکبر یہ اور دکۃ المؤذنین بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس پر مؤذن اذان بھی کہتا ہے اور تکبیر بھی اور نمازیوں تک نماز میں تکبیر پہنچانے کا کام بھی لیتا ہے۔ کافی پرانے زمانہ سے اس کے وجود کے نشانات ملتے ہیں علامہ سخاوی متوفی ۹۰۲ھ نے بیان کیا ہے کہ شاہ اشرف قایتبائی نے مؤذنوں کیلئے سنگ مرمر کا چبوترہ بنوایا تھا۔ اور شاید یہ چبوترہ اسی مقام پر استوار کیا گیا ہے جہاں حضرت بلالؓ جمعہ کے روز خطبہ سے پہلے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اذان دیتے تھے۔ ۱۴۰۳ھ میں اس کی توسیع و تجدید کی گئی ہے ❶

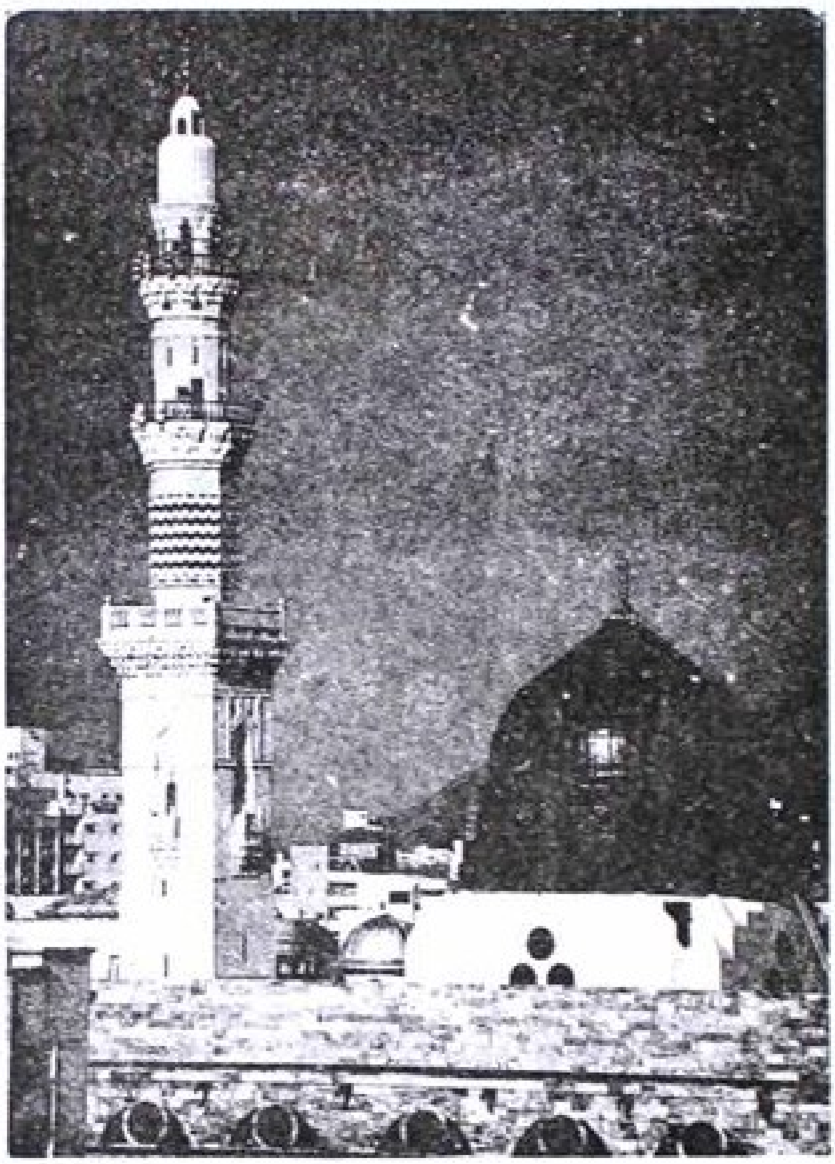
(۲) **صدر مینار** مسجد نبوی کے جنوب مشرقی کونے پر واقع ہے۔ یہ منارہ رئیسیہ اس لیے مشہور ہو گیا کہ اس پر رئیس المؤذنین اذان دیتے تھے یہ مینارہ اپنی قدیم وضع قطع پر قائم رہا تا آنکہ ۸۸٦ھ ۱۴۸۱ء میں اس پر بجلی گری اور اس کا تیسرا حصہ منہدم ہو گیا لہذا اسے مکمل منہدم کر کے اس کی بنیادیں پانی تک گہری بنائی گئیں اور تعمیر کرتے ہوئے اس کی لمبائی میں اضافہ کر دیا گیا۔

۸۹۲ھ ۱۴۸٦ء میں سلطان اشرف قایتبائی نے اس کی تعمیر کا اہتمام کیا۔ سلطان عبدالمجید خاں کے دور میں مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت اس مینار کو اسی طرح باقی رکھا گیا کیونکہ اس کی مضبوطی اور خوبصورتی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ صرف اس کے دروازے کی تجدید کرتے ہوئے اسے سرخ پتھر سے تعمیر کیا جس پر گلکاری کی ہوئی تھی۔ آج کل اس کا دروازہ مسجد کے اندر مینار کے مغرب میں ہے جو مواجہہ شریفہ کے سامنے ہے۔ ۱۴۰۲ھ میں اس کی مرمت کرتے ہوئے اسکی اندرونی سفیدی کو صاف کر کے اسے نئے سرے سے بنایا گیا۔ بڑے کنگروں اور بالکونیوں کے کنگروں کی مرمت کی گئی۔ کھڑکیوں اور دروازوں کو نئے سرے سے بنایا گیا۔ اوپر کے تیسرے حصے کو ختم کر کے پہلے ہی انداز میں کنکریٹ سے تعمیر کر دیا گیا۔ ہلال کو نئے سرے سے ۵، ۳ میٹر لمبا بنایا گیا اور ہلال کے نچلے حصے میں سرخ ٹیوب لگائی گئیں جو رمضان المبارک میں کام دیتی ہیں۔ سات ماہ تک اس کی مرمت جاری رہی ۱۴۱۱ھ میں بعض فنی تقاضوں کے پیش نظر اس کی دوبارہ مرمت کی گئی۔ ❷

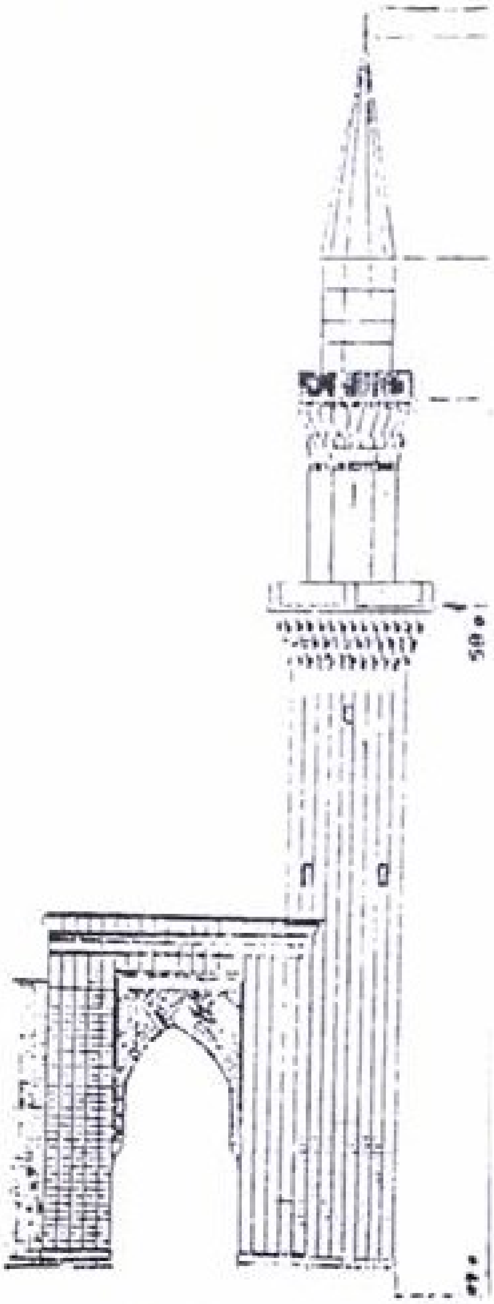
نظر فروز و دل نواز عام بارش کرم
شعاعیں یہ کس کی ہیں کہ نور کی پھوار ہے

---

❶ سنن ابی داود حدیث نمبر ۲: ۵۱۹ خلاصۃ الوفا ۲۳۰ التحفۃ اللطیفہ ج ۱ ص ٦۰ ❷ وفاء الوفا ج ۲ ص ۵۲۷



گنبد خضرا اور صدر مینار



مینار اور اسکی پیمائش

(۳) مینارۂ باب السلام

مسجد نبوی کے جنوب مغربی کونے پر واقع ہے ۷۰۶ھ میں شاہ ناصر محمد قلاوون نے دوبارہ اس کی تعمیر کی۔ علامہ سمہودی کہتے ہیں میں نے اس کی پیمائش کی تو ہلال کے اوپر سے لیکر زمین تک ساڑھے سینتالیس میٹر ہے۔ باب السلام میں داخل ہوں تو دائیں ہاتھ اس کا دروازہ ہے۔ ۱۴۰۲ھ میں اس کی مرمت کرتے ہوئے اندر اور باہر کی سفیدی ختم کر کے اس کی تجدید کر دی گئی۔ پہلی گیلری کو مکمل طور پر ختم کر کے اسی شکل و صورت کی گیلری کنکریٹ اور لوہے سے بنا دی گئی۔ اور پرانے مخروطی حصہ کو ختم کر کے نیا مخروطی حصہ بنا دیا گیا۔ نیا ہلال ۵، ۳ میٹر لمبائی میں نصب کیا گیا۔ ۱۴۱۱ھ میں بعض فنی تقاضوں کے پیش نظر مزید مرمت کی گئی۔ ❶

❶ عمدة الاخبار ۱۰۹ وفاء الوفاء ج ۲ ص ۵۲۹

(۸) حجرہ شریفہ

اس میں تمہید کے علاوہ دس مباحث ہیں۔

(۱) وصال نبویؐ اور حجرہ میں آپ کی تدفین۔

(۲) وفات حضرت ابو بکرؓ و تدفین۔

(۳) وفات حضرت عمرؓ و تدفین۔

(۴) تینوں قبور کی کیفیت۔

(۵) حجرہ شریفہ میں چوتھی قبر کی جگہ۔

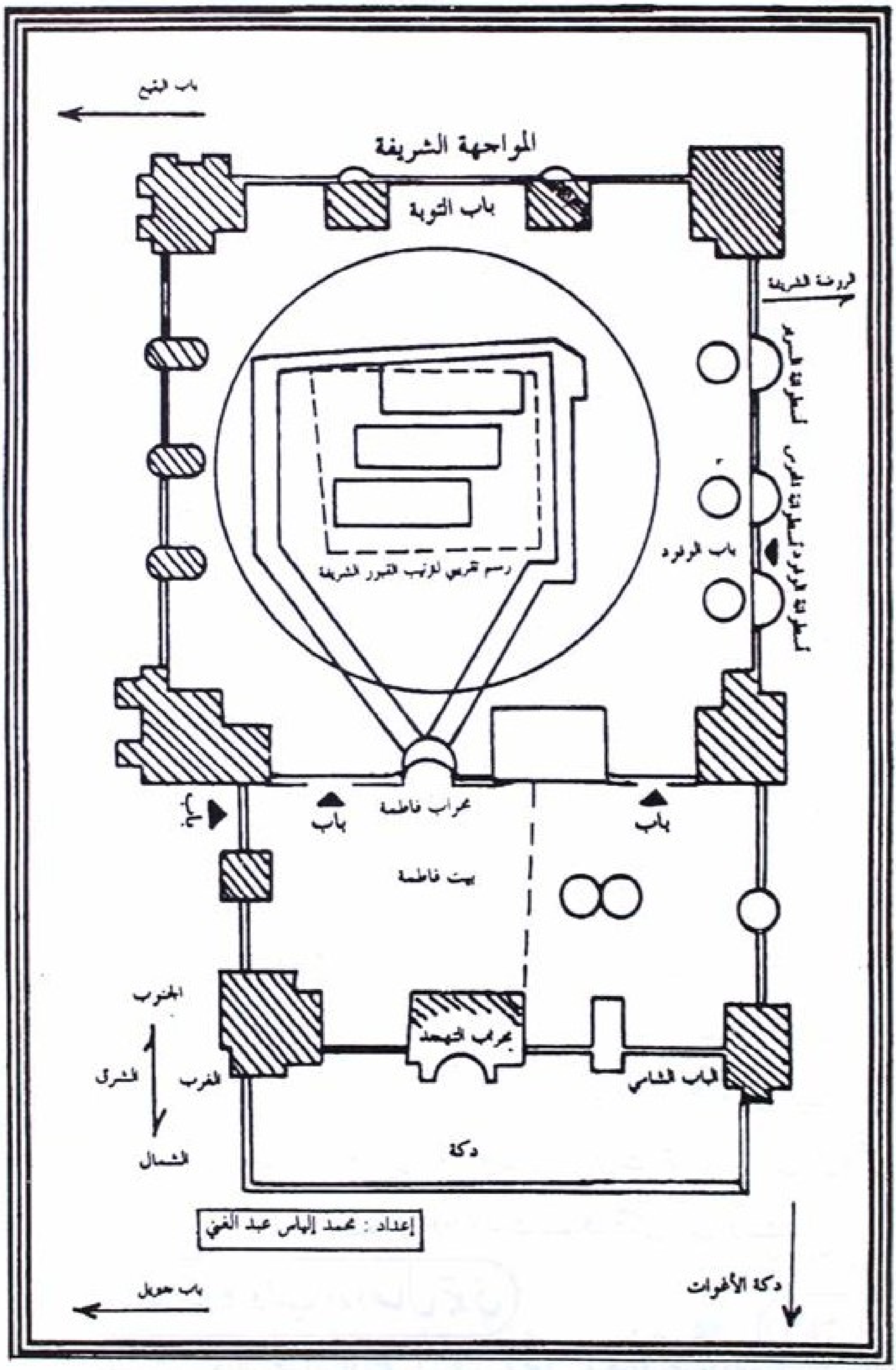
(۶) تاریخی طور پر حجرہ کی عمارت۔

(۷) پانچ پہلو دیوار کی تعمیر۔

(۸) نبی اکرم ﷺ و صاحبین رضی اللہ عنہما کے اجساد مبارکہ کو چرانے کی سازشیں۔

(۹) مقصورہ شریفہ اور اس کے دروازے۔

(۱۰) گنبد خضراء اور اندرونی چھوٹا گنبد۔



حجرہ شریفہ اور جالیوں کا اندرونی وبیرونی منظر

تمہید حجرات سے وہ کمرے مراد ہیں جن میں رسول اکرم ﷺ اپنی ازواج مطہرات امہات المؤمنینؓ کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی اور دو کمرے اپنی دونوں ازواج مطہرات کیلئے تعمیر کروائے یعنی حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ۔ اور جیسے جیسے مزید نکاح فرماتے رہے بیویوں کیلئے کمرے بنواتے رہے۔ یہ مسجد سے ملحق تھے ان کی تعمیر میں کچی اینٹیں اور کھجور کی شاخیں استعمال کی گئی تھیں ان کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔ بخاری نے داؤد بن قیس سے روایت کی ہے کہ میں نے حجرات نبویہ کو دیکھا، کھجور کی شاخیں جنہیں باہر سے بالوں کے کمبل سے ڈھکا ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ گھر کا عرض حجرے کے دروازے سے گھر کے دروازے تک چھ سات ہاتھ (تین میٹر) تھا گھر کا اندرونی حصہ دس ہاتھ (۵ میٹر) ہوگا اور چھت سات آٹھ ہاتھ (۵، ۳ میٹر) ہوگی۔ کمروں کی بلندی کے متعلق حضرت حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ میں قریب البلوغ تھا جب میں نے آپؐ کے حجروں کی زیارت کی میرا ہاتھ چھت کو لگ جاتا تھا ہر گھر میں ایک ہی کمرہ تھا جن پر لکڑی ڈالی ہوئی تھی ❶۔ رسول اکرم ﷺ اور ازواج مطہرات نے ان سادہ مکانوں میں اپنی حیات طیبہ گذاری۔ ان صفحات میں صرف حجرہ سیدہ عائشہؓ کا ذکر ہوگا باقی حجرات کے لئے ایک مستقل کتاب بعنوان "بیوت الصحابہؓ..." آچکی ہے :

"مسجد نبوی شریف کے اردگرد صحابہ کرامؓ کے مکانات"

حجرہ شریفہ جب حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے مسجد کی تعمیر و توسیع کی تو حجرہ عائشہؓ کے علاوہ باقی سب حجرے مسجد شریف میں شامل کر لئے۔ اب حجرہ شریفہ سے مراد صرف وہ کمرہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ رہتے تھے۔ اور وصال کے بعد اسی حجرہ میں آپؐ کی تدفین ہوئی۔ بعد ازاں خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ اس میں دفن ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان سے نازل ہو کر وفات کے بعد یہیں دفن ہونگے۔

(۱) حضرت عائشہ کا خواب اور وصال نبوی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میری گود میں تین چاند

❶ الادب المفرد للبخاری۔ حدیث نمبر ۴۵۱ خلاصۃ الوفا ۲۷۸

آگرے ہیں۔ میں نے یہ خواب اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سنائی۔ جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا اور انہیں میرے حجرے میں دفن کر دیا گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اس خواب کی تعبیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تیرے چاندوں میں سے ایک یہ ہے اور دوسرے دونوں سے بہتر ہے۔

دیارِ نبیؐ کی ہر اک شئ حسیں ہے
یہیں روضۂ رشکِ خلد بریں ہے
رہے جو عقیدت سے سرشار ہر دم
میں ایسا ہی قلب و جگر ڈھونڈتا ہوں (ولی)

حجرہ عائشہؓ میں آپؐ کی تدفین امام مالک فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا وصال دوشنبہ کو ہوا اور منگل کو تدفین ہوئی لوگوں نے اکیلے اکیلے نماز جنازہ ادا کی کوئی شخص ان کی امامت نہ کر رہا تھا بعض لوگوں نے کہا منبر کے پاس آپؐ کی تدفین ہو اور بعض نے بقیع میں تدفین کو کہا حضرت ابوبکرؓ آئے اور کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے نبی جہاں بھی جان جانِ آفریں کے سپرد کرے اسے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔ اسلئے وہیں آپؐ کی قبر مبارک کھودی گئی غسل کے وقت جب کپڑے اتارنے کا ارادہ ہوا تو لوگوں نے آواز سنی جس میں کہا جا رہا تھا: قمیص مت اتاریو لہٰذا قمیض نہ اتاری گئی اور کپڑوں سمیت غسل دیدیا گیا (مؤطا امام مالک)۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی بیماری میں فرماتے: میں آج کہاں قیام کروں گا اور کل کہاں رہنا ہے؟ عائشہؓ کی باری کو دیر محسوس ہو رہی تھی سب ازواج نے آپؐ کو میرے ہاں منتقل ہونے کی بخوشی اجازت دیدی جب میرے پاس قیام تھا تو آپؐ میرے سینے اور گود میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اور میرے ہی کمرے میں مدفون ہوئے (بخاری)

سالم بن عبید سے روایت ہے جو اصحاب صفہ میں شمار ہوتے تھے انہوں نے واقعہ وصال نبوی بیان کرنے کے بعد کہا کہ حضرات صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ سے سوال کیا کہ کیا نبی اکرم ﷺ کو دفن کر دیا جائیگا؟ فرمایا: ہاں؟ پوچھا گیا: کہاں؟ فرمایا جہاں آپ کا انتقال ہوا ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو واصل بحق پاکیزہ ترین مقام پر کیا ہے تو سب کو معلوم ہو گیا کہ بات ایسے ہی ہے۔

لحد کی تیاری حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کو غسل دینے لگے اور حضرات صحابہؓ اکٹھے تھے تو حضرت عباسؓ نے دو آدمی بلائے ایک کو کہا کہ وہ ابو عبیدہ بن جراحؓ کو لے

آئے وہ مکہ میں سیدھی قبر بناتے تھے اور دوسرے کو کہا کہ ابو طلحہؓ کو بلا لائے وہ مدینہ طیبہ میں بغلی لحد بناتے تھے۔ جب حضرت عباسؓ نے دونوں کو روانہ کیا تو دعا کی: اے اللہ تو ان دونوں میں سے اپنے نبیؐ کیلئے پسند فرمالے۔ ابو عبیدہ والے کو ابو عبیدہ نہ مل سکے اور ابو طلحہ والے کو ابو طلحہ مل گئے تو انہوں نے آکر آپ کی قبر بغلی لحد بنائی ❶

۲ وفات ابو بکر صدیقؓ اور ان کی تدفین

خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ کو وصیت فرمائی تھی کہ انہیں اپنے حجرے میں رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ اسلئے بعد از وفات انہیں وہیں دفن کیا گیا اس طرح کہ ان کا سر وہاں ہے جہاں رسول اکرم ﷺ کے کندھے ہیں۔ اور ان کیلئے بھی لحد بنائی گئی البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو فوت ہوئے۔ پندرہ روز بیمار رہے اس دوران حضرت عمرؓ نماز کی امامت کرتے رہے بوقت وفات ان کی عمر تریسٹھ برس تھی جو کہ نبی اکرم ﷺ کی عمر تھی جیسے کہ زندگی میں دونوں اکٹھے رہے اسی طرح بعد از وفات بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں اکٹھا کر دیا ❷

رفاقت پر میں قرباں تیری بدر و قبر کے ساتھی
نبیؐ کی بھی زباں پر ہیں ترے ایثار کی باتیں
تری تصدیق اول ہے ترا ایمان اول ہے
کلام پاک میں بھی ہیں ترے اقرار کی باتیں

۳ امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کی دعا اور شہادت

رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے باقی حیات مبارکہ مدینہ طیبہ میں گذاری اور وہیں واصل بحق ہوئے اور مسلمانوں کو مدینہ طیبہ میں رہائش کی ترغیب دی اور وہیں موت کی ترغیب دی جیسے کہ ابن ماجہ میں ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے یہ کرنا چاہیے جو یہاں مرے گا میں اس کی شہادت دوں گا۔ اس لئے

❶ موطا امام مالک حدیث نمبر ۱۶: ۲۳، ۲۷: ۱۶ صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۳: ۱۳۸۹، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۸۳ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۹۶ الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ ج ۲ ص ۵۵۲ ❷ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۰۹ البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۸

حضرت عمرؓ ہمیشہ یہ دعا کرتے :اے اللہ مجھے اپنے رستہ میں شہادت نصیب کرنا اور اپنے رسولؐ کے شہر میں موت دینا (بخاری)

ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی۔ اور دونوں باتوں کو اسطرح جمع فرمادیا کہ ابولؤلؤ جو نسلاً مجوسی تھا نے آپ پر ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو نماز صبح کی امامت کرواتے ہوئے دودھاری خنجر سے حملہ کر کے زخمی کر دیا آپ نماز میں کھڑے نہ ہو سکے اور اسی وقت آپ کو گھر لایا گیا زخموں سے خون بہہ رہا تھا کبھی ہوش میں آجاتے تو کبھی انہیں غش آجاتا۔ آپ کو نماز کی یاد دہانی کرائی گئی تو فرمایا ضرور جس نے نماز ترک کر دی اس کا اسلام سے کیا تعلق۔ پھر اسی وقت نماز ادا کی اور پوچھا کہ حملہ آور کون تھا؟ جب یہ بتلایا گیا کہ ابولؤلؤ مجوسی تھا جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے تو فرمایا :وہ اللہ ہی تعریف کے لائق ہے جس نے میری موت کو ایسے شخص کے ہاتھوں سرانجام نہیں کروایا جو ایمان کا مدعی ہو۔ اسی کیفیت میں آپؓ نے جان جان آفریں کی سپرد کر دی اور یکم محرم ۲۴ھ کو حجرہ نبویہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کے پہلو میں تدفین ہوئی۔

ادھر افضل الخلق و صدیق اکبر
حبیبِ حبیبِ خدا اللہ اللہ
ادھر جانِ اسلام فاروق اعظم
نبوت کے راز آشنا اللہ اللہ

تدفین حجرہ کیلئے حضرت عمرؓ کا اجازت طلب کرنا

امیر المؤمنین یہ تیسرے چاند ہیں جنہوں نے ام المؤمنین عائشہؓ کی خواب کے مطابق ان کے حجرہ میں نزول کیا۔ حضرت عمرو بن میمون کا بیان ہے میں نے دیکھا کہ امیر المؤمنین اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو فرما رہے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور کہو عمر بن خطابؓ سلام عرض کرتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ اسے اپنے ساتھیوں کے قریب دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضرت ابن عمرؓ نے حاضر خدمت ہو کر درخواست پیش کی، انہوں نے کہا :میں نے تو یہ جگہ اپنے لئے پسند کر رکھی تھی لیکن میں ایثار کرتے ہوئے آپ کو اجازت دیتی ہوں۔ جب عبداللہ واپس آئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا: کیا خبر لائے ہو؟ توانہوں نے بتلایا کہ اجازت مل گئی ہے، فرمایا: مجھے اس ٹھکانے کے سوا اور

کوئی چیز اہم نہ تھی۔ اب جبکہ میں فوت ہو جاؤں اور اٹھا کر لیجاؤ تو انہیں میرا اسلام عرض کر کے پھر کہنا کہ عمر بن خطابؓ اجازت کا طالب ہے اگر اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان بقیع میں لے جانا (بخاری)

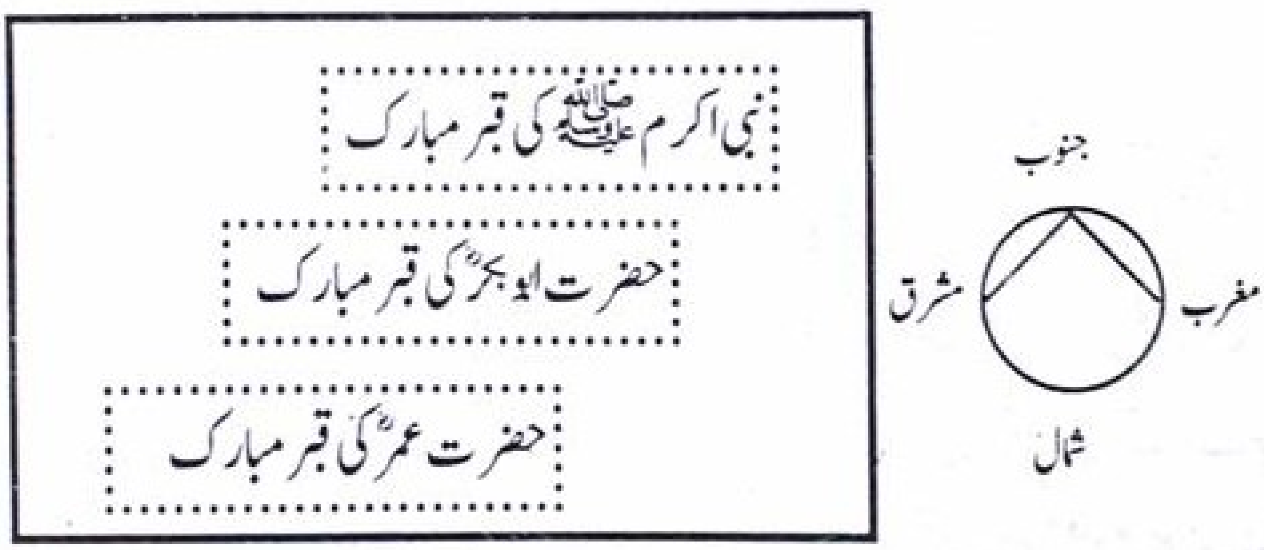
یہیں فاروق اعظم ہیں رہینگی جن سے وابستہ
قیامت تک عدالت اور حسن کار کی باتیں

حضرت علیؓ کی دعا ابن عباسؓ کا بیان ہے جب حضرت عمرؓ کو بعد وفات چارپائی پر لٹایا گیا تو لوگوں نے چاروں طرف سے چارپائی کو گھیر لیا سب دعا کر رہے تھے میں بھی ان میں شامل تھا ابھی جنازہ نہیں اٹھایا گیا تھا کہ ایک شخص نے میرے شانے پر ہاتھ رکھا میں نے دیکھا تو وہ حضرت علی مرتضیٰؓ تھے آپؓ نے حضرت عمرؓ پر رحمت کی دعا کی اور فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں میری حاضری ہو تو تمہارے جیسے اعمال لیکر میری پیشی ہو، بخدا میرا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے ساتھیوں سے جا ملائے گا اس لئے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے اکثر سنا کرتا تھا: میں اور ابوبکر و عمر گئے، میں اور ابوبکر و عمر داخل ہوئے، میں اور ابوبکر و عمر نکلے۔

حضرت عائشہؓ کا پردہ جب حضرت عمرؓ کو حجرہ شریفہ میں دفن کر دیا گیا تو حضرت عائشہؓ نے اپنے مکان کے بقیہ حصے اور قبروں کے درمیان پردہ بنا دیا اس لئے کہ حضرت عمرؓ ان کے محرم نہیں تھے لہذا ان کی وفات کے بعد بھی انہوں نے اس پابندی کو قائم رکھا۔ حضرت مالک بن انس کی روایت ہے: حضرت عمرؓ کی تدفین کے بعد حضرت عائشہؓ نے کمرے کے دو حصے کر دیے اور درمیان میں دیوار کر دی۔ ایک جس میں ان کی رہائش تھی اور دوسرا جس میں قبریں تھیں اب جب بھی وہ قبروں والے حصہ میں جاتیں تو چادر لپیٹ کر جاتیں۔ حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ جب تک میرے اور قبروں کے درمیان دیوار تعمیر نہیں کر دی گئی میں نے اپنی چادر نہیں اتاری اور کپڑوں میں لپٹی لپٹائی رہی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا یہ اقدام مسلم خواتین کیلئے پردہ کے سخت اہتمام کا واضح پیغام ہے جس کی روشنی میں انہیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔

قبروں کی صورت (ترتیب) نبی اکرم ﷺ اور صاحبین کریمین رضی اللہ عنہما کی قبور کی کیفیت میں روایات مختلف ہیں۔ ترجیح اس کو ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک بطرف قبلہ مقدم ہے آپ کے ساتھ ابو بکرؓ کی قبر ہے وہ ذرا ہٹ کر ہے کہ ان کا سر نبی اکرم ﷺ کے شانہ سے شروع ہوتا ہے ان سے متصل حضرت عمرؓ کی قبر ہے اور ان کا سر ابو بکرؓ کے شانے سے شروع ہوتا ہے علامہ سمہودی اور اکثر علماء نے بھی قبور شریف کی اس کیفیت کو ترجیح دی ہے اور کہا کہ یہ روایت اکثریت کی رائے کے مطابق ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کیلئے علامہ نووی اور دیگر علماء نے قبور شریف کی اس کیفیت پر اعتماد کیا ہے اور کہا ہے کہ زائر رسول اکرمؐ کی بارگاہ میں سلام عرض کرے قبر کی دیوار کو منہ ہو اور قبلہ کی جانب پشت ہو پھر ہاتھ برابر داہنی طرف ہٹ کر حضرت ابو بکرؓ کو سلام کہے اسلئے کہ ان کا سر نبی اکرم ﷺ کے شانے کے برابر ہے۔ پھر ایک اور ہاتھ داہنی طرف ہو کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں سلام عرض کرے۔



حجرہ شریفہ میں قبور شریفہ کی ترتیب

قبور شریفہ کی بیرونی کیفیت قبور شریفہ کا ذکر جو چل نکلا ہے تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے ان قبور مبارکہ کو نہ تو باہر سے پختہ کیا اور نہ ہی ان پر اینٹیں لگائیں بلکہ جیسی تھیں ویسی رہیں۔ جسے بھی حجرہ شریفہ کی اندرونی زیارت کا موقعہ نصیب ہوا اس نے اس کی وضاحت کی، مثلاً قاسم بن محمد بن ابو بکر کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور کہا: امی مجھے نبی

اکرم ﷺ اور صاحبین کی قبور شریفہ دکھاؤ تو انہوں نے تین قبریں دکھائیں جو نہ اونچی تھیں نہ زمین کے برابر ان پر بطحاء کی سرخ رنگ کی مٹی پڑی ہوئی تھی۔ ابن سعد نے بھی قاسم سے روایت کی ہے کہ میں چھوٹا سا تھا کہ قبور شریفہ کو دیکھا جن پر سرخ مٹی پڑی تھی۔ ابوبکر آجری غنیم بن بسطام مدنی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں قبر شریف کو دیکھا کہ وہ زمین سے صرف چار انگل اونچی تھی۔ رجاء بن حیوہ کہتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک اموی نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا کہ ازواج مطہرات کے مکانات کو خرید کر مسجد میں شامل کر لیا جائے۔ جب انکی دیواریں گرائی گئیں تو قبور مبارکہ ظاہر ہو گئیں ان کے اوپر کی ریت ڈھل چکی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تعمیر مسجد کے دوران حجرہ عائشہؓ کی دیواروں کی تجدید کر دی۔

علامہ سمہودی کی وضاحت

۸۷۸ھ میں پھر حجرہ شریفہ کی دیواروں کی تجدید کی گئی تو علامہ سمہودی کو بھی شرف زیارت حاصل ہوا انہوں نے زیارت کے بعد جو کیفیت بیان کی اس سے واضح ہوتا ہے کہ قبور نہ تو پختہ تھیں نہ ان پر اینٹیں لگی ہوئی تھیں، اُن کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ میں حجرہ شریفہ کی پچھلی طرف سے داخل ہوا مجھے وہاں ایسی خوشبو کا سامنا ہوا جو میں نے ساری عمر میں کبھی محسوس نہیں کی۔ پھر میں نے بارگاہ نبوت و صاحبین میں سلام پیش کیا۔ سلام کر کے میں نے قبور مبارکہ کو بغور دیکھا تا کہ مشتاق لوگوں کو قبور مبارکہ کی کیفیت کا تحفہ پیش کر سکوں۔ قبور شریفہ کی زمین برابر تھی ایک جگہ ابھار سا تھا شاید کہ وہ حضرت عمرؓ کی قبر ہو۔ بعد میں تو ان قبور مبارکہ کی زیارت کی کوئی صورت باقی نہ رہی چونکہ حسب سابق حجرہ شریفہ کی دیواریں تعمیر کر کے اسے چاروں طرف سے بند کر دیا گیا۔ آجکل بعض لوگ ایسی تصاویر لئے پھرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبریں اینٹ پتھر سے تعمیر شدہ اور بڑی اونچی ہیں جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں یہ وہی انداز و طریق یہود ہے کہ وہ جس جرم کو کرنا چاہتے تھے اسے اپنے لئے جائز قرار دینے کیلئے کسی نبی پر الزام دھر دیتے کہ وہ بھی ایسا کرتے تھے۔

۵ چوتھی قبر کی جگہ

احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ شریفہ میں ایک اور قبر کی جگہ باقی موجود ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے یہ وہی جگہ ہو گی جس کی حضرت عائشہؓ نے حضرت

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پیشکش کی تھی۔ جیسا کہ حفص بن عمر بن عبدالرحمٰن کی روایت ہے کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی وفات کا وقت ہوا تو حضرت عائشہؓ نے پیغام بھیجا کہ میں نے تیرے لئے یہ جگہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رکھی ہے لے لو۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ میں نے آپؓ سے سنا ہوا ہے کہ جب سے حضرت عمرؓ یہاں دفن ہوئے ہیں میں نے اپنی چادر نہیں اتاری، میں نہ تو یہ چاہتا ہوں کہ آپؓ کو تنگی ہو اور نہ ہی رسول اکرم ﷺ کے گھر کو قبرستان بنانا چاہتا ہوں نیز میں نے اپنے دوست حضرت عثمان بن مظعونؓ سے عہد کر رکھا ہے کہ میری اور اس کی قبر اکٹھی ایک دوسرے کے قریب ہوگی (تاریخ مدینہ۔ ابن شبہ)

معلوم ہوا کہ حجرہ شریفہ میں چوتھی قبر کی جگہ تاحال باقی ہے۔ اس کی تائید بخاری کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو وصیت کی تھی کہ مجھے حجرہ میں ان کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ دوسری ازواج نبوی کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا میں ان سے جدا شان والی بننا نہیں چاہتی۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور صاحبین کے ساتھ کچھ جگہ باقی تھی اور وفات سے قبل حضرت عائشہؓ کو کہا گیا کہ اگر آپ حکم دیں تو وفات کے بعد آپ کو یہاں (حجرہ میں ہی) دفن کر دیا جائے۔ فرمایا: تب تو میں ایک نیا کام کرنے والی بن جاؤں گی۔

علمائے سیرت نے واضح لکھا ہے کہ حجرہ شریفہ کے شرقی حصہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں یہی عیسی علیہ السلام کا مدفن ہوگا۔ حجرہ شریفہ میں خالی جگہ کی بابت ایک اور بات بڑی واضح ہے کہ حضرت عائشہ نے جہاں دیوار بنا کر اپنی رہائش کر لی تھی۔ ان کے انتقال کے بعد وہ جگہ بھی خالی ہو گئی۔

الغرض حجرہ شریفہ میں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے جہاں حضرت عیسی علیہ السلام دفن ہوں گے۔

تدفین عیسیٰ علیہ السلام واضح ہو گیا کہ حجرہ شریفہ میں چوتھی قبر کی جگہ موجود ہے جس میں عیسی علیہ السلام کی تدفین ہوگی [1]

---

[1] صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۳۹۱/۲۳ جامع ترمذی حدیث نمبر ۲۰ :۳۶۹۶ فتح الباری ج ۳ ص ۲۵۸ وفاء الوفا ج ۲ ص ۵۵۷ ج ۲ ص ۵۵۹ الوفا باحوال المصطفی ﷺ ج ۲ ص ۵۷۴

ترمذی کی روایت عبداللہ بن سلامؓ سے ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی صفت تورات میں موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ابو مودود کہتے ہیں کہ حجرہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے شادی کریں گے اولاد ہوگی پینتالیس سال گذاریں گے اور فوت ہو کر میرے ساتھ مدفون ہوں گے۔ (قیامت کو) میں اور عیسی علیہ السلام ابوبکر و عمر کے درمیان ایک ہی جگہ سے اٹھیں گے (الوفا)

تعمیر حجرہ کے تاریخی ادوار حضرت عائشہؓ کا حجرہ کھجور کی شاخوں کا تھا جس پر بالوں کا کمبل پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے دروازے کی چوکاٹھ عرعر (سرو) کی تھی یا ساگوان کی۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں کھجور کی شاخوں کی بجائے دیواریں اینٹوں کی تعمیر کر دی گئیں۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بھی حجرے کی دیواریں تعمیر کیں جیسا کہ ابن سعد نے عبید اللہ بن ابو یزید سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے دور میں آپ کے گھر کی دیواریں پکی نہ تھیں۔ سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے پکی دیواریں تعمیر کیں۔ یہ دیواریں چھوٹی تھیں پھر عبداللہ بن زبیرؓ نے تعمیر کیں اور انہیں اونچا کر دیا۔ (طبقات کبریٰ)

دور ولید میں حجرہ شریفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے پہلی صدی کے آخر میں جب مسجد نبوی کی تعمیر کی تو سیاہ پتھر سے دیواریں تعمیر کیں اور حجرہ شریفہ کا رقبہ محفوظ کر دیا۔

پاؤں ظاہر ہونے کا واقعہ حضرت عروہ بن زبیر کی روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک کے دور میں جب حجرات شریفہ کو مسجد میں شامل کرنے کیلئے منہدم کیا گیا تو حجرہ عائشہ کی مشرقی دیوار کمزور ہونے کے باعث گر گئی اسے تعمیر کرنے کیلئے بنیاد کھودنی شروع کی تو ایک پاؤں ظاہر ہو گیا سب گھبرا گئے اور خیال کیا کہ شاید یہ نبی اکرم ﷺ کا قدم مبارک ہے۔ صحیح صورت حال کوئی نہ بتلا سکا تو حضرت عروہ نے دیکھ کر کہا: بخدا یہ نبی اکرم ﷺ کا قدم مبارک نہیں یہ تو حضرت عمرؓ کا قدم ہے۔

اس کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ میرا معمول تھا کہ میں رات کے آخری حصہ میں مسجد شریف میں آتا پہلے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتا پھر اپنی نماز کی جگہ میں آتا اور نماز فجر کی ادائیگی تک بیٹھا رہتا۔ ایک رات بارش ہو رہی تھی

جب میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے گھر کے پاس پہنچا تو مجھے ایسی خوشبو آئی کہ بخدا میں نے کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی تھی۔ مسجد میں آکر پہلے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی، دیکھتا کیا ہوں کہ حجرہ مبارکہ کی دیوار منہدم ہو چکی ہے۔ میں نے اندر جاکر سلام عرض کیا۔ ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (گورنر مدینہ) کو آتے ہوئے دیکھا انہیں دیوار گرنیکی اطلاع ہو چکی تھی انہوں نے آکر حکم دیا کہ حجرہ شریفہ کو قباطی کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔ صبح ہوئی تو ایک معمار وردان کو بلوایا اور فرمایا اندر جاؤ۔ وہ داخل ہوا اس نے عرض کیا کہ ایک اور آدمی بھی میرے ساتھ ضرور ہو، تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کپڑے سمیٹ کر تیار ہو گئے۔ ادھر حضرت قاسم بن ابوبکرؒ بھی تیار ہو گئے اور حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بھی تیار ہو گئے تو حضرت عمر کہنے لگے: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم ہم بھی آپ کے ساتھ اندر جائیں گے۔ عمر ذرا ٹھہرے اور فرمایا: ہم اپنی کثرت سے انہیں تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ پھر اپنے آزاد کردہ غلام مزاحم سے کہا: اٹھو اور اکیلے اندر جاؤ، وہ چلے گئے۔ بعد میں حضرت عمر نے پوچھا کہ مزاحم نبی اکرم ﷺ اور دیگر حضرات کی قبور مبارکہ کی بیرونی کیفیت کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ پہلی قبر ذرا نیچی ہے جبکہ دوسری دونوں ذرا اونچی ہیں۔ جب تعمیر مکمل کر لی گئی، تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت مزاحم سے کہا: اٹھو اور حجرہ نبویہ کی صفائی کرو۔ مزاحم نے اندر جاکر جو بھی مٹی وغیرہ گری تھی صاف کی۔ حضرت عمر نے کہا جو صفائی کی خدمت مزاحم نے کی ہے اگر مجھے نصیب ہو جاتی تو مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی ❶

تجدید دیوار حجرہ شریفہ بعہد قایتبائی

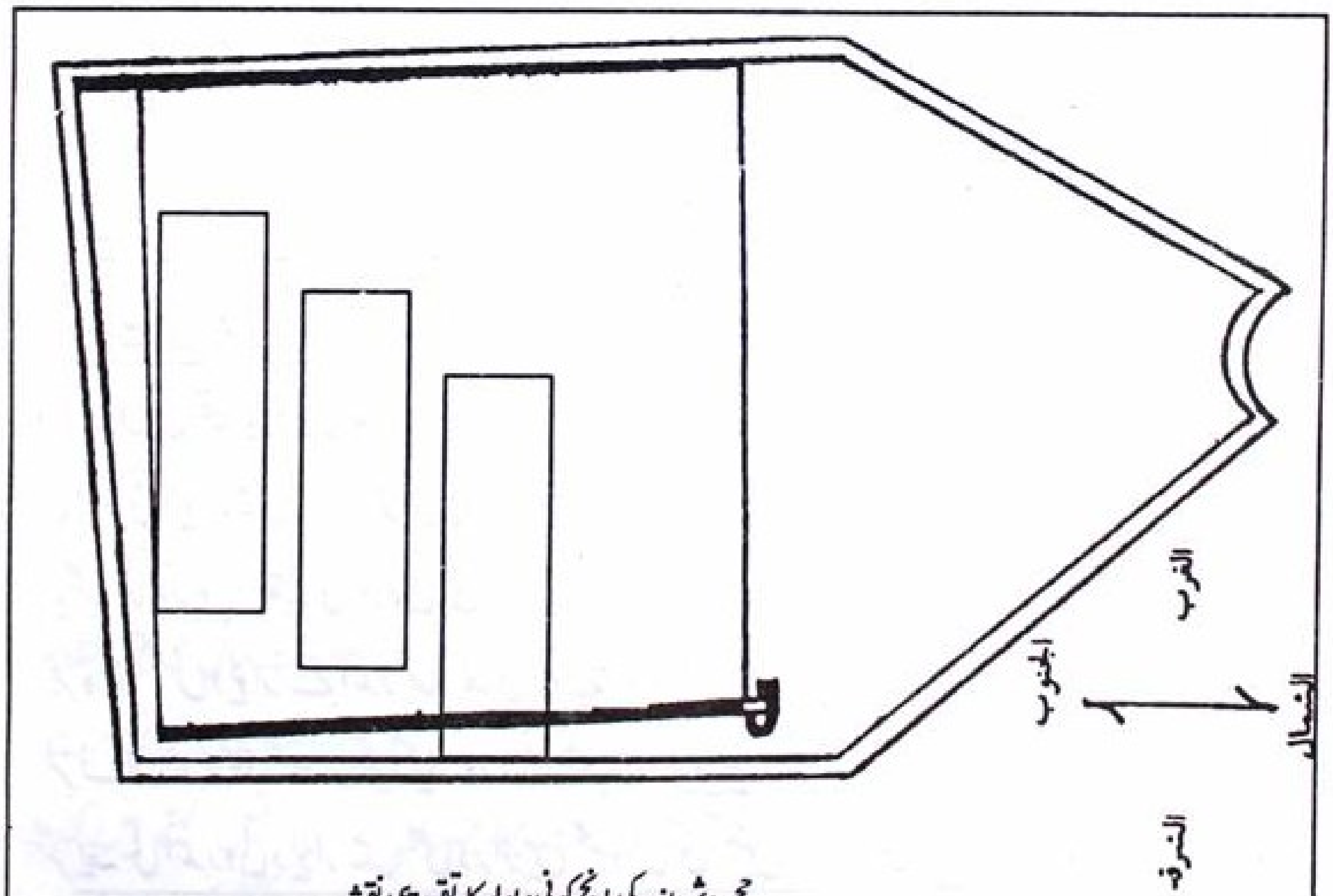
حجرہ شریفہ اسی کیفیت میں رہتا کہ ۸۸۱ھ میں دیواروں کی تجدید کی گئی علامہ سمہودی اس تجدید کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حجرہ شریفہ کی مشرقی دیوار میں کچھ دراڑیں پیدا ہو گئیں اور شمالی جانب اس کا جھکاؤ ہو گیا تو ان دراڑوں میں چونا بھر دیا گیا تھا اور اوپر سفیدی کر دی گئی۔ بالآخر ۸۸۱ھ میں جب چونا نکال دیا گیا تو ان سوراخوں سے مربع حجرہ جو مخمس دیوار کے اندر تھا دکھائی دینے لگا اور اس میں بھی دراڑیں دکھائی دیں اور باہر کی دیوار کی طرف ان کا جھکاؤ محسوس کیا گیا۔ لہذا ۱۴ شعبان ۸۸۱ھ کو ان بیرونی دیواروں کو منہدم کر دیا گیا تو حجرہ شریفہ کی اندرونی دیوار میں بھی دراڑیں محسوس کی گئیں ان کو بھی منہدم کر دیا گیا تو حجرہ شریفہ کا

❶ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۹۴ صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۳: ۱۳۹۰ وفاء الوفا ج ۲ ص ۵۴۴ کتاب المناسک ۳۷۶

اندرونی حصہ ظاہر ہو گیا علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ مجھے بھی اس وقت حجرہ شریفہ کے اندرونی حصہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا میں حجرہ شریفہ کے پچھلے حصہ سے داخل ہوا، وہاں میں نے ایسی خوشبو محسوس کی جو ساری عمر میں کہیں محسوس نہیں کی میں نے انتہائی ڈرتے ہوئے اور خجالت سے بارگاہ نبوت میں اور صاحبین کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پھر حجرہ شریفہ کی تعمیر میں بھی حصول برکت کیلئے حصہ لیا۔ ۷ شوال کو یہ تعمیر مکمل ہوئی۔ سمہودی کہتے ہیں کہ حجرہ شریفہ کی اندرونی عمارت جو ہم نے دیکھی وہ پتھروں سے بنی ہوئی چوکور تھی۔ اور کعبہ شریفہ کے پتھروں جیسا ان کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ صاحب ذوق پر وہاں ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور کشش محبت بھی۔ حجرہ شریفہ کا کوئی دروازہ نہ تھا اور نہ ہی دروازے کی جگہ تھی ❶

۷) پانچ کونی دیوار

یہ دیوار ۹۱ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تعمیر کروائی تھی جس کے اندر وہ مربع کمرہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہما آرام فرما ہیں۔ چونکہ یہ بیرونی کمرہ پانچ دیواروں



حجرہ شریفہ کی پانچ کونی دیوار کا تقریبی نقشہ

❶ وفاء الوفاج ۲ ص ۵۶۳ ج ۲ ص ۶۱۷ ـ ۶۳۲

پر مشتمل ہے اس لئے اسے حائز مخمس (پانچ کونی کمرہ) کہا جاتا ہے جس کی دیواریں قریباً ساڑھے چھ میٹر بلند ہیں اس کا بھی کوئی دروازہ نہیں ہے۔ تاکہ حجرہ شریفہ کے اندر نہ کوئی جا سکے اور نہ دیکھ سکے۔ آج کل اس پانچ کونی کمرہ کو ہی حجرہ شریفہ کہا جاتا ہے اور اسی پر غلاف چڑھا ہوا ہے اس کی تعمیر میں جو ذہن کار فرما تھا اس کے متعلق سمہودی کہتے ہیں کہ اس کے پانچ کونے بنائے گئے اور چار پہلو اس لئے نہ بنائے گئے کہ کعبۃ اللہ کے مشابہ نہ ہو جائے اور لوگ اسے سجدہ نہ کرنا شروع کر دیں۔ ابن حجر ہیتمی کہتے ہیں کہ مسجد شریف کی توسیع کرتے ہوئے حجرہ شریفہ کی شمالی جانب کو مثلث بنا دیا گیا تاکہ لوگ قبلہ کو منہ کرتے ہوئے قبر شریف کی جہت نہ اختیار کر لیں۔ قبلہ کی طرف بیرونی ظاہری دیوار کی لمبائی ساڑھے آٹھ میٹر ہے۔ مغربی دیوار قبلہ کی طرف سے مقام جبریل تک آٹھ میٹر ہے۔ اور مقام جبریل سے شمالی زاویے تک چھ میٹر لمبی دیوار ہے مشرقی دیوار قبلہ کی طرف سے پہلے زاویے تک چھ میٹر ہے یہاں سے شمالی زاویے تک سات میٹر لمبی دیوار ہے۔ اس شکل میں پانچ کونی دیوار حجرہ شریفہ کے گرد موجود ہے۔

تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں علامہ برزنجی کو اوپر کے قبہ کی طرف سے حجرہ شریفہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: ۱۲۹۶ھ میں شیخ الحرم اپنے ساتھیوں سمیت جن میں میں بھی تھا مسجد کی چھت پر گئے تاکہ معلوم کیا جائے کہ قبہ کی کھڑکی جو جالی دار ہے اور حجرہ شریفہ کے اندر گر گئی ہے اس کی کیا کیفیت ہے۔ اس وقت مجھے حجرہ شریفہ اور اس پر چھوٹے قبے کو دیکھنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اوپر کی کھڑکی سے دیکھا تو حجرہ شریفہ مربع تھا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا جو حجرہ شریفہ کے اندرونی حصہ اور چھوٹے قبہ کو دیکھنے میں رکاوٹ تھا۔ ❶

دشمنان اسلام کی سازشیں

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　　چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

جناب عبداللہ کے بیٹے اور سیدہ آمنہ کے لاڈلے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جس ماحول و معاشرہ میں پرورش پائی اس کا ہر فرد آپ کی عظمت و عفت کا قائل اور آپؐ کی امانت و سچائی کا گواہ تھا۔ چالیس برس بعد اس صادق و امین نے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور توحید کی دعوت دی تو گرد و پیش کی دنیا

❶ رحلۃ ابن جبیر ۵۰ وفاء الوفا ج ۲ ص ۵۶۳۔ ۵۶۷ نزہۃ الناظر ص ۷۹۔ ۷۱

ہی بدل گئی، گنتی کے چند لوگوں نے حقیقت پسندی کا ثبوت دیا اور اس دعوت کو قبول کر لیا جبکہ اکثر دوستیاں دشمنی میں بدل گئیں جان نثار جان لیوا بن گئے۔ قریبی رشتہ دار مخالفین کی صف اول میں کھڑے نظر آئے اور سازشیں ہونے لگیں۔

بتوں کے پجاریوں نے سرداری، دولت اور من پسند شادی کی پیش کشیں کیں۔ ایذاؤں کا سلسلہ شروع ہو گیا، پھر عزیز ترین چچا کی موجودگی میں دعوت توحید سے دستبرداری یا سنگین نتائج میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کیلئے کہا۔

پیکر جرأت و شجاعت نبی آخر الزمان ﷺ نے توحید پر عملی استقامت کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیں تو میں اسلام کی دعوت سے دستبردار نہیں ہوں گا جس کے نتیجہ میں اسلام کو غلبہ نصیب ہو گا یا میں اسی رستہ میں جان دیدوں گا۔

کفر و شرک کی دنیا میں صف ماتم بچھ گئی۔ ایذاؤں کا نیا سلسلہ شروع ہو گیا، اسلامیان مکہ کو پہاڑ کی ایک گھاٹی میں بند کر کے ان کا سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا، آپؐ کے جان نثاروں نے درختوں کے پتے کھا کر وقت گزارا، ہر دکھ جھیلا، لیکن اسلام کے سنہری اصولوں سے سر مو انحراف نہ کیا۔

دلیل و برھان کے میدان میں ناکام و نامراد مشرکین نے بالآخر آپ ﷺ کے قتل کی گھناؤنی سازش تیار کی اور گھر کا محاصرہ کر لیا۔ رب قدیر نے آپؐ کو معجزانہ طور پر بچا لیا اور حکم دیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو لیکر مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں، اس کے باوجود دشمنان اسلام کو چین نہ آیا وہ آپؐ کو قتل کرنے اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے مسلسل سازشیں کرتے رہے، بدر، اُحد اور خندق کے حملے اسی سلسلہ کی نمایاں کڑیاں ہیں۔ کفار اپنے مقصد میں نامراد ہوئے، اسلام کا بول بالا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ سے جو وعدہ کیا تھا اسے سچا کر کے دکھایا۔ ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ...﴾

محسن انسانیت ﷺ کی وفات کے بعد بھی اسلام دشمنوں کے سینوں میں انتقام کی آگ سلگتی، بھڑکتی اور بڑھتی رہی، دل کانپ جاتا ہے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے جسم مبارک کو قبر شریف سے نکالنے کی گھناؤنی سازشیں کی گئیں۔

۸۔ سرور کائنات ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارکہ کی چوری کی سازشیں

پہلی سازش ابتداءً پانچویں صدی ہجری میں رسول اکرم ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارکہ کو مصر منتقل کرنے کی سازش کی گئی اس میں مصر کے فاطمی عبیدی حکمران حاکم بامر اللہ کا حکم شامل تھا اور حاکم مکہ و مدینہ ابو الفتوح حسن بن جعفر کے ذریعہ اسے مکمل کرنا تھا۔ یہ ملعون عبیدی چھٹا حاکم تھا بڑا سخت دل اور خونخوار تھا لبنان کے دروزی اب بھی اسے بڑا مقدس قرار دیتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کے حلول کے قائل ہیں نیز یہ کہ وہ پھر واپس اس دنیا میں آئے گا۔ (لعنہم اللہ واخزاہم)

ابن نجار کی تاریخ بغداد میں یہ واقعہ لکھا ہے: ابو القاسم عبد الحلیم بن محمد مغربی راوی ہیں کہ اس عبیدی حکمران نے پروگرام بنایا کہ رسول اکرم ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارکہ کو مدینہ منورہ سے مصر منتقل کر دیا جائے تاکہ ساری دنیا کا رُخ مصر کو ہو جائے، جو یہاں کے رہنے والوں کے لئے بڑی عزت و شان کی بات ہو گی۔ حاکم نے اس ارادے کی تکمیل کیلئے مصر میں ایک چار دیواری تعمیر کی اور بہت سا مال خرچ کیا اور اپنی حکومت کے عہدیدار ابو الفتوح کو پیغام بھیجا کہ حجرہ مطہرہ میں سے اجسام مبارکہ کو نکالا جائے۔ ابو الفتوح مدینہ شریف آیا اور ایک جگہ بیٹھ گیا اہل مدینہ کو اس سازش کا علم ہو گیا تھا، وہ اس کے پاس آئے۔ ان میں زلبانی نام کے ایک قاری تھے انہوں نے اس مجلس میں قرآن کی درج ذیل آیات کی تلاوت شروع کر دی:۔

﴿وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

(ترجمہ) اگر ان لوگوں نے عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیا ہے اور تمہارے دین میں طعنہ زنی شروع کر دی ہے تو ان کفر کے سربراہوں سے جنگ کرو در حقیقت ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ رک جائیں۔ تم ایسے لوگوں سے کیوں جنگ نہیں کرتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور رسولؐ کو نکالنے کے درپے ہو گئے لہٰذا انکی طرف سے ہوئی کیا تم ان سے خوفزدہ ہو۔ حق یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

ان آیات کی تلاوت سے لوگوں میں حد درجہ کا جوش پیدا ہوا۔ قریب تھا کہ وہ ابو الفتوح اور اس کے سپاہیوں کو قتل کر دیتے ابو الفتوح نے جب عوام کی کیفیت دیکھی تو کہنے لگا کہ اللہ ہی سے ڈرنا چاہیے بخدا اگر حاکم بامر اللہ میری جان بھی نکال دے تو میں ایسا کام نہیں کروں گا اور سوچنے لگا کہ اس نے کیسے یہ رسوا کن کام کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ شام ہوتے ہی ایسی اندھیری چلی کہ زمین ہل کر رہ گئی اونٹ اور گھوڑے کسے کسائے ایسے لڑھک رہے تھے جیسے گیند لڑھکتا ہے ان میں سے بہت سے جانور اور انسان اسی حالت میں موت کے منہ میں چلے گئے۔ ابو الفتوح کو یہ دیکھ کر اپنی جان بچانے کا بہانہ مل گیا اور حاکم کا خوف اس کے دل سے جاتا رہا۔ اور وہ واپس چلا گیا اللہ تعالیٰ نے اس طرح اپنے رسول ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی حفاظت فرمائی۔ ❶

دوسری سازش اس ملعون حاکم بامر اللہ عبیدی نے دوبارہ سازش کی لیکن اس میں بھی اسے رسوائی اٹھانی پڑی اس واقعہ کا ذکر ابن سعدون قیروانی نے اپنی کتاب "**تأسی اهل الایمان فیما جری علی مدینة القیروان**"، میں کیا ہے کہ حاکم بامر اللہ نے قبور مبارکہ کو اکھاڑنے کیلئے کچھ لوگ بھیجے انہوں نے مسجد کے قریب ایک مکان میں رہائش اختیار کر لی اور سرنگ کھودنی شروع کر دی تاکہ رسول ﷺ کی قبر مبارک تک پہنچا جا سکے۔ اس دوران کڑک دار روشنی نمودار ہوئی اور آواز آئی کہ کوئی چلا کر کہہ رہا ہے لوگو! تمہارے نبی ﷺ کی قبر کو اکھاڑا جا رہا ہے۔ لوگ دوڑے اور تفتیش کی اور ان سب لوگوں کو پکڑ کر قتل کر کے واصل جہنم کر دیا ❷

تیسری سازش بعض عیسائی بادشاہوں نے یہ سازش کی تھی اور ۵۵۷ھ میں دو مراکشی عیسائیوں کے ذریعہ اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی گئی اپنی طرف سے اس سازش میں بڑی باریک بینی اور مہارت سے کام لیا گیا تھا۔ لیکن قدرت و قوت الہیہ ہر چیز پر غالب ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت و عصمت کا وعدہ کر رکھا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے خوب حفاظت فرمائی اور عیسائیوں کی سازش کو ناکام و نامراد کر دیا۔ مؤرخین نے اس سازش کا مفصل بیان کیا ہے سمہودی کہتے ہیں کہ علامہ جمال الدین نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا موضوع یہ ہے کہ عیسائیوں کو ملازم نہ رکھا جائے۔ اس میں انہوں نے ذکر کیا کہ مصر کے ایک عادل حکمران نور الدین زنگی شہید کے دور میں

❶ سورۃ مائدہ آیہ ۶۷ تحقیق النصرۃ ۱۴۶ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۵۲

❷ وفاء الوفاج ۲ ص ۶۵۳

عیسائیوں نے ایک بہت بڑی سازش کی اور انہیں پختہ یقین تھا کہ اس میں وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ سلطان نور الدین زنگی تہجد گذار تھا اور اوراد و ظائف کا پابند تھا۔ ایک رات تہجد کے بعد سو گیا تو خواب میں رسول اکرمؐ کی زیارت ہوئی آپؐ دو سرخ رنگ کے آدمیوں کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمار ہے تھے انجدنی انقذنی من هذین مجھے ان دونوں سے بچاؤ۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا، وضو کر کے نماز ادا کی اور سو گیا تو ویسی ہی خواب پھر دیکھی اور آنکھ کھل گئی اس نے پھر نماز ادا کی اور سو گیا تو تیسری مرتبہ پھر وہی خواب آئی تو اس کی نیند اڑ گئی۔ اس کا ایک وزیر جمال الدین موصلی بہت نیک شخص تھا اسے اسی رات کو ہی طلب کر لیا اور اس سے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا تو بیٹھے کیوں ہو؟ ابھی مدینہ منورہ کو چلدو اور کسی کو خواب نہ بتلانا۔ اس نے راتوں رات ہی تیاری کی اور بیس ساتھی لیکر ہلکی پھلکی سواریوں پر روانہ ہو گیا وزیر موصوف بھی ہمرہ تھا۔ بہت سا مال بھی ساتھ لیا۔ سولہ روز میں مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ شہر سے باہر ہی غسل کیا، مسجد شریف میں حاضر ہو کر ریاض الجنہ میں نوافل ادا کیے اور بارگاہ نبوت میں سلام عرض کیا۔ اور بیٹھ کر سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کرے وزیر نے اٹھ کر اعلان کر دیا جب کہ اہل مدینہ مسجد میں جمع ہو چکے تھے کہ سلطان نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ خیرات کیلئے مال بھی لائے ہیں سب اہل مدینہ کی فہرست بنائی جائے۔ بعد میں سلطان نے سب کو حاضری کا حکم دیا۔ جو شخص بھی پیش ہوتا بادشاہ اسے بڑے غور سے دیکھتا تاکہ جو اشخاص نبی اکرم ﷺ نے خواب میں دکھائے ہیں انہیں پکڑا جا سکے لیکن ان شکلوں والے نہ مل سکے۔ ہر شخص کو عطیہ دیتے اور رخصت کر دیتے تا، کہ اہل مدینہ سے کوئی باقی نہ رہا۔ اب سلطان نے پوچھا کہ کوئی باقی تو نہیں رہا؟ سب نے کہا: نہیں۔ سلطان نے کہا: سوچو اور خوب غور کر لو۔ آخر لوگوں نے بتلایا اور تو کوئی نہیں صرف مراکشی بزرگ ہیں جو کسی سے کچھ نہیں لیتے وہ بڑے نیک اور امیر لوگ ہیں محتاجوں کو بڑا صدقہ خیرات دیتے ہیں۔ ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں، تہجد گذار ہیں، ریاض الجنۃ میں نماز ادا کرتے ہیں، ہر صبح بارگاہ نبوت میں صلاۃ و سلام پیش کرتے ہیں، روزانہ جنت البقیع میں حاضری دیتے ہیں، ہفتہ میں ایک دفعہ مسجد قباء جاتے ہیں، الغرض اہل مدینہ نے ان کی بہت تعریف کی۔ بادشاہ نے یہ سن کر سبحان اللہ کہا اور انہیں خواب کا واقعہ نہ بتایا اور حکم دیا کہ انہیں میرے پاس لاؤ، انہیں بلایا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم دولتمند ہیں صدقہ قبول نہیں کرتے۔ سلطان کے اصرار پر جب انہیں لایا گیا تو اس نے فوراً پہچان لیا کہ یہ تو وہی ہیں جو خواب میں دکھلائے گئے ہیں۔ اور نبی

کریم ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا۔ انجدنی انقذنی من هذین۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو؟ تو انہوں نے کہا مراکش سے ہم حج کے لئے آئے تھے، اس سال کیلئے رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں رہنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ بادشاہ نے کہا: سچ سچ بتلا دو، وہ اس پر چپ ہو رہے بادشاہ نے ان کی رہائش کا پوچھا تو بتلایا گیا کہ ایک مسافر خانہ میں جو حجرہ شریفہ کے قریب ہے۔ سلطان انہیں پکڑ کر اس مکان میں لے آیا۔ وہاں بہت مال پڑا ہوا تھا۔ سلطان اکیلا اس مکان میں پھر تا رہا ایک جگہ سے بوریا اٹھائی تو اس کے نیچے سرنگ نظر آگئی جو تازہ کھدی ہوئی حجرہ شریفہ کو جا رہی تھی۔ لوگ یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے۔ سلطان نے کہا اب مجھے سچ سچ بتا دو اور خوب مارا۔ آخر انہوں نے اعتراف کر لیا کہ وہ عیسائی ہیں اور ان کے بادشاہ نے انہیں مراکشی حاجیوں کے بھیس میں بھیجا ہے اور بہت زیادہ مال و دولت دیا ہے اور ایک خطرناک کام سرانجام دینے کو کہا ہے، جس کے بارہ میں ان کا خیال تھا کہ یہ کام سرانجام پا جائیگا۔ اور وہ یہ تھا کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس تک پہنچیں اور جو شیطان نے ان کے ذہن میں ڈالا تھا اس پر عملدرآمد کریں کہ آپ کو یہاں سے نکال لے جائیں اور اس کا جو نتیجہ ہو گا سو ہو گا۔ اسلئے وہ مسجد کے جنوبی طرف قریب ترین مسافر خانہ میں مقیم ہو گئے اور اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانا اس طرح شروع کیا کہ رات کو کھدائی کرتے اور مراکشی لوگوں کے تھیلوں جیسے ان کے پاس تھیلے ہوتے جن میں مٹی ڈال کر یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ وہ بقیع کی زیارت کو جا رہے ہیں وہاں جا کر مٹی قبروں کے درمیان ڈال دیتے یہ کام وہ عرصہ سے کر رہے تھے۔ جب وہ حجرہ شریفہ کے قریب پہنچے تو آسمان سخت کڑکا اور بجلی چمکی اور ایسا زلزلہ آیا کہ معلوم ہوتا تھا پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ اسی رات کی صبح کو آپ (سلطان) آپہنچے اور ہمیں پکڑ کر اعتراف جرم کروالیا۔ جب انہوں نے اعتراف جرم کر لیا اور سلطان کے ذریعہ یہ سازش پکڑی گئی تو سلطان نے کہا کہ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مجھے منتخب فرمایا کسی اور کا انتخاب نہیں کیا۔ اس کے بعد سلطان پر سخت رقت طاری ہوئی اور بہت رویا اور انہیں مار ڈالنے کا حکم دیا۔ حجرہ شریفہ سے متصل جو کھڑکی بقیع کی طرف کھلتی ہے اس کے نیچے ان کی گردن اڑا دی پھر سلطان نورالدین زنگی اپنے ملک کو واپس چلا گیا اور عیسائیوں کے خلاف جنگی کاروائیاں بڑھا دیں اور انہیں سرکاری ملازم نہ رکھنے کا حکم جاری کیا۔

ابن اثیر کہتے ہیں سلطان نورالدین زنگی بہت نیک اور عادل حکمران تھا[1]

---

[1] وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۴۸

قبور شریفہ کے گرد دیوار کی تعمیر تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو منتقل کرنیکی پہلی اور دوسری سازش ۳۸۶ھ سے ۴۱۱ھ کے درمیان ہوئی، یہ زمانہ یہودی النسل عبیدی اسماعیلی حاکم بامر اللہ۔لعنہ اللہ۔ کا تھا اور تیسری سازش ۵۵۷ھ میں عیسائیوں نے کی اور ہر بار اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی اس تیسری سازش کے بعد نور الدین زنگی نے یہ بات بہتر سمجھی کہ ہمیشہ کیلئے سرنگ لگانے کی سازش کا قلع قمع کر دے، اسلئے اس نے سیسہ پلائی دیوار کا حکم دیدیا تاکہ آیندہ کوئی بد کردار سرنگ نہ لگا سکے۔جب سے یہ دیوار تعمیر ہوئی ہے کسی کو سرنگ لگانے کی جرأت نہ ہو سکی۔

سلطان کے حکم سے پانی تک گہری خندق کھودی گئی جو حجرہ شریف کے گرداگرد تھی۔ اوراس میں سیسہ پگھلا کر ڈالدیا گیا۔ تاکہ آیندہ سرنگ والی سازش نہ چل سکے۔

یہ ذکر بھی مناسب رہے گا کہ سلطان لوگوں کو خیرات دینے کیلئے مشہور مکان دارالضیافہ میں مقیم ہوا تھا اور یہ مکان باب عمر بن خطاب کے باہر مسجد کے شمال میں دوسری سعودی توسیع سے پہلے تک موجود تھا جو اب مسجد میں شامل کیا جا چکا ہے۔اور جس جگہ سیسہ اکٹھا کیا گیا اور اسے پگھلایا گیا وہ باب السلام سے چند قدم ہٹ کر تھا اور سقیفۃ الرصاص کے نام سے مشہور تھا۔بروز دوشنبہ ۸ رجب ۷۹۳ھ کو سوق قماشہ میں جب آگ لگی وہ بھی منہدم ہو گیا اور جس مکان میں عیسائیوں نے سرنگ کھودنی شروع کی وہ مسجد کی جنوبی جانب تھا۔اور حجرہ شریفہ کے بالمقابل مسجد کی دیوار میں موجود کھڑکی سے متصل باہر کی طرف تھا۔ ❶

چوتھی سازش ابن جبیر نے اس سازش کی تفصیل بیان کی ہے کہ دوران سیاحت بروز ہفتہ ۲۹ ذی القعدہ ۵۷۸ھ میں وہ مصر کے ایک شہر اسکندریہ میں پہنچا اور بروز اتوار ۸ ذی الحجہ کو وہاں سے رخصت ہو گیا اس نے وہاں جو کچھ دیکھا وہ اس طرح ہے :جب ہم اسکندریہ پہنچے تو سب سے پہلے ہم نے ایک عظیم اجتماع دیکھا جو رومی عیسائی قیدیوں کو دیکھنے نکلا تھا، جنہیں اونٹوں پر الٹا لاد کر شہر میں لایا گیا تھا کہ ان کا منہ دُم کی طرف تھا، ان کے گرد طبل اور باجے بج رہے تھے۔ ہمارے پوچھنے پر لوگوں نے ایسی بات بتلائی جس سے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا چاہتا تھا اور وہ یہ کہ شام کے عیسائیوں نے

---

❶ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۰ مرآۃ الحرمین الشریفین ج ۱ ص ۴۷ ۴ تاریخ معالم المدینۃ المنورۃ ۸۴

اکٹھے ہو کر بحر قلزم کے قریب ترین حصہ میں کشتیاں تیار کیں اور انہیں کرایہ کے اونٹوں پر لاد کر سمندر کے کنارے پہنچا دیا پھر انہوں نے ان کشتیوں کو ضروری جنگی سامان سے تیار کیا جب تیاری مکمل ہو گئی تو کشتیوں کو سمندر میں ڈال دیا اور سوار ہو گئے اور حجاج کے بحری قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ وہاں سے وہ بحر نعم پہنچے اور سولہ کشتیاں نذر آتش کر دیں۔ وہاں سے عیذاب پہنچے۔ جدّہ سے حاجیوں کی ایک کشتی آ رہی تھی جسے انہوں نے پکڑ لیا۔ اسی طرح قوص سے عیذاب کو ایک قافلہ آ رہا تھا اسے بھی پکڑ لیا اور سب لوگوں کو قتل کر دیا، یمن سے تاجروں کی دو کشتیاں آ رہی تھیں انہیں بھی پکڑ لیا۔ ساحل مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کیلئے جو اناج کا ذخیرہ تھا اسے آگ لگا کر جلا ڈالا۔ اور ایسے ایسے برے کام کیے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آج تک کوئی رومی یہاں تک نہ پہنچ سکا تھا۔ اور اب انکا سب سے بڑا اور خوفناک منصوبہ یہ تھا کہ وہ مدینہ منورہ میں داخل ہو کر سرور کائنات ﷺ کو روضہ سے نکال کر لیجانا چاہتے تھے اس کا انہوں نے اعلان واظہار بھی کیا اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس جرأت اور بدکرداری کی اس طرح سزا دی کہ جب مدینہ تک صرف ایک روز کی مسافت رہ گئی تو مشہور حاجب "لؤلؤ" نامی چند بہادر مراکشی جوان لیکر آ گیا جو سمندری جنگ کے بڑے ماہر تھے انہوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور ان کا قتل عام کیا اور کچھ لوگوں کو قید کر کے مختلف شہروں میں قتل کرنے کے لئے روانہ کر دیا، کچھ قیدی مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ بھیجے گئے اور یہ قیدی اسکندریہ لائے گئے ان سب کو وہاں واصل جہنم کر دیا گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی حفاظت کا وعدہ پورا فرما دیا[1]

پانچویں سازش

اے صواب! کچھ لوگ رات کو مسجد کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے، دروازہ کھول دینا وہ جیسے چاہیں کرنے دینا اور آڑے نہ آنا۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو حاکم مدینہ منورہ نے حلب کے لوگوں کے متعلق کہے جو شیخین رضی اللہ عنہما کی نعشوں کو نکالنے آئے تھے (حضرت صواب خدام مسجد نبوی کے سربراہ تھے) مشہور مؤرخ محب طبری نے **"الرياض النضرة فى فضائل العشرة"** میں لکھا ہے کہ خدام مسجد نبوی کے سربراہ شمس الدین صواب لمطی تھے جو بڑے غریب پرور اور شفیق تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا ایک دوست حاکم مدینہ کا ہمنشین تھا اور جیسی خبر مجھے مطلوب ہوتی وہ مجھے

[1] رحلة ابن جبير ۳۱،۱۷

اسکی اطلاع دیتا رہتا تھا۔ ایک روز وہ آیا اور کہنے لگا کہ ایک بڑا حادثہ ہونے والا ہے میں نے استفسار کیا تو اس نے بتلایا کہ حلب سے کچھ لوگ آئے ہیں اور انہوں نے حاکم مدینہ کو بہت زیادہ مال (بطور رشوت) دیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ حجرہ شریفہ کھول کر سیدنا ابو بکر و عمرؓ کو یہاں سے لیجانے کی اجازت دی جائے اور وہ ملعون مان گیا ہے۔ صواب کہنے لگے کہ یہ سن کر میں بڑا سخت فکر مند ہوا۔ تھوڑا عرصہ گذرا کہ مجھے حاکم کا ایلچی بلانے آ گیا میں جب اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: صواب کچھ لوگ رات کو مسجد کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے دروازہ کھول دینا جیسے وہ چاہیں کرنے دینا اور آڑے نہ آنا۔ میں "جو حکم حضور" کہہ کر چلا آیا۔ سارا دن میں حجرہ شریفہ کے پیچھے بیٹھا روتا رہا میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے اور کسی کو بھی پتہ نہ چلا کہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ جب رات ہو گئی اور نماز عشاء ادا کر لی گئی لوگ جا چکے اور مسجد نبوی کے دروازوں کو بند کر دیا گیا تو تھوڑی دیر بعد دروازہ کھٹکا جسے باب السلام کہتے ہیں اس کے بالمقابل پرانے قلعہ میں حاکم مدینہ کی رہائش تھی۔ میں نے دروازہ کھول دیا تو چالیس آدمی داخل ہوئے میں ایک ایک کر کے ان کی گنتی کر تا رہا ان کے پاس کسیاں، گینتیاں، شمعیں اور عمارت گرانے اور کھودنے کا سامان تھا۔ وہ حجرہ شریفہ جا رہے تھے ابھی منبر کے پاس ہی پہنچے تھے کہ زمین پھٹی اور وہ سب اپنے سامان سمیت زمین میں دھنس گئے اور زمین پر ان کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ امیر مدینہ چند اں ان کا انتظار کر تا رہا آخر مجھے بلا کر کہا صواب تمہارے پاس وہ لوگ نہیں آئے۔ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ آئے تو ہیں، لیکن انکو یہ واقعہ پیش آ گیا۔ کہنے لگا: غور کرو کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا ایسے ہی ہوا ہے اٹھو اور خود دیکھ لو۔ کیا ان میں سے کوئی بھی بچا ہے یا ان کا نشان ہی رہا ہے۔ اس نے کہا یہ بات یہیں تک رہے اگر تم نے اسے ظاہر کر دیا تو تمہارا سر اڑا دیا جائے گا۔ اور میں وہاں سے واپس آ گیا۔

علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ مختصر انداز میں تاریخ مدینہ میں ابو محمد عبد اللہ مرجانی نے بھی لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ابو عبد اللہ مرجانی سے اور انہوں نے اپنے والد ابو محمد مرجانی سے سنا جنہوں نے خادم حجرہ شریفہ سے سنا ان کا بیان کردہ واقعہ تو ایسا ہی ہے البتہ انہوں نے تعداد پندرہ یا بیس بتلائی ہے اور یہ کہ وہ چند قدم ہی چلے تھے کہ انہیں زمین نے نگل لیا۔

یہ بات واضح معلوم ہونی چاہیے کہ یہ دور طوائف الملوکی کا تھا۔ مرکزی بغداد کی عباسی حکومت کو تاتاریوں نے تباہ و برباد کر دیا تھا یہ ساتویں صدی ہجری کے نصف کا زمانہ تھا۔

یہ واقعی عجیب بات ہے کہ کچھ لوگ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارکہ کو نکالنے کیلئے اعلانیہ آتے ہیں اور سرنگ لگانی چونکہ ناممکن تھی کہ زیر زمین سیسہ کی دیوار حائل تھی اسلئے اس وقت کے بے غیرت حاکم مدینہ کو رشوت دیکر ساتھ ملالیا گیا۔ لیکن ان کی یہ سازش بھی ناکام ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے ان ساتھیوں کی حفاظت کی، وہ سب پر غالب حکمت والا ہے جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے ❶

درس عبرت رسول اکرم ﷺ اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارکہ کو چوری کرنے کے واقعات تاریخ کے خطرناک ترین حوادث ہیں۔ لیکن یہ سازشیں جو بڑے رازدارانہ، خفیہ اور منظم طریقہ سے کی گئی تھیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مکڑی کے جالے سے زیادہ کمزور تھیں، وہ ناکام ہوئیں اور اللہ رب العزت نے انہیں اصل سازشیوں کی ذلت و رسوائی کا باعث بنا دیا۔ کفار مکہ کی سازشوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْيُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ﴾ اور پھر مدینہ منورہ میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ...﴾ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت خود کرے گا۔

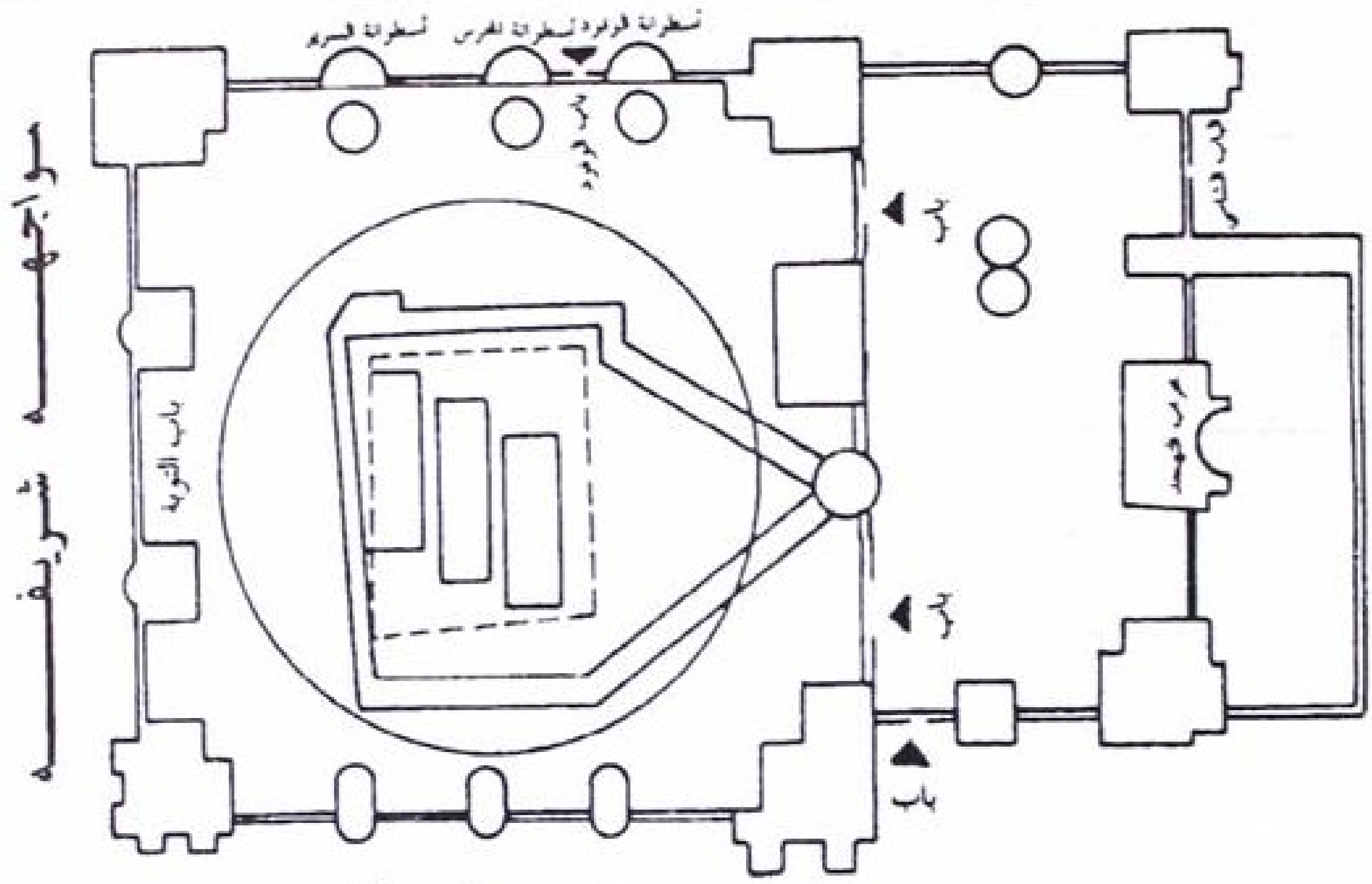
بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سب پر غالب ہے اس کے ایسے ایسے لشکر ہیں کہ جن سے جیسے چاہتا ہے کام لے لیتا ہے۔ پہلی سازش میں اللہ تعالیٰ نے اہل مدینہ کو دشمنوں سے مقابلہ کیلئے کھڑا کر دیا اور پھر شدید جھکڑ سے ان کی قوت کو تہ وبالا کر دیا۔ دوسری سازش پر اہل مدینہ نے انوار ملاحظہ کیے اور آواز سنی کہ تمہارے نبی ﷺ کی قبر کو اکھاڑا جا رہا ہے اور اہل مدینہ نے سازشیوں کو پکڑ کر جہنم رسید کر دیا۔ تیسری سازش میں قادر مطلق نے سلطان نورالدین کو ذمہ داری سونپ دی کہ سازشیوں کو پکڑ کر قتل کر دے۔ چوتھی سازش میں مصریوں کو خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ جو شخص خبیث نیت سے مدینہ طیبہ کو جا رہے تھے انہیں گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائیں اور پانچویں سازش جو صاحبین رضی اللہ عنہما کے جسموں کو نکالنے کیلئے ہوئی، قدرت الٰہیہ سے زمین نے سازشیوں کو نگل لیا اور ان کا نام و نشان نہ رہا۔

خداوند قدوس نے اپنی واضح نشانیوں کے ظہور سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی حفاظت فرمائی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہی سچا ہے۔

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ﴾ دشمنوں نے سازشیں کیں ادھر اللہ نے تدبیر فرمائی اور اللہ ہی سب سے بہتر تدبیر فرمانے والا ہے۔

---

❶ التحفۃ اللطیفۃ ج ۲ ص ۲۴۷ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۵۳ الوفا بما یجب لحضرۃ المصطفیٰ ﷺ ۱۵۳ البدایۃ والنہایۃ ج ۱۳ ص ۲۰۳



جالیوں کا اندرونی وبیرونی نقشہ

۹ مقصورہ شریفہ

اس لوہے اور پیتل کی جالی کو مقصورہ شریفہ کہا جاتا ہے جو پانچ کونی کمرہ کے اردگرد ہے۔ اس جالی دار دیوار کی جنوب سے شمال تک لمبائی سولہ میٹر ہے اور مشرق سے مغرب تک پندرہ میٹر ہے۔ حجرہ شریفہ کے اردگرد یہ جالی سب سے سے پہلے سلطان رکن الدین بیبرس نے ۶۶۸ھ میں بنائی تھی۔ اور وہ لکڑی کی تھی۔ اس کی بلندی دو آدمیوں کے قد کے برابر تھی بعد میں شاہ زین الدین کتبغا نے ۶۹۴ھ میں اسکے اوپر مزید جالی بڑھادی جو چھت کے ساتھ جالگی۔ دوسری آتشزدگی میں جب یہ مقصورہ ۸۸۶ھ میں نذر آتش ہو گیا تو سلطان قایتبائی نے لوہے اور پیتل کی جالیاں تیار کرواکر ۸۸۸ھ میں بھجوائیں جن کا وزن قریباً سترہ ہزار آٹھ سو سترہ کیلو گرام تھا۔ ستر اونٹ اسے لے کر مدینہ طیبہ لائے۔ پیتل کی جالیاں جانب قبلہ نصب کی گئیں اور مشرق مغرب شمال میں فولادی جالیاں نصب کی گئیں لوہے کی جالیاں سبز رنگ سے رنگی ہوئی تھیں ہر جالی کے اوپر پیتل کی باریک جالی لگادی گئی تاکہ کبوتر اندر داخل نہ ہوں۔ لوہے کی ایک جالی اندرونی مقصورہ شریفہ پر بھی نصب کی گئی جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حجروں کے درمیان حد فاصل ہو گئی

اس طرح حجرہ شریفہ کے متصل ایک علیحدہ جگہ مستقل طور پر بن گئی جو جنوب شمال کی طرف چودہ میٹر لمبی اور مشرق مغرب کی طرف سے سات میٹر چوڑی ہے۔ پانچ کونی کمرے کی مثلث کے دائیں اور بائیں دو دروازے بھی بنائے گئے۔ اور یہ مقصورہ اپنی پرانی بنیادوں پر سلطان قایتبائی کے زمانہ سے پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ گذرنے کے باوجود تاحال موجود ہے جیسا کہ مقصورہ شریفہ کے مغربی دروازے کے اوپر لکھا ہوا ہے انشأهذه المقصورة الشريفة سيدنا ومولنا السلطان الملك الاشرف ابو النصر قايتبائی عام ثمان و ثمانين و ثمانمائة من الهجرة النبوية. یہ مقصورہ شریفہ سلطان قایتبائی نے ۸۸۸ھ میں بنوایا۔ لوگ مقصورہ کو ہی حجرہ شریفہ اور اس کے دروازوں کو حجرہ شریفہ کے دروازے کہنے لگ گئے۔ اور جو اس کے اندر فانوس ہیں انہیں بھی حجرہ شریفہ کے فانوس کہنا شروع کر دیا۔ قبلہ کی جانب کے حصہ کا نام مواجہہ شریفہ ہو گیا جہاں زائرین صلوۃ و سلام کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔

تیری جالیوں سے پرے کبھی جو نگاہِ شوق نکل گئی
ترے جلوہ گاہ جمال میں ترے آستاں پہ مچل گئی
کوئی نذر کام نہ آسکی تری بارگاہِ قبول میں
مگر اک فغانِ دلِ حزیں جو غزل کے روپ میں ڈھل گئی (نیر واسطی)

سب سلاطین و حکام مقصورہ شریفہ کی غور و پرداخت کرتے رہے۔ سلطان سلیمان خاں عثمانی ترکی نے ۹۲۶ھ اور ۹۴۸ھ کے درمیان اس حجرہ شریفہ کی مرمت کرتے ہوئے سنگ مرمر کا استعمال کیا۔ شاہ عبدالعزیز آل سعودؒ نے بھی ضروری مرمت کروائی اور ایک رات میں ہی از سر نو روغن کرایا (۱)

مقصورہ شریفہ کے دروازے مقصورہ شریفہ کے چار دروازے ہیں۔ ایک قبلہ کی دیوار میں جس کا نام باب التوبہ ہے اس پر ایک چاندی کی تختی لگی ہوئی ہے جس پر اس کے بنانیکی تاریخ ۱۰۲۶ھ لکھی ہوئی ہے اور یہ سلطان احمد اول عثمانی کی طرف سے ہدیہ آیا تھا۔ دوسرا دروازہ مغرب میں ہے جسے باب الوفود کہتے ہیں اس لئے کہ وہ اسطوانہ وفود کے متصل ہے۔ تیسرا دروازہ مشرق مین ہے اسے باب

(۱) خلاصة الوفا ۳۰۱ مرآة الحرمين الشريفين ج ۱ ص ۴۷۵ توسعة الحرمين الشريفين ۵۱ تكملة عمدة الاخبار ۴۶۸

فاطمہ کہتے ہیں اسلئے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا کے گھر کے قریب ہے۔ اور یہ تینوں دروازے ۶۶۸ھ سے اب تک چلے آرہے ہیں۔ چوتھا دروازہ باب التہجد ہے اس لئے کہ وہ مصلی تہجد کے قریب ہے یہ شمالی دروازہ ہے جو ۷۲۹ھ میں بنایا گیا جبکہ شمالی جانب دو دالانوں کی تعمیر کی گئی۔ مشرقی دروازہ کے علاوہ سب دروازے بند ہی رہتے ہیں۔ مشرقی دروازہ اس وقت کھولا جاتا ہے جبکہ کوئی خصوصی شاہی مہمان آیا ہو یا سرکاری وفود کی حاضری ہو یہ لوگ اگرچہ مقصورہ شریف میں داخل تو ہو جاتے ہیں لیکن مخمس دیوار (پانچ کونی) جو حجرہ عائشہؓ کے گرد ہے کے اندر نہیں جاتے چونکہ اس کے اندر جانے کا کوئی دروازہ ہی نہیں۔ علامہ سخاوی نے اسے واضح طور پر لکھا ہے۔ مخمس دیوار پر جو پردہ لٹکا ہوا ہے اس کے اندر کی خبر تو اغوات کو بھی نہیں جو خدام خاص ہیں۔ کیونکہ اس مخمس دیوار و عمارت کا نہ تو کوئی دروازہ ہے نہ کھڑکی اور نہ ہی روشندان ہے ماسوائے ایک سوراخ کے جو حجرہ شریفہ کے اوپر کے حصہ میں ہے۔ ❶

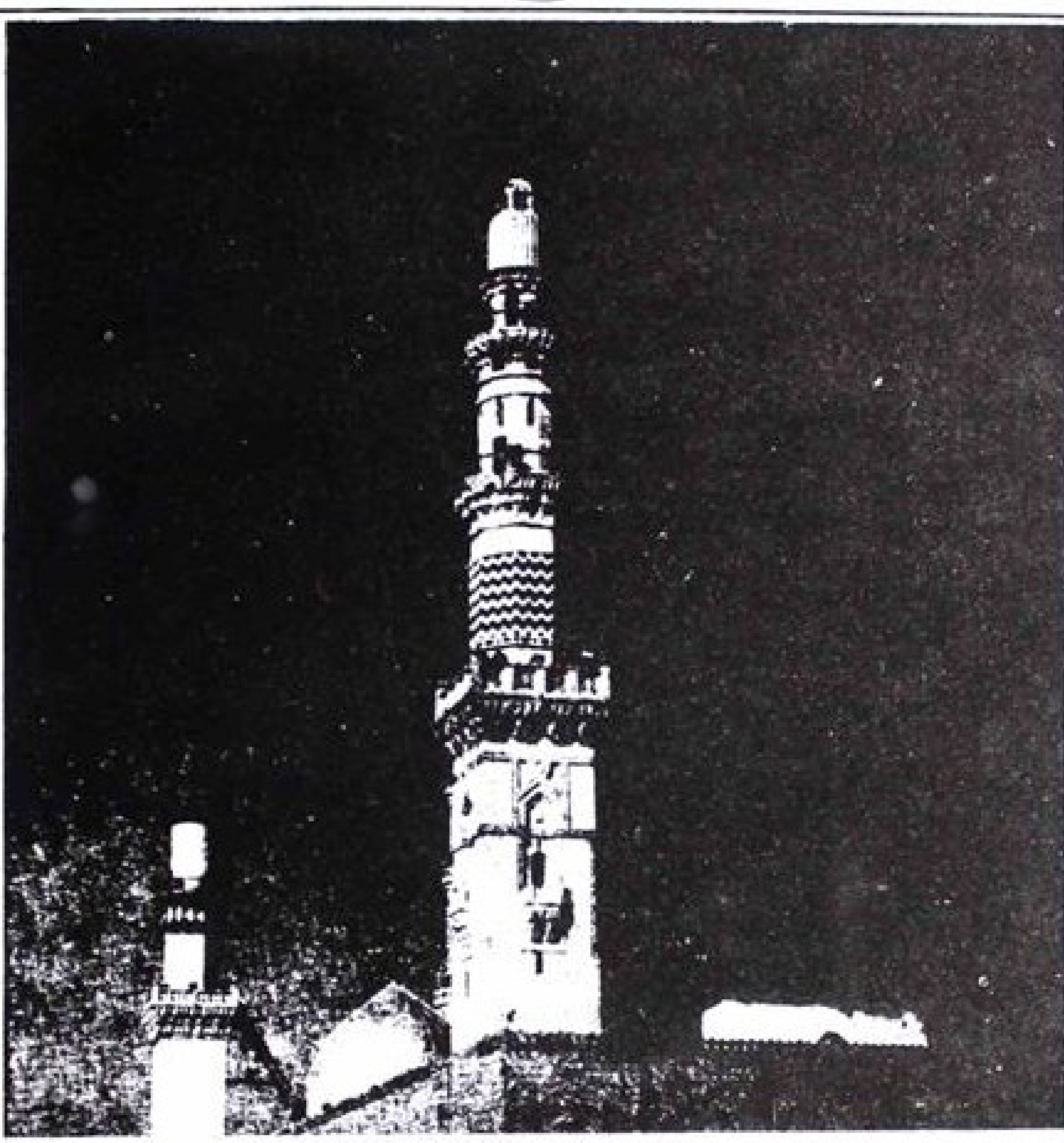
(۸) (گنبد)

حجرہ شریفہ پر دو گنبد تعمیر کیے گئے ہیں۔ ایک تو بڑا گنبد سبز رنگ ہے جو مسجد کی چھت پر واضح ہے سب سے پہلے اسے شاہ منصور قلاوون صالحی نے ساتویں صدی کے آخر میں تعمیر کروایا۔ ۸۸۶ھ کی آتشزدگی کے بعد اسے سلطان قایتبائی نے تعمیر کروایا پھر ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود عثمانی نے اسے تعمیر کروایا۔ گویا گنبد خضرا کی موجودہ تعمیر کو تقریباً دو سو سال ہونے والے ہیں دوسرا چھوٹا گنبد ہے جو حجرہ نبویہ پر تعمیر کیا گیا ہے اور وہ مسجد کی چھت کے نیچے ہے اسے حجرہ شریفہ کی لکڑی کی چھت کی بجائے سلطان قایتبائی نے تعمیر کروایا تھا یہ نویں صدی ہجری کے آخر کی بات ہے۔ آئندہ سطور میں ان دونوں گنبدوں کی بابت اہم تفصیلات کا تذکرہ ہے۔ ❷

نمودِ گنبد خضرا یہ مدّ و جزر پنہانی
عجب کیفیتیں دل کی عجب آنکھوں میں نظارے

(قبہ شریفہ (گنبد)) پہلے حجرہ مبارکہ پر کسی قسم کا گنبد نہ تھا صرف انیٹوں کی نشاندہی تھی جو مسجد کی باقی چھت سے حجرہ مبارکہ کو ممیز دکھاتی تھی ۶۷۸ھ میں سلطان منصور قلاوون نے حجرہ

❶ آثار المدینۃ المنورہ ۹۶ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۱۱ ❷ نزہۃ الناظرین ۷۵ التحفۃ اللطیفۃ فی عمارۃ المسجد النبوی ۶۹



گنبد خضراء

شریفہ پر گنبد بنانے کا حکم دیا۔ تو ان ستونوں پر جو حجرہ شریفہ کے گرد ہیں لکڑی کا گنبد بنایا جو نیچے سے مربع اور اوپر سے مثمن (آٹھ کونی) تھا۔ اس کے اوپر لکڑی کی تختیاں لگا کر سیسہ کی چادریں پہنادیں تاکہ حجرہ شریفہ بارش سے بچا رہے یہ گنبد مسجد کی چھت کے اوپر تھا۔ پھر سلطان ناصر حسن قلاودون صالحی کے دور حکومت میں گنبد کی تجدید کی گئی جب اس کی تختیاں خراب ہو گئیں تو سلطان اشرف شعبان کے دور میں ۷۶۵ھ میں تجدید کی گئی۔

عہد قایتبائی قایتبائی کے زمانہ ۸۸۶ھ میں مسجد شریف نذر آتش ہو گئی۔ اور قبہ بھی جل گیا۔ اب متولی عمارت کی رائے ہوئی کہ گنبد بہت بلند بنایا جائے اور لکڑی کی بجائے اینٹوں سے بنایا جائے اس مسجد میں بڑے بڑے ستون تعمیر کیے گئے اور بڑی بڑی ڈاٹیں تعمیر کی گئیں۔ حجرہ کی مثلث کے دائیں بائیں دو نئے ستون تعمیر کیے گئے جب یہ گنبد تعمیر ہو گیا تو اوپر کے حصہ میں دراڑیں آگئیں جو مرمت کے قابل نہ تھیں۔ تو سلطان اشرف قایتبائی نے مشہور انجنیئر شجاعی شاہین جمالی کے ذمہ گنبد کی تعمیر لگا

دی۔ ماہرین تعمیر کے مشورہ کےبعد یہ رائے ہوئی کہ گنبد کے اوپر کے حصوں کو ختم کر کے از سر نو تعمیر کی جائے۔ اور اسکی تعمیر میں سفید چپس استعمال کیا جائے۔ جسے مصر سے در آمد کیا گیا۔ ۸۹۲ھ میں یہ تعمیر مکمل ہو گئی۔

دور سلطان محمود عثمانی مشہور مؤرخ علامہ برزنجی نے لکھا ہے کہ تیرہویں صدی ہجری کے شروع میں گنبد کے اوپر کے حصہ میں پھر دراڑیں آگئیں۔ یہ زمانہ سلطان محمود بن سلطان عبدالحمید خاں عثمانی کا تھا۔ اس نے گنبد کو نئے سرے سے بنانے کا حکم دیا۔ اس کے اوپر کے حصے منہدم کیے گئے اور انتہائی مضبوط اور پختہ تعمیر کی گئی۔ گنبد کے انہدام اور تعمیر میں انتہائی ادب واحترام سے کام لیا گیا۔ حجرہ شریفہ کے چھوٹے گنبد کے اوپر لکڑی کے تختے لگائے گئے تاکہ انہدام و تعمیر سے کسی قسم کی کوئی چیز حجرہ مبارکہ پر نہ گرے اور نہ ہی نیچے والا چھوٹا گنبد اور مسجد متأثر ہو۔ اور کام اس انداز سے ہو کہ کوئی شور یا آواز پیدا نہ ہو۔ اس کی تعمیر میں اہل مدینہ کی اکثریت نے رضاکارانہ حصہ لیا جب عمدہ طریقے سے گنبد کی عمارت مکمل ہو گئی تو سلطان مذکور نے بہت سی انعامی رقم اہل مدینہ کو بھیجی تاکہ سب میں ایک جیسی تقسیم کر دی جائے۔ یہ ۱۲۳۳ھ کا واقعہ ہے۔ ❶

سبز رنگ

نگاہ میں جب ہو سبز گنبد لبوں پہ صل علی محمد
جو سامنے ہوں حرم کے طائر ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا (تائب)

۶۷۸ھ سے ۱۲۵۳ھ تک گنبد کا رنگ سلیٹی تھا جو کہ سیسہ کی ان تختیوں کا طبعی رنگ تھا جو گنبد کے اوپر لگائی گئی تھیں، یہی وجہ ہے کہ اس دور کی تاریخی کتابوں میں گنبد کا تذکرہ درج ذیل انداز میں ہوتا تھا۔ القبة البیضاء (سفید گنبد) القبة الزرقاء (نیلا گنبد) اور القبة الفیحاء ۱۲۵۳ھ میں سلطان محمود عثمانی کے حکم سے پہلی دفعہ گنبد پر سبز رنگ کیا گیا اسلیئے اب اسے القبة الخضراء (سبز گنبد) کہا جاتا ہے اور موسمی تغیرات کی وجہ سے جب یہ رنگ پھیکا ہو جائے تو نیا رنگ کر دیا جاتا ہے۔

۱۲۶۵ھ میں جب ترکوں نے مسجد کی تعمیر کی تو حجرہ شریفہ کے گرد ستونوں اور گنبد کو چھیڑا نہیں گیا البتہ چند ستونوں کا اضافہ کر دیا گیا تاکہ مزید مضبوطی ہو جائے۔

❶ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۰۸ نزہۃ الناظرین ۷۷

گنبد کی کھڑکی کا سقوط تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں گنبد کی کھڑکی گر گئی۔ علامہ برزنجی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ ماہ شعبان ۱۲۹۶ھ میں ایک زبردست آندھی آئی جس سے گنبد خضری کی کھڑکیوں میں سے ایک مشرقی کھڑکی اندر کی طرف گر گئی۔ شیخ الحرم اور بہت سے علما معلوم کرنے دوڑے کہ کیا حادثہ ہو گیا ہے ان میں مفتی احناف بھی تھے۔ ہم چھت پر چڑھے تاکہ اس کھڑکی کے گرنے کی جگہ معلوم ہو سکے۔ موقع غنیمت تصور کرتے ہوئے میں نے حجرہ شریفہ کو اوپر سے دیکھا۔ گنبد خضری پر نگاہ دوڑائی جو بڑا بلند اور انتہائی خوبصورت تھا۔ اس میں بڑے حسین نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ اس میں بڑی جلی قلم سے اتنا لکھا میں پڑھ سکا جو میرے سامنے تھا۔

"انشأهذه القبة الشريفة العالية المعترف بالتقصير الراجي عفوربه القدير قايتبائي" میں نے بڑے گنبد کی کھڑکیاں اور روشندان شمار کئے تو وہ چھہتر ۷۶ عدد تھے۔ ان روشندانوں وغیرہ میں جو خرابی محسوس کی گئی ایک مجلس میں اس کا جائزہ لیکر سلطان عبدالحمید خاں کو مطلع کیا گیا کہ آستانہ عالیہ سے ضروری سامان شیشہ وغیرہ مہیا کیا جائے۔ سلطان کی طرف سے تعمیر و مرمت کا حکم ۱۲۹۷ھ میں جاری کر دیا گیا۔ ❶

گنبد حجرہ شریفہ (اندرونی گنبد) ۸۸۱ھ میں سلطان اشرف قایتبائی نے مسجد نبوی شریف اور حجرہ شریفہ کی تعمیر و مرمت کا حکم دیا۔ اور حجرہ شریفہ کی لکڑی کی چھت کی جگہ ایک چھوٹا سا نفیس قبہ بنانے کا حکم دیا۔ متولی تعمیرات نے لکڑی کی چھت ختم کر کے حجرہ شریفہ کے گرد ڈاٹیں تعمیر کر دیں اور گنبد بنا دیا جس میں منقش پتھر استعمال کیا گیا اور اس کے اوپر سفید سنگ مرمر لگایا گیا اور پیتل کا ہلال نصب کر دیا گیا۔ شوال ۸۸۱ھ میں یہ حسین تعمیر مکمل ہو گئی یہ گنبد مسجد کی چھت کے نیچے ہے۔ جس کی بلندی تقریباً ۹ میٹر ہے۔

دونوں قبوں میں ایک چھوٹا سا سوراخ نچلے گنبد کے اوپر ایک ایسا سوراخ رکھا گیا ہے جس سے قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہتی۔ اس پر ایک باریک جالی لگائی گئی ہے تاکہ اس میں کبوتر وغیرہ داخل نہ ہو سکے۔ اور بالکل اسی طرح اس کے عین اوپر گنبد خضراء میں بھی سوراخ رکھا گیا ہے جب بھی سورج اسکے اوپر آتا ہے تو ایک لمحہ کیلئے ان متوازی سوراخوں سے قبر مبارک

---

❶ مرآۃ الحرمین الشریفین ج ۱ ص ۴۷۴ نزہۃ الناظرین ۷۱۔۷۷ فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ ۱۱۶

پر اسکی روشنی پہنچتی ہے اور جب کبھی بارش ہو تو ان کے راستے قبر مبارک پر قطرہ گرتا ہے۔ برزنجی نے اس سوراخ کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ سوراخ گنبد خضرا کے اوپر قبلہ کی جانب ہے جسے اس سوراخ کے بالمقابل بنایا گیا ہے جو اندرونی گنبد میں واقع ہے ❶

اہم تنبیہ پہلی صدی ہجری میں ۸۷ھ تک مسجد نبوی کی مشرقی جانب حجرات شریفہ موجود تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۸۷ھ میں مسجد کی توسیع کی تو ان حجرات کو گرا کر مسجد میں شامل کر لیا، چونکہ تمام ازواج مطہرات فوت ہو چکی تھیں۔ البتہ حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو باقی رکھا جس میں قبور شریفہ تھیں۔ اس کی اصل دیواروں کی مرمت کی۔ اب یہ حجرہ تعمیر شدہ مسجد کے اندر تھا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کمال بصیرت کا ثبوت دیتے ہوئے دو اہم کام کیے، ایک تو حجرہ شریف کے ارد گرد پانچ کونی دیوار تعمیر کر دی تاکہ حجرہ کی شمالی جانب نماز ادا کرنے والوں کا رخ براہ راست اور سیدھا حجرہ شریفہ کی طرف نہ ہو۔ نیز حجرہ شریفہ کے چوکور ہونے کی وجہ سے اس کی مشابہت کعبۃ اللہ سے نہ ہو۔

دوسرا کام یہ کیا کہ مسجد کی چھت کا جو حصہ حجرہ شریفہ کے اوپر تھا اسے عام چھت کی سطح سے ذرا اونچا اور نمایاں کر دیا تاکہ چھت پر جانے والا کوئی بھی شخص اس کے اوپر سے نہ گزرے کہ یہ ادب کا تقاضا ہے۔

ساڑھے چھ سو سال تک پانچ کونی حجرے اور چھت کی یہی کیفیت رہی۔ ۶۶۸ھ میں سلطان بیبرس نے حجرہ شریف کے ارد گرد کچھ فاصلہ چھوڑ کر لکڑی کی جالیاں نصب کر دیں، پھر ۸۸۸ھ میں سلطان قایتبائی نے انکی جگہ پیتل اور لوہے کی جالیاں نصب کیں جو آج تک موجود ہیں۔

ادھر چھت کے بارہ میں ۶۷۸ھ میں سلطان قلاوون صالحی نے تبدیلی کی کہ حجرہ شریفہ کے بالائی حصہ کو چھت پر مزید نمایاں کرنے کیلئے گنبد بنادیا بعد میں اسی گنبد کی تجدید ہوتی رہی۔

اس تاریخی پس منظر سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ قبور مبارکہ والے حجرہ شریفہ کی بالائی چھت مسجد نبوی شریف کیساتھ مشترک تھی، لہذا اس مقام کے تقدس اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسے عام چھت سے نمایاں کر دیا اور ساتویں صدی ہجری میں اس پر گنبد بنادیا گیا۔

لہذا ان معروضی حالات کو نظر انداز کرنا اور گنبد خضراء کو بنیاد بنا کر جگہ جگہ قبروں پر گنبد بنانا

---

❶ وفاء الوفاء ج ۲ ص ۶۲۸ نزہۃ الناظرین ۷۷ المدینۃ المنورۃ تطورہا العمرانی ۸۳

صحیح نہیں ہے۔ خود سید الاولیاء امام الانبیاء حضرت محمد رسول ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر کسی قسم کی عمارت بنانے سے سختی کیساتھ روکا ہے ملاحظہ ہو ❶

نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ

رمضان المبارک کی خصوصی عبادات میں سے روزہ اور تراویح ہیں۔ آئندہ سطور میں تراویح کی تعداد کی بابت ایک تاریخی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

نماز تراویح عہد نبوی میں صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (رمضان کی) ایک رات مسجد میں نماز تراویح پڑھی، لوگوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، پھر دوسری رات آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو مقتدیوں کی تعداد بڑھ گئی۔ پھر تیسری یاچوتھی رات آپ ﷺ نماز تراویح کیلئے مسجد میں تشریف نہ لائے، اور صبح آکر فرمایا: میں نے تمہارا شوق دیکھ لیا، اور میں اسی ڈر سے مسجد میں نہیں آیا کہ یہ نماز تراویح تم پر فرض کردی جائے گی۔ ❷

معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ نے اپنی زندگی میں دو یا تین دفعہ نماز تراویح باجماعت پڑھائی امام ابن تیمیہ اور علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ نماز تراویح کی بابت تمام احادیث کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے تراویح کی تعداد مقرر نہیں کی۔

عہد صدیقی خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انفرادی طور پر یا چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی صورت میں تراویح کا اہتمام کرتے۔

عہد فاروقی خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران ان سب کو ایک جماعت کے تحت منظم کردیا، چونکہ اب تراویح کے فرض ہو جانے کا احتمال نہیں تھا۔ یوں پورا رمضان نماز عشاء کے بعد باجماعت بیس تراویح اور تین وتر پر تمام صحابہ کرام کا اجماع واتفاق ہوگیا۔ ❸

آج کل بعض حضرات پورے رمضان میں باجماعت تراویح اور باجماعت وتر ادا کرتے ہیں، چونکہ حضرت عمرؓ کے دور میں حضرات صحابہؓ نے ایسا ہی کیا تھا لیکن تراویح کی تعداد کے بارے میں انہیں اشکال ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل روایت پیش نظر رکھی جائے تو یہ اشکال بھی رفع ہو

❶ سنن ابی داؤد۔ کتاب الجنائز۔ باب فی البناء علی القبر ❷ صحیح مسلم، باب الترغیب فی صلاۃ التراویح

❸ موطا امام مالک۔ باب ماجاء فی قیام رمضان۔ نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۵۴

جائے گا۔ ارشاد نبوی ہے :

قال النبی ﷺ : أوصيكم بتقوي الله والسمع والطاعة وإن كان عبدا جشيا فإنه من يعش منكم بعدى فسيري اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ. ❶

ارشاد نبوی ہے : میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تقوی اختیار کرو۔ امیر کی اطاعت کرو چاہے وہ حبشی غلام ہو، تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہیگا وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ پس تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اُس سے وابستہ رہو، اور اپنی داڑھوں کیساتھ مضبوط پکڑے رکھو۔

اس حدیث میں آنحضور ﷺ نے اپنی امت کو تاکید کی ہے کہ میری سنت پر عمل کرنا تمہارے لیے ضروری ہے، اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور اس اصول پر سختی سے کاربند ہویوں آپؐ نے خلفاء راشدین کے جس طریقے کو قابل عمل سنت قرار دیا ہے اسے ناقابل عمل بدعت کیونکر کہا جاسکتا ہے ؟ اور جس طریقے کو آپؐ نے مضبوط تھامے رکھنے کا حکم دیا ہے اسے چھوڑنے کی تلقین کیسے کی جاسکتی ہے ؟ اور جس عمل پر حضرات صحابہ کرام کا اتفاق ہو گیا ہو اس میں اختلاف کی گنجائش کہاں رہتی ہے ؟

الغرض تراویح کی بابت خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ سنت اسی صحیح حدیث کا مصداق ہے۔ لہٰذا پورا رمضان عشاء کے بعد باجماعت بیس تراویح اور تین وتر پڑھنے چاہئیں۔

عہد عثمانی تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی باجماعت بیس تراویح اور تین وتر کا معمول رہا۔ ❷

عہد علی چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی باجماعت بیس تراویح اور تین وتر ادا کیئے جاتے تھے۔ ❸

حرم مکی شریف میں تراویح صحاح ستہ کی مشہور کتاب جامع ترمذی میں ہے : اکثر اہل علم کا وہی مسلک ہے جو حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں، حضرت سفیان ثوریؒ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا بھی یہی قول ہے۔ امام

❶ ترمذی حدیث نمبر ۲۶۷۶ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ البانی نے بھی اسکی سند کو صحیح لکھا ہے۔ مشکاۃ محقق ۱/۲۸۔

❷ سنن کبریٰ بیہقی باب عدد رکعات القیام فی رمضان۔ ❸ سنن کبریٰ بیہقی۔ باب عدد رکعات القیام فی رمضان۔

شافعیؒ فرماتے ہیں : میں نے خود دیکھا ہے کہ اہل مکہ بیس تراویح پڑھتے ہیں۔ ❶ امام شافعیؒ اپنی مشہور کتاب ''الأم ج ا ص ۱۴۲'' میں لکھتے ہیں کہ بیس تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور اہل مکہ بھی بیس تراویح اور تین وتر پڑھتے ہیں چودہ سو سالہ دور گواہ ہے کہ حرم مکی شریف میں بیس تراویح پڑھی جاتی رہیں اور اب بھی یہی معمول ہے۔ تاریخ اسلامی میں ایک دن بھی ایسا نہیں ملتا جب حرم مکی شریف میں آٹھ تراویح پڑھی گئی ہوں۔

مسجد نبوی شریف میں تراویح سعودی عرب کے نامور عالم مشہور مفسر اور شیخ الحدیث مدینہ منورہ کے سابقہ قاضی اور مسجد نبوی شریف کے مدرس شیخ عطیہ سالمؒ نے مسجد نبوی شریف میں تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر عربی زبان میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا عنوان ہے۔ ''ایک ہزار سال سے زائد عرصہ میں مسجد نبوی میں تراویح کی تاریخ'' جس میں انہوں تاریخی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ چودہ صدیوں سے مسجد نبوی شریف میں بیس تراویح ادا کی جارہی ہیں ❷ وہ لکھتے ہیں کہ چودھویں صدی میں سعودی حکومت قائم ہو جانے کے بعد بھی حرم مکی اور حرم مدنی میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھے جاتے ہیں اور آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ ❸

حرمین شریفین میں نماز تراویح کی ادائیگی کا یہ روح پرور اور حسین منظر مواصلاتی سیارے کے توسط سے دنیا کے مختلف ممالک میں ٹی وی اور ریڈیو پر دیکھا اور سنا جاسکتا ہے۔

چودہ سو سالہ عمل پہلی صدی ہجری سے پندرھویں صدی تک حرمین شریفین میں بیس رکعات تراویح پڑھی جارہی ہیں۔

وصلى الله تعالى على حبيبه و خليله سيدالمرسلين وخاتم النبيين سيدنا و مولانا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم

يارب صل وسلم دائما ابدا .. على حبيبك خير الخلق كلهم

(۱) بحمد الله وحوله وقوته ۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ کو ترجمہ سے فراغت ہوئی۔ (محمد طیب ہمدانی)

(۲) بفضلہ تعالیٰ صفر ۱۴۱۹ھ کو اردو ترجمہ کی نظر ثانی ریاض الجنۃ میں ستون عائشہؓ کے قریب مکمل ہوئی۔
والحمدلله أولا وآخرا۔ (محمد الیاس)

❶ جامع ترمذی، باب ماجاء فی قیام رمضان ❷ التراویح أکثر من الف عام فی مسجد رسول اللہ ﷺ ص ۴۱۔ ۵۸
❸ حوالہ بالا ص ۶۵

ایک زائر کے تاثرات

سرکارؐ کی مسجد دیکھ آئے ہم گنبدِ خضراء دیکھ آئے
صد شکر کہ اپنی آنکھوں سے ہم خلدِ مدینہ دیکھ آئے
حسرت تھی نگاہوں کو جنکی دل جنکے لئے سیمابی تھا
وہ صبح درخشاں دیکھ آئے وہ نور کا تڑکا دیکھ آئے
جس سمت نگاہیں اٹھتی تھیں سو جلوۂ تاباں ہوتے تھے
کہیئے تو زباں سے کیا کہیئے دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھ آئے
جبریلِ امیںؑ آتے تھے جہاں پیغامِ الٰہی لے لے کر
بیٹھے رہے اس چوکھٹ کے قریں اس گھر کا نظارہ دیکھ آئے
کہتے ہیں ریاض الجنہ جسے پڑھ آئے نماز اس گلشن میں
نازاں ہیں مقدر پر اپنے وہ جائے معلّٰی دیکھ آئے
جنت تو ابھی دیکھی ہی نہیں لگتا ہے مگر کچھ ایسا ہمیں
دنیا ہی میں اپنی آنکھوں سے جنت کا نظارہ دیکھ آئے
صدیقؓ و عمرؓ کا مدفن ہے نزدیک رسولِ اکرمؐ کے
یہ حسنِ رفاقت دیکھ آئے یہ عشقِ دلارا دیکھ آئے
ملتی تھی جہاں تعلیم انھیں سرکارِ دوعالمؐ سے اکثر
رہتے تھے صحابہؓ جمع جہاں پاکیزہ وہ صفہ دیکھ آئے

(حفیظ بنارسی)

مصادر و مراجع

۱	قرآن کریم		
۲	آثار المدینۃ المنورۃ.	عبدالقدوس انصاری (۱۴۰۳ھ)	مطبوعہ مدینہ منورہ
۳	اتعاظ الحنفاء بأخبار الأئمۃ الفاطمیین الخلفاء.	تقی الدین مقریزی	مطبوعہ قاہرہ
۴	الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان.	علاء الدین علی فارسی (۷۳۹ھ)	مطبوعہ بیروت
۵	أخبار مدینۃ الرسول ﷺ	محمد محمود ابن النجار (۶۴۳ھ)	مطبوعہ مکہ مکرمہ
۶	الأدب المفرد	محمد بن اسماعیل البخاری (۲۵۶ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۷	الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب.	ابن عبدالبر (۴۶۳ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۸	أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ.	عزالدین ابن الأثیر (۶۳۰ھ)	مطبوعہ
۹	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)	مطبوعہ مصر
۱۰	أضواء البیان فی تفسیر القرآن.	محمد أمین الشنقیطی (۱۳۹۳ھ)	مطبوعہ بیروت
۱۱	الأعلام.	خیر الدین زرکلی	مطبوعہ بیروت
۱۲	اعلام الساجد بأحکام المساجد.	محمد بن عبداللہ زرکشی (۷۹۴ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۱۳	الاکلیل من أخبار الیمن وأنساب حمیر.	ابو محمد ہمدانی (۳۳۴ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۱۴	الایضاح فی مناسک الحج بحاشیۃ الہیتمی.	ابو زکریا نووی (۳۳۴ھ)	مطبوعہ بیروت
۱۵	البدایۃ والنہایۃ.	ابن کثیر (۷۷۴ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۱۶	البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع.	محمد بن علی شوکانی (۱۲۵۰ھ)	مطبوعہ مصر
۱۷	التاریخ الصغیر.	محمد بن اسماعیل البخاری (۲۵۶ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۱۸	تاریخ المدینۃ المنورۃ.	عمر بن شبہ (۲۶۲ھ)	مطبوعہ
۱۹	تاریخ معالم المدینۃ المنورۃ قدیما وحدیثا.	احمد یاسین خیاری (۱۳۸۰ھ)	مطبوعہ جدۃ
۲۰	التبصرۃ والتذکرۃ.	ابو العراقی (۸۰۶ھ)	مطبوعہ فاس
۲۱	تحفۃ الراکع والساجد.	تقی الدین حنبلی (۸۸۳ھ)	مطبوعہ بیروت
۲۲	التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ.	سخاوی (۹۰۲ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۲۳	تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ.	زین الدین مراغی (۸۱۶ھ)	مطبوعہ
۲۴	تذکرۃ الحفاظ.	ابو عبداللہ ذہبی (۷۴۸ھ)	مطبوعہ بیروت

۲۵	الترغيب والترهيب.	منذری (۶۵۶ھ)	مطبوعہ بیروت
۲۶	التعريف بما آنست الهجرة من معالم دار الهجرة.	محمد مطری (۷۴۱ھ)	
۲۷	تفسير القرطبي.	قرطبی (۶۷۱ھ)	مطبوعہ مصر
۲۸	تفسير ابن كثير.	ابنِ کثیر (۷۷۴ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۲۹	تقريب التهذيب.	ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)	مطبوعہ بیروت
۳۰	توسعة الحرم النبوي الشريف.	ہاشم دفتر دار	مطبوعہ بیروت
۳۱	توسعة الحرمين الشريفين.	وزارة الاعلام	
۳۲	تهذيب التهذيب.	ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)	مطبوعہ بیروت
۳۳	جامع البيان عن تأويل آي القرآن.	ابن جریر طبری (۳۱۰ھ)	مطبوعہ مصر
۳۴	جامع الترمذي.	ابو عیسی ترمذی (۲۷۹ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۳۵	الجامع الصحيح.	محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ)	مطبوعہ بیروت
۳۶	الجامع الصحيح.	ابوالحسین مسلم (۲۶۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۳۷	حلية الأولياء وطبقات الأصفياء.	ابو نعیم اصبہانی (۴۳۰ھ)	مطبوعہ بیروت
۳۸	خلاصة الوفاء بأخبار دار المصطفى ﷺ.	سمہودی (۹۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۹۳	الدر المنثور.	جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۴۰	دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة.	احمد بیہقی (۴۵۸ھ)	مطبوعہ بیروت
۴۱	دليل الانجازات السنوي ۱۴۰۹ھ وزارة الأوقاف.		مطبوعہ مدینہ منورہ
۴۲	رحلة ابن جبير.	محمد ابن جبیر (۶۱۴ھ)	مطبوعہ بیروت
۴۳	الروض الأنف في شرح السيرة النبوية.	عبدالرحمٰن سہیلی (۵۸۱ھ)	مطبوعہ مصر
۴۴	رياض الصالحين.	ابو زکریا نووی (۶۸۶ھ)	
۴۵	زاد المسير في علم التفسير.	عبدالرحمٰن ابن الجوزی (۵۹۷ھ)	مطبوعہ بیروت
۴۶	سلسلة الأحاديث الصحيحة.	ناصر الدین البانی (۱۴۲۰ھ)	مطبوعہ کویت
۴۷	سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة.	ناصر الدین البانی (۱۴۲۰ھ)	مطبوعہ بیروت
۴۸	سنن أبي داود.	ابو داود سجستانی (۲۷۵ھ)	مطبوعہ حمص
۴۹	سنن ابن ماجه.	ابن ماجہ (۲۷۳ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۵۰	سير أعلام النبلاء.	محمد ذہبی (۷۴۸ھ)	مطبوعہ بیروت

۵۱	السیرۃ النبویۃ۔	عبد الملک ابن ہشام (ھ)	
۵۲	شاہنامۂ اسلام۔	حفیظ جالندھری	
۵۳	شذرات الذہب۔	ابن عماد حنبلی (۱۰۸۹ھ)	مطبوعہ بیروت
۵۴	شرح صحیح مسلم۔	ابو زکریا نووی (۶۷۶ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۵۵	الشفاء بتعریف حقوق المصطفی علیہ ﷺ۔	قاضی عیاض (۵۴۴ھ)	مطبوعہ مصر
۵۶	صبح الأعشیٰ۔	أحمد قلقشندی	مطبوعہ قاہرہ
۵۷	صحیح ابن خزیمہ۔	محمد بن اسحٰق بن خزیمہ (۳۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۵۸	صفۃ الصفوۃ۔	ابن الجوزی (۵۹۷ھ)	مطبوعہ حلب
۵۹	الضوء اللامع لأہل القرن التاسع۔	محمد سخاوی (۹۰۲ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۰	طبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔	سبکی (۷۷۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۱	الطبقات الکبریٰ۔	محمد بن سعد (۲۳۰ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۲	عمدۃ الأخبار فی مدینۃ المختار۔	احمد عباسی	مطبوعہ قاہرہ
۶۳	فتح الباری شرح صحیح البخاری۔	ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۴	الفتح الربانی ترتیب مسند أحمد۔	احمد البناء	مطبوعہ قاہرہ
۶۵	فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ۔	علی حافظ	مطبوعہ جدۃ
۶۶	کتاب الدر الثمین۔	غالی الشنقیطی	مطبوعہ قطر
۶۷	کتاب المناسک		مطبوعہ ریاض
۶۸	لسان العرب۔	محمد ابن منظور (۷۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۹	مجمع الزوائد۔	نور الدین ہیثمی (۸۰۷ھ)	مطبوعہ بیروت
۷۰	المجموع شرح المہذب۔	ابو زکریا نووی (۶۷۶ھ)	مطبوعہ جدہ
۷۱	مجموع فتاویٰ ابن تیمیۃ۔		مطبوعہ مغرب
۷۲	مختار الصحاح۔	رازی (۶۶۶ھ)	مطبوعہ بیروت
۷۳	المدینۃ بین الماضی والحاضر۔	ابراہیم عیاشی (۱۴۰۰ھ)	
۷۴	المدینۃ المنورۃ تطورہا العمرانی۔	صالح لمعی مصطفی	مطبوعہ بیروت
۷۵	المدینۃ المنورۃ فی التاریخ۔	عبد السلام حافظ	مطبوعہ قاہرہ

۷۶	المدینة المنورة وأول بلدیة في الإسلام.	محمد النمر	
۷۷	المدینة المنورة في رحلة العیاشي.	ابو سالم العیاشي	مطبوعہ الکویت
۷۸	مرآۃ الحرمین الشریفین.	ابراہیم رفعت (۱۳۵۳ھ)	مطبوعہ مصر
۷۹	مرآۃ الجنان.	یافعی (۷۶۸ھ)	مطبوعہ حیدر آباد
۸۰	المستدرک علی الصحیحین.	حاکم (۴۰۵ھ)	مطبوعہ بیروت
۸۱	المسجد النبوي عبر التاریخ.	د/ محمد سید وکیل	مطبوعہ جدہ
۸۲	المسند.	أحمد بن حنبل (۲۴۱ھ)	مطبوعہ مصر
۸۳	المصنف.	عبد الرزاق (۲۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۸۴	المعارف.	ابن قتیبة (۲۱۳ھ)	مطبوعہ بیروت
۸۵	المعجم الأوسط.	ابو القاسم طبرانی (۳۶۰ھ)	مطبوعہ ریاض
۸۶	المعجم الوسیط.	مجمع اللغة العربیة	مطبوعہ بیروت
۸۷	المغانم المطابة في معالم طابة.	فیروز آبادی (۸۱۷ھ)	مطبوعہ ریاض
۸۸	المنتظم في تاریخ الأمم والملوک.	ابن الجوزی (۵۹۷ھ)	مطبوعہ حیدر آباد
۸۹	المنہل (مجلة) عدد ۴۹۹.		مطبوعہ جدة
۹۰	الموطا.	امام مالک (۱۷۹ھ)	مطبوعہ بیروت
۹۱	میزان الاعتدال.	ذہبی (۷۴۸ھ)	مطبوعہ بیروت
۹۲	النجوم الزاہرة في ملوک مصر والقاہرة.	ابن تغری بردی	مطبوعہ قاہرہ
۹۳	نزہة الناظرین.	برزنجی (۱۳۱۷ھ)	مطبوعہ مصر
۹۴	وصف المدینة المنورة.	علي بن موسی	مطبوعہ ریاض
۹۵	الوفاء بأحوال المصطفیٰ ﷺ.	ابن الجوزی (۵۹۷ھ)	مطبوعہ ریاض
۹۶	الوفاء بما یجب لحضرة المصطفیٰ ﷺ.	نور الدین سمہودی (۹۱۱ھ)	مطبوعہ ریاض
۹۷	وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ ﷺ.	نور الدین سمہودی (۹۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۹۸	وفیات الأعیان.	احمد ابن خلکان	مطبوعہ بیروت
۹۹	ہذہ بلادنا.	وزارة الاعلام (۱۴۰۹ھ)	
۱۰۰	الیمن عبر التاریخ.	أحمد حسین	مطبوعہ ریاض

آثارِ مؤلف

١- تاريخ المسجد النبوي الشريف (عربی - مطبوع)

٢- **مسجد نبوی شریف** - تاریخ، آداب، فضائل (اردو - مطبوع)

مسجد نبوی شریف کے فضائل وآداب اور تعمیر و توسیع کا مفصل تذکرہ نیز ریاض الجنہ، منبر و محراب، مینار، دروازے، حجرہ شریفہ اور گنبدِ خضراء کا تاریخی جائزہ- تقریباً چالیس تصویروں اور نادر نقشوں سے مضامین کی وضاحت کی گئی ہے۔

٣- بيوت الصحابةؓ حول المسجد النبوي الشريف (عربی - مطبوع)

٤- **مسجد نبوی شریف کے اردگرد صحابہؓ کے مکانات** (اردو - مطبوع)

تقریباً ساٹھ مکانات ومقامات کا تذکرہ، تاریخ، تصویر اور نقشوں کی روشنی میں تقریبی محلِ وقوع کا تعین. ازواجِ مطہرات کا مختصر تعارف اور ان کے حجرات، صفہ اور اصحابِ صفہ، مسجد کے چاروں طرف صحابہؓ کے مکانات اور اُن کا تعارف. سقيفه بني ساعده، جنازہ گاہ اور بقیع کا تاریخی تذکرہ.

٥-المساجد الأثرية في المدينة النبوية (عربی- مطبوع)

٦-**مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد** (اردو - غیر مطبوع)

مدینہ منورہ کی پینتیس تاریخی مساجد کا مفصل تذکرہ، قرآن وحدیث اور آثار صحابہؓ میں واردواقعات سے اُنکا ربط، نیز تصاویر اور قدیم وجدید نقشوں کی روشنی میں اُنکے موجودہ محلِ وقوع کا تعیّن اور سعودی حکومت میں ہونے والی توسیعات کا مفصل بیان.

٧- **تاريخ المدينة المورة** (قسم المساجد) (عربی، اردو، انگریزی - مطبوع)

مدینہ منورہ کی تقریباً پینتیس تاریخی مساجد کا مختصر تعارف، رنگین تصاویر اور تاریخی نقشوں سے اُنکی موجودہ حیثیت اور محلِ وقوع کو واضح کیا گیا ہے.

٨- **فضائل المدينة المنورة وقبائلها** (عربی، اردو، انگریزی- مطبوع)

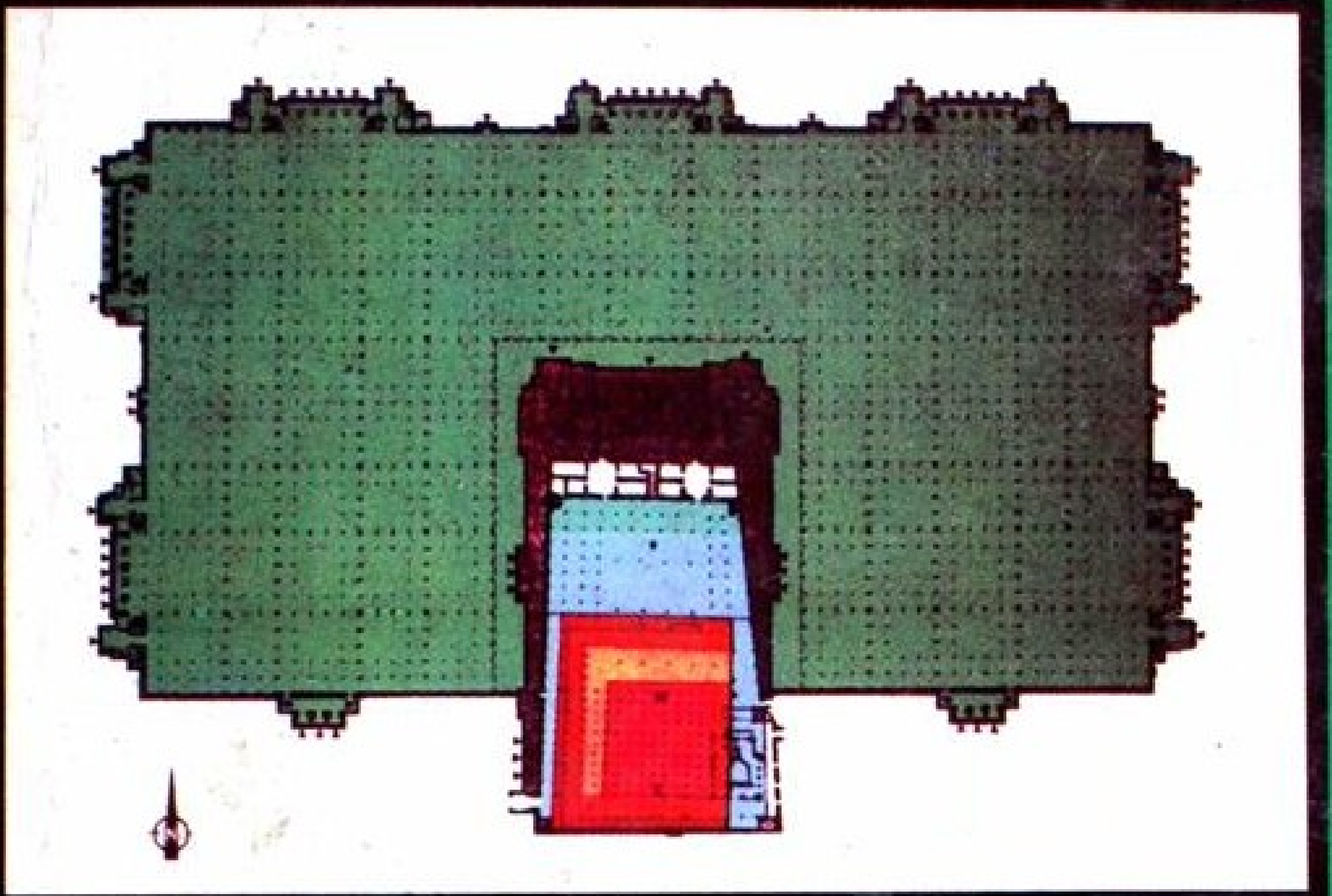
مدینہ منورہ کے فضائل اور حضرات صحابہؓ کے بعض مشہور قبائل کا مختصر تعارف، مدینہ منورہ میں اُنکا مقام اور دورِ حاضر میں اسکے تقریبی محلِ وقوع کو رنگین تصاویر اور نقشوں سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(Sallallahu alaihe wasallam)

Masjid-e-Nabvi Shareef Tareekh-Aadab-Fazail (urdu)

by

Dr. Mohammad Ilyas Abdul Ghani



مسجد نبوی شریف کی توسیعات کا نقشہ

- مسجد نبوی شریف کی ابتدائی تعمیر۔
- نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں سنہ ۷ھ میں پہلی توسیع۔
- سنہ ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دوسری توسیع۔
- سنہ ۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں تیسری توسیع۔
- سنہ ۹۱ھ میں ولید بن عبدالملک اموی کے زمانہ میں چوتھی توسیع۔
- سنہ ۱۶۵ھ میں مہدی عباسی کے زمانہ میں پانچویں توسیع۔
- سنہ ۸۸۸ھ میں سلطان قایتبائی کے زمانہ میں چھٹی توسیع۔
- سنہ ۱۲۷۷ھ میں سلطان عبدالمجید ترکی کے زمانہ میں ساتویں توسیع۔
- سنہ ۱۳۷۲ھ میں ملک عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں آٹھویں توسیع۔
- سنہ ۱۴۱۴ھ میں خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے زمانہ میں نویں توسیع۔

Kitabi Duniya

1955, T. Gate, Delhi - 6 (INDIA)

E-mail:kitabiduniya@rediffmail.com

ISBN-81-87666-08-0